ماہنامہ
ضیائے حدیث
لاہور
علمی • ادبی • تحقیقی • اصلاحی مجلہ
دارالسلام
دارالسلام کی تمام مطبوعات کا آئینہ دار
چیف ایڈیٹر
عبدالمالک مجاہد
جلد:22 | شمارہ:07 | جولائی 2013ء / رمضان 1434ھ



★ رمضان اور قرآن
★ رمضان کے قیمتی لمحات کیسے گزاریں؟
★ رمضان کیلنڈر اور یومیہ قرآنی دعائیں

رمضان المبارک فضائل و احکام



سماعِ حدیث

عہدِ محدثین رحمہم اللہ کی یاد تازہ کرنے والی روح پرور تقریب کا ایمان افروز تذکرہ



قومیں کیسے مٹتی ہیں؟

قرآن کی روشنی میں 10 بڑے اسباب کا تذکرہ



کورٹ میرج کی حقیقت

علمی | ادبی | تحقیقی | اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

ضیائے حدیث

لاہور

جلد:22 | شمارہ:07 | جولائی 2013ء / رمضان 1434ھ

چیف ایڈیٹر
عبدالمالک مجاہد • بیاد مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی ؒ • بانی مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی ؒ

وُسعتِ دامان

تزکیہ نفس
قرآن اور رمضان
پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی
14



عالمی منظر نامہ
شام کی تحریک آزادی پس منظر و پیش منظر
ابوخالد ملک
60



گوشۂ خواتین
خواتین رمضان کو کامیاب کیسے بنائیں؟
قاری طارق جاوید عارفی
67



تعارف ممالک
ایران
محسن فارانی
72



ایگزیکٹو ایڈیٹر حافظ عبدالوحید سوہدروی ایڈیٹر محمد نعمان فاروقی
noumanfarooqi47@gmail.com

مجلس ادارت
مولانا ارشاد الحق اثری | پروفیسر محمد یحییٰ | حافظ عبدالستار حماد
حافظ صلاح الدین یوسف | حافظ شبیر صدیق | حافظ محمد حق نواز

مجلس مشاورت
چوہدری محمد یٰسین ظفر | ڈاکٹر محمد حماد لکھوی | مولانا محمد عبدالجبار
عکاشہ مجاہد | حبیب کبریا

مجلس نظامت
حافظ عبدالعظیم اسد | قمرالحمید فیصل | عبدالغفار مجاہد
شیخ ارشد علی | محمد اعظم یٰسین | حافظ محمد ندیم
آرٹ اینڈ ڈیزائن | طارق جاوید عارفی | حافظ عثمان یوسف

محمد صفت اللہ (آرٹ ڈائریکٹر) جاوید اقبال (گرافک ڈیزائنر) وسیم احمد کیلانی (کمپوزنگ)
خطاطی اکرام الحق قانونی مشیر ملک نور محمد سرفراز

ضیائے حدیث جاری کروانے کے لیے

منی آرڈر، آن لائن یا ایزی پیسہ کے ذریعے سالانہ زرتعاون دفتر ارسال کریں اور حسب ذیل نمبرز میں سے کسی ایک پر اطلاع دیں اور اپنا مکمل ایڈریس لکھوائیں۔ رسالہ آپ کے نام جاری ہو جائے گا۔

- منی آرڈر اور خط کتابت کے لیے:

دفتر ماہنامہ ''ضیائے حدیث'' 36 لوئر مال، لاہور (پاکستان)

- آن لائن کروانے کے لیے:

A/C Title: Monthly Zia-e-hadith
A/C No: 0038805201002063
M.C.B Bank Ltd. Session Court Branch
Lahore. Br Code: 1317

- برائے ایزی پیسہ: موسیٰ علی: 0313 75 79 034
شناختی نمبر: 34101-4002586-9

سرکولیشن منیجر: محمد یوسف سلفی 823 71 70 300 92+
اسسٹنٹ سرکولیشن منیجر: موسیٰ کلیم بلتستانی 034 79 75 313 92+
Tel:+92 42 372 32 400 | Fax:+92 42 373 54 072
ziaehadith1@yahoo.com

ناشر محمد ادریس فاروقی مقام اشاعت 399/E اندرون موچی دروازہ، لاہور
پرنٹر انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس، 36۔ لوئر مال، لاہور

اداریہ	سماعِ حدیث	عبدالمالک مجاہد	7
تجلیات قرآن	قومیں کیسے مٹتی ہیں؟	محمد نعمان فاروقی	11
تزکیہ نفس	قرآن اور رمضان	پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی	14
احکام و مسائل	رمضان المبارک فضائل و احکام	ساجد الرحمٰن آزاد	21
طب و سائنس	کھجور	ڈاکٹر طارق ریاض	25
افتاء و ارشاد	آپ کے سوالات اور ان کا حل	ابوالحسن حافظ عبدالخالق	27
اصلاح و تربیت	رمضان المبارک کے قیمتی لمحات کیسے گزاریں؟	حافظ شبیر صدیق	30
مکتوب الریاض	والدین کو راضی رکھنے کے سنہرے اصول	عبدالمالک مجاہد	35
دعائیں التجائیں	رمضان کیلنڈر اور یومیہ قرآنی دعائیں	اقبال صدیق المدنی	40
مکتوب امریکہ	آپ بیتی	حافظ عبدالوحید سوہدروی	44
ترغیب و ترہیب	تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز کا اہتمام	حافظ عثمان یوسف مدنی	47
معاشیات	نہایت نفع بخش تجارت	حافظ عبدالسمیع	49
سخن گسترانہ	وزیراعظم میاں نواز شریف کی پہلی تقریر	خالد سیال	52
تحقیق مسائل	کورٹ میرج کی حقیقت	ضیاء اللہ زاہدی	56
عالمی منظر نامہ	شام کی تحریک آزادی پس منظر و پیش منظر	ابوخالد ملک	60
پکار	جسے دل کہیں.....!	ڈاکٹر بشریٰ تسنیم	65
گوشۂ خواتین	خواتین رمضان کو کامیاب کیسے بنائیں؟	طارق جاوید عارفی	67
تعارف ممالک	ایران	محسن فارانی	72

قیمت فی شمارہ 35 روپے | سالانہ زرتعاون: عام ڈاک صرف 400/- روپے، رجسٹری ڈاک 800/- روپے

دیگر ممالک میں سالانہ زرتعاون: سعودی عرب 100 ریال، یورپی ممالک 30 یورو

سماعِ حدیث

عہد محدثین رحمہم اللہ کی یاد تازہ کرنے والی روح پرور تقریب

''سماعِ حدیث'' کا ایمان افروز تذکرہ

سماع حدیث کا سلسلہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ گزشتہ دنوں ریاض میں بھی سماع حدیث کا پندرہ روزہ پروگرام کیا گیا جس میں مسند امام احمد کو بالترتیب پڑھا اور سنا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کی احادیث کی حفاظت اور ترویج کے لیے جن عظیم ہستیوں کا انتخاب فرمایا، امام اہلِ سنت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ان میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ دینِ حق پر مضبوطی سے قائم رہنے اور سنت رسول کریم ﷺ پر عمل کے میدان میں بھی امتیازی شان کے مالک ہیں۔ عبدالملک میمونی کہتے ہیں: ''میری آنکھوں نے امام احمد سے بڑھ کر اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے والا اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کی تعظیم کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔''

امام احمد کے فرزند صالح کہتے ہیں: ''والد صاحب کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا: ''جو شخص علمائے حدیث کی عزت و تکریم اور تعظیم و توقیر کرتا ہے وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں معزز بن جاتا ہے کیونکہ حدیث نبوی کے علماء قیامت کے دن اللہ کے رسول ﷺ کے بہت قریب ہوں گے۔''

محدثین اپنے اپنے انداز میں اپنے مدارس، مساجد یا گھروں میں اپنے اساتذہ سے حدیث کا سبق اور درس لیتے ہیں۔ جب ان کی کتابیں ختم ہو جاتی ہیں تو وہ اپنے اساتذہ سے سند یا روایت کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ چنانچہ اساتذہ ان کو اپنے قلم سے لکھ کر دے دیتے ہیں کہ میرے فلاں شاگرد نے مجھ سے حدیث پڑھی ہے اور میں اسے حدیث کو روایت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث سے محبت اور اس سے پیار دراصل اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ گزشتہ سال جون کے مہینے میں برادرم مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ کا الخبر سے فون آیا کہ ریاض میں دورہ حدیث ہو رہا ہے۔ میں اس میں شرکت کے لیے ریاض آ رہا ہوں اور آپ کو بھی اس دورہ میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں۔ ریاض کے مشرق میں حی الریان میں ایک بڑا خوبصورت سکول مدارس التربیہ النموذجیہ کے نام سے ہے۔ یہ ریاض کے قدیم سکولوں میں سے ایک ہے۔ اس کے وسیع و عریض ''خضیر ہال'' میں سعودی عرب کے گوشے گوشے سے حدیث شریف کے شائقین جمع تھے۔ پاکستان، بھارت، یمن اور سعودی عرب کے چوٹی کے محدث اسٹیج پر تشریف فرما تھے۔ میں تین روز تک اس بابرکت مجلس میں جاتا رہا۔ گزشتہ سال ''کتب ستہ'' جسے ہمارے برصغیر میں صحاح ستہ کہا جاتا ہے اس کا دورہ ہو رہا تھا۔ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے اساتذہ احادیث کی سماعت فرما رہے تھے۔ جس مقام پر سند یا متن میں کوئی غلطی ہوتی محدثین میں سے کوئی ایک اس کی اصلاح فرما دیتے۔ یہ بڑا ہی روح پرور منظر تھا۔ شرکائے مجلس نے احادیث کو سنا۔ جن طلبہ نے پورے دورے میں شرکت کی تھی ان کو سرٹیفکیٹ اور اجازہ محدثین کے دستخطوں سے عنایت کی گئی۔

سال گزرتے پتا ہی نہ چلا۔ گزشتہ جمعہ جون 2013ء کے وسط میں برادرم مولانا منیر قمر صاحب نے بتایا کہ وہ اس سال پھر دورہ حدیث میں شرکت کرنے کے لیے ریاض آ رہے ہیں۔ دورہ حدیث کو شروع ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا ہے۔ اس مرتبہ مسند احمد بن حنبل پڑھائی جا رہی ہے۔ آپ بھی آ جائیں۔ گزشتہ سال کی طرح پاکستان کے مشہور محدث فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔

قارئین کرام! آگے بڑھنے سے پہلے تھوڑا سا تذکرہ اس عالم جلیل اور محدث کبیر کا کرتے ہیں جن کے ساتھ میرے برسوں سے تعلقات

ہیں۔وہ میرے گھر پر بھی تشریف لا چکے ہیں۔ یہ ہمارے چچا مولانا عبدالسلام رحمہ اللہ کے ہم عصر دوستوں میں سے ہیں۔ مدینہ یونیورسٹی میں یہ دونوں مشائخ ایک ساتھ پڑھتے رہے ہیں۔ چچا جان عبدالسلام اس کثرت سے ان کا ذکر کرتے اور ان کے علم وفضل کا اظہار کرتے کہ ہمیں بغیر دیکھے ہی ان سے محبت ہوگئی اور جب ان سے ملاقات ہوئی تو ان کا عجز وانکسار اور علوم حدیث پر عبور دیکھ کر ان کا مقام ومرتبہ دل میں گھر کر گیا۔ مولانا اس دور میں امت مسلمہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہیں۔ وہ تشنگان علوم حدیث نبوی کے لیے مرجع خاص ہیں۔ میں نے عرب علمائے کرام کو جس طرح ان کی عزت کرتے ہوئے دیکھا ہے، اپنی زندگی میں کم ہی لوگوں کو یہ احترام ملتے ہوئے پایا ہے۔

ابوالنصر الشیخ الفاضل ثناء اللہ مدنی بن عیسیٰ خاں حفظہ اللہ نے 1940ء میں لاہور کی ایک مضافاتی بستی ''کلس'' میں آنکھ کھولی، اس نسبت سے انھیں کلسوی بھی کہا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اور حفظ قرآن چھوٹی عمر ہی میں مکمل کر لیا۔ پھر لاہور چلے آئے اور وہاں جامعہ اہل حدیث سے تعلیم حاصل کی اور جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ اس کے بعد آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں مزید تعلیم کے حصول کے لیے تشریف لائے اور یہاں شریعت کالج سے درجہ امتیاز کے ساتھ ڈگری حاصل کی۔ پھر آپ وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان لوٹ آئے اور یہاں جامعہ سلفیہ میں استاذ مقرر ہوئے۔ پھر جامعہ اسلامیہ لاہور میں تشریف لے گئے اور آج تک وہیں طلبائے حدیث کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ نہ صرف وطن عزیز پاکستان میں بلکہ دنیا کے طول وعرض میں علوم حدیث کے طلبہ آپ کے علمی رسوخ اور محدثانہ طرز تعلیم سے مستفید ہوتے ہیں۔ آپ کو جن مشائخ نے اجازت حدیث عطا فرمائی ان میں محدث عصر حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔ آپ کا سلسلۂ روایت شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان وزیرآبادی سے ہے اور ان کا شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے ہے۔ آپ کا دوسرا سلسلۂ روایت علامہ سید عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ سے اور ان کا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے ہے۔

مجھے جب سماع حدیث میں شرکت کی دعوت ملی تو میں نے دیکھا کہ میرے دن بھر کے پروگرام تو پہلے ہی سے بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے وقت نکالنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر پھر بھی ہمت کر کے اس بابرکت مجلس میں پہنچ گیا۔

قارئین کرام! میں تھوڑی دیر کے لیے آپ کو اس ہال میں لیے چلتا ہوں جس میں دورۂ حدیث ہو رہا تھا۔ مدارس تربیہ نموذجیہ کی عمارت شاندار ہی نہیں بہت بڑی بھی ہے۔ اس کے چاروں طرف گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں۔ میں نے قدرے دور پارکنگ تلاش کی۔ ہال میں داخل ہونے سے پہلے ہی برادرم حافظ عبداللہ بن ظفر اللہ کا فون آ گیا کہ آپ جیسے ہی ہال میں پہنچیں مجھے کال کر لیں۔ انتظامیہ نے آپ کے لیے اگلی لائن میں کرسی رکھی ہوئی ہے۔ میں ہال میں پہنچا تو وہ شائقین حدیث سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مسند امام احمد کا سماع چل رہا تھا۔ میں سب سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دل نے کہا: تم آخری وقت میں آئے ہو تو تمھیں آخر میں ہی بیٹھنا چاہیے۔ بس نہ چاہتے ہوئے بھی میں نے حافظ صاحب کو کال کر دی تو وہ ایک منٹ میں پہنچ گئے۔ گلے ملے اور میرا بازو پکڑ کر پچھلی طرف سے اسٹیج کی طرف بڑھے تو پروگرام کے منتظم اعلیٰ جناب عبداللہ الغیث نے گلے لگا لیا۔ یہ پہلے قاضی کے عہدہ پر فائز تھے، اب وہاں سے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی ہے۔ آپ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے گزشتہ کئی ماہ سے کام کر رہے تھے۔ انھوں نے ایک شاگرد کو اشارہ کیا اور شاگرد نے میرے لیے اگلی لائن میں نشست خالی کر دی۔ میں نے دیکھا کہ دائیں طرف دروازے کے ساتھ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں کتاب ہے۔ میرے گریز کے باوجود شیخ عبداللہ الغیث نے میرا بازو تھاما اور مجھے نشست پر بٹھا دیا۔ سامنے اسٹیج پر محدثین اپنی نشستوں پر تشریف فرما احادیث کی سماعت کر رہے تھے۔ بیشتر سامعین کے ہاتھوں میں کتابیں تھیں۔ ایک طالب علم بلند آواز سے احادیث پڑھ رہا ہے۔ سامعین کی نگاہیں کتابوں پر ہیں۔ میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے سعودی نوجوان نے جب دیکھا کہ میں خالی ہاتھ ہوں تو انھوں نے اپنی کتاب کو میرے

سامنے اس طرح کر دیا کہ ہم دونوں اسے دیکھ رہے تھے۔ اگر کتاب سامنے نہ ہو تو بلاشبہ ہمارے عجمیوں کے لیے الفاظ کا سمجھنا بڑا مشکل ہو جائے۔ میری کیفیت یہ تھی کہ میں مزے لے لے کر اللہ کے رسول ﷺ کے فرامین کو سن رہا تھا۔ ہال میں مکمل سناٹا تھا۔ صرف حدیث پڑھنے والی آواز گونج رہی تھی۔ اس ہال کے پچھلی جانب خواتین کے ہال میں بھی ایک بڑی تعداد میں بہنیں بھی حدیث کی سماعت کر رہی تھیں۔

سلف صالحین میں جو ائمہ حدیث گزرے ہیں ان میں مسند احمد کو پڑھنے اور سننے کی شدید رغبت پائی جاتی تھی۔ ان میں سے جب کسی کو مسند کے ایک جز کی سماعت کی سعادت حاصل ہو جاتی تو اس کی خوشی دیدنی ہوتی تھی۔ وہ خوشی اور مسرت کے عالم میں اپنے ہم عصروں کو بتلایا کرتے تھے کہ انھیں مسند کے ایک جز کے سماع کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔

حافظ ابوموسیٰ المدینی کہتے ہیں: یہ 356 ہجری کا واقعہ ہے۔ ایک شخص تحصیلِ علم کے لیے بغداد گیا اور وہاں کچھ عرصہ مقیم رہا۔ امام ابومحمد المزنی نے اس شخص سے پوچھا: سنا ہے آپ بغداد گئے تھے، کچھ ہمیں بھی بتائیں کہ آپ نے وہاں کیا سنا اور کیا سیکھا؟ اس نے کہا: قیامِ بغداد کے دوران جو چیز میرے لیے سب سے زیادہ خوشی اور سعادت کا باعث بنی وہ یہ ہے کہ میں نے وہاں ابوبکر بن مالک سے مسند احمد کے تمام 150 اجزاء کی مکمل سماعت کی ہے۔ ابومحمد المزنی کہنے لگے: واہ واہ تمھاری خوش بختی کے کیا کہنے! ہم تو جس زمانے میں بغداد گئے تھے اگر ہمیں وہاں کسی شیخ کے پاس مسند احمد کا ایک جز مل جاتا تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا تھا اور تم کتنے خوش قسمت ہو کہ مسند احمد کے تمام ایک سو پچاس اجزاء سن کر آ رہے ہو۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المستدرک'' کی اس وقت تک تالیف شروع نہ کی جب تک انھوں نے بغداد جا کر ابوبکر بن مالک القطیعی سے پوری مسند احمد کی سماعت نہ کر لی۔

اس سے بھی بڑھ کر حیران کن بات یہ ہے کہ بعض ائمہ حدیث ایسے بھی تھے جنھیں مسند امام احمد پوری کی پوری حفظ تھی۔ امام ابن الجزری کہتے ہیں: امام محمد الیونینی رحمہ اللہ کے فرزند ابوالحسین علی سے کسی نے پوچھا: یہ بتلایئے، کیا آپ کو کتب ستہ ساری کی ساری یاد ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے مسند احمد زبانی حفظ کی ہوئی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر اہل اسلام کسی کلام کے حدیث ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف کا شکار ہو جائیں تو انھیں چاہیے کہ وہ اسے میری مسند میں تلاش کریں۔ اگر وہ مسند میں ہو گی تو حدیث ہو گی ورنہ عام کلام ہو گا۔ امام صاحب کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں: میرے والد صاحب نے ساڑھے سات لاکھ احادیث میں سے اس مسند کا انتخاب کیا۔

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام احمد کے زمانے میں جو احادیث زیادہ مشہور تھیں وہ انھوں نے اپنی کتاب میں درج فرما دیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں بعض احادیث ضعیف بھی ہیں اور بعض موضوع بھی ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک جو لوگ جھوٹ میں مشہور نہیں تھے ان سے انھوں نے روایات لے لیں، مگر صحیح صورت حال یہ ہے کہ اس میں بعض ضعیف روایات بھی آ گئی ہیں۔

بہر حال اب اس بارے میں کوئی ابہام نہیں کیونکہ محققین نے بڑی محنت اور توجہ سے تمام صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع احادیث کی نشاندہی کر دی ہے۔ اور کسی بھی قاری کے لیے یہ جاننا بہت آسان ہو گیا ہے کہ کون سی حدیث صحیح ہے اور کون سی ضعیف ہے۔

کمپیوٹر جہاں عصرِ حاضر میں بہت ساری خرابیوں کا منبع ہے وہاں اس میں بے شمار خوبیاں بھی ہیں۔ انٹرنیٹ کی بدولت اب علم حاصل کرنا اور اسے دنیا میں ہر جگہ پہنچانا بہت آسان ہو چکا ہے۔ ایک کمرے میں کمپیوٹر انجینئرز کی زیرِ نگرانی دنیا کے مختلف ممالک میں اس پروگرام کو براہ

راست دیکھا اور سنا جا رہا تھا۔

اسٹیج پر دائیں طرف بھارت سے تشریف لائے ہوئے محدث شیخ محمد اسرائیل ندوی، ان کے ساتھ پاکستان سے تشریف لائے ہوئے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی، ان کے ساتھ سعودی عرب کے نامور محدث عبداللہ بن حمود التویجری اور ان کے ساتھ شیخ عبداللہ بن صالح العبید اور دیگر شخصیات حفظہم اللہ تشریف فرما تھیں۔

آج مسند امام احمد کی سماعت کا آخری دن تھا اور اس مناسبت سے یہ اختتامی پروگرام بھی تھا۔ پندرہ دن پہلے شروع ہونے والے اس پروگرام کو وزارۃ التعلیم والتربیہ کا مکمل تعاون حاصل تھا اور ان کی اجازت ہی سے یہ پروگرام ہو رہا تھا۔

اس شاندار اور تاریخ ساز پروگرام کا افتتاح سعودی عرب کی نامور شخصیت ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی حفظہ اللہ نے کیا تھا۔ جو مذہبی امور کے سابق وزیر ہیں اور ان دنوں رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

ہم کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک احادیث کی سماعت کرتے رہے۔ عشاء کی نماز کو مؤخر کر دیا گیا۔ جیسے ہی مسند امام احمد کی سماعت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ سامعین کے چہروں پر بشاشت اور تازگی تھی۔ مسند امام احمد میں تیس ہزار کے لگ بھگ احادیث ہیں۔ اس ہال میں گزشتہ پندرہ دنوں سے ہر روز دس گھنٹے اس کتاب کو پڑھا جاتا رہا۔ گویا کم وبیش 150 گھنٹوں کے اس پروگرام میں اس عظیم کتاب کو شروع سے آخر تک سند اور متن کے ساتھ پڑھایا گیا۔ محدثین نے بعض اہم نکات بیان کیے اور جیسا کہ طلبائے حدیث کا شروع دن سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے کہ وہ حدیث پڑھنے اور سننے کے بعد اپنے اساتذہ سے اجازہ طلب کرتے ہیں تو آج کا دن صرف اختتامی ہی نہیں بلکہ حدیث کا اجازہ حاصل کرنے کا بھی دن ہے۔ اس پروگرام میں شرکت کرنے والے اور حدیث کی سماعت کرنے والے طلبہ وطالبات کو اجازت حدیث عطا کی گئی۔ وہ لمحات بڑے ہی با برکت تھے جب محدثین کرام نے باری باری اعلان کیا کہ وہ اس پروگرام میں شرکت کرنے والے تمام طلبہ وطالبات کو خواہ انھوں نے اسے پورا سنا یا اس کا اکثر حصہ سنا ہے یا انٹرنیٹ کے ذریعے اس کو سنا ہے، ان سب کو ہماری طرف سے روایت حدیث کی اجازت ہے۔

قارئین کرام! ہم سب اللہ کے رسول کی حدیث کو یاد کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ میں ہال میں بیٹھا ہوا ان روشن چہروں کو غور سے دیکھ رہا تھا جو اللہ کے رسول کی اس حدیث کے مصداق تھے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے: «نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ» ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر وتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے یاد رکھا اور دوسروں تک پہنچایا، کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ کوئی علمی بات پہنچانے والا ایسے شخص کو پہنچا رہا ہوتا ہے جو پہنچانے والے سے زیادہ علم رکھتا ہے۔'' (جامع الترمذی: 2656)

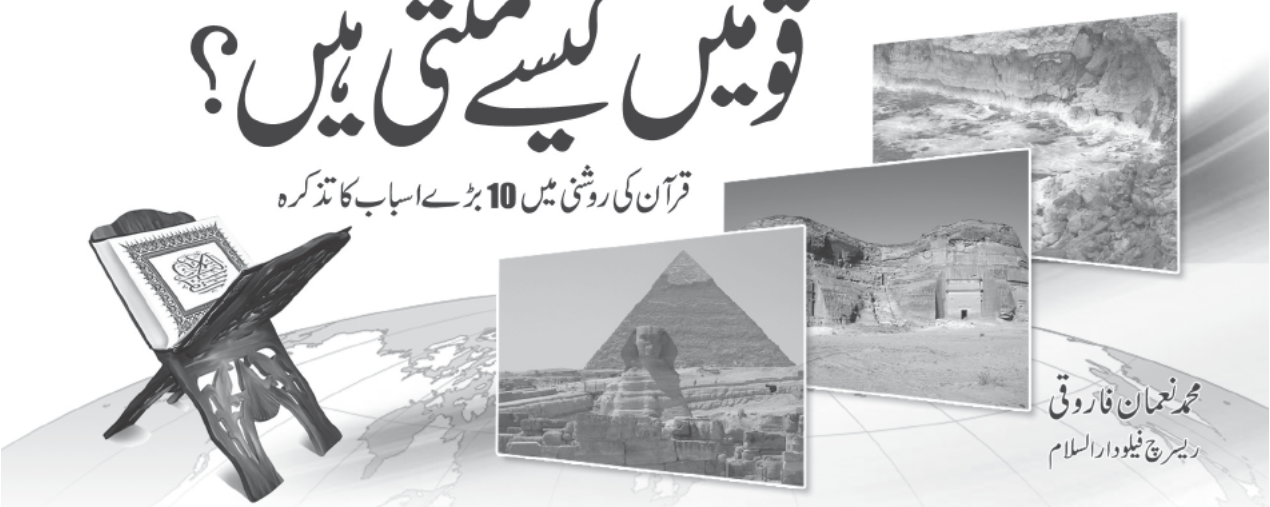
اس موقع پر دیگر علمائے کرام کے علاوہ حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ انھوں نے علومِ حدیث کی اہمیت کو واضح کیا اور حاضرین اور دنیا بھر کے سامعین کو یہ پیغام دیا کہ وہ علومِ حدیث کی طرف متوجہ ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کے طالب علموں میں شامل ہو جائیں تاکہ انھیں سنت نبی کریم کا مکمل علم حاصل ہو اور وہ بعد میں یہ روشنی دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ انھوں نے اس مجلس کے منتظمین اور خادم الحرمین الشریفین کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے اس بابرکت مجلس کے انعقاد کے لیے سازگار ماحول مہیا کیا۔

مجلس کے اختتام پر بہت سے نامور علمائے کرام اور بعض پرانے دوستوں سے ملاقات بھی ہوگئی۔ اس طرح سماع حدیث کا یہ پروگرام اپنی بہت سی برکات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

عبدالمالک مجاہد

قومیں کیسے مٹتی ہیں؟

قرآن کی روشنی میں 10 بڑے اسباب کا تذکرہ



محمد نعمان فاروقی
ریسرچ فیلو دارالسلام

قرآن مجید سابقہ قوموں کے حالات سے آگاہ کرتا ہے مگر قرآن کریم کا اسلوب اپنا ہے۔ اس میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ ان قوموں کا دور کون سا تھا یا ان کی تاریخ کیا ہے، ان کی اصل کیا تھی، ان کا تہذیب وتمدن کیسا تھا؟ ہاں ان میں سے بعض چیزوں کا ضمنی طور پر تذکرہ ضرور ملتا ہے۔ مگر قرآن مجید نے گزشتہ اقوام کے حالات و واقعات کے بیان میں جس چیز کو نمایاں کیا وہ سابقہ قوموں کی ہلاکت کے اسباب ہیں۔ ستونوں والے ''اِرَم''، میخوں والے فرعون، تعمیرات کے ماہر ثمود، اخلاقی گراوٹ میں پھنسے اہل سدوم اور کرپٹ ترین اہل مدین۔ یہ سب اپنے اپنے عہد کی ترقی یافتہ قومیں ہی تھیں لیکن مختلف اسباب کے تحت ہلاکت سے دوچار ہوئیں۔ انھیں موجودہ کوئی بھی قوم اپنا قابلِ فخر اثاثہ یا سرمایۂ ملت کے القاب سے نہیں جانتی۔

آیئے! غور کرتے ہیں کہ جن قوموں کو اللہ نے خود ہی پیدا فرمایا اور انھیں ترقی بھی دی اور پھر انھیں عذاب سے دوچار بھی کیا۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟

قوموں کی ہلاکت کے اسباب

① گناہوں میں ملوث ہونا

جیسے گناہوں کی کئی قسمیں ہیں اسی طرح ان سے معافی اور توبہ کے بھی بہت سے راستے ہیں مگر کئی قومیں توبہ اور رجوع کیے بغیر گناہوں میں لت پت رہتی ہی نہیں بلکہ گناہوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا مقابلہ کرتی ہیں۔ قرآن مجید نے گناہوں میں ملوث ہونے کو قوموں کی ہلاکت کا باعث قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

① ﴿كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ﴾ ''ہم نے ان (کفار) سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو ہلاک کیا۔ ہم نے انھیں زمین میں ایسا اقتدار دیا کہ تمھیں بھی اس جیسا نہیں دیا۔ اور ہم نے ان پر موسلا دھار بارش نازل کی اور ہم نے نہریں جاری کیں جو ان کے نیچے بہتی تھیں پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسری امتوں کو پیدا کیا۔'' (الأنعام 6:6)

❀ ﴿اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ ''ہم اس بستی پر ان کے فسق و فجور کی وجہ سے آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں۔''

(العنکبوت 34:29)

❀ ﴿فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''پھر ہم نے ہر ایک (قوم) کو اس کے گناہ (جرم) کے سبب پکڑا، چنانچہ ان میں سے کسی پر پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیجی، کسی کو چیخ نے آ پکڑا، اور ان میں سے کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے کسی کو (سمندر میں) غرق کر دیا۔ اور اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا



لیکن وہ اپنے آپ پر خود ظلم کرتے تھے۔''

(العنکبوت 40:29)

② ظلم

قرآن مجید نے قوموں کی ہلاکت کا ایک بڑا سبب ظلم بھی قرار دیا ہے۔ مندرجہ ذیل آیات کا مطالعہ کیجیے:

❀ ﴿وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا﴾ ''اور یقیناً ہم نے تم سے پہلی امتوں کو ہلاک کیا جب انھوں نے ظلم کیا۔''

(یونس 10:13)

❀ ﴿فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ﴾ ''کتنی ہی بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی تھیں۔''

(الحج 22:45)

❀ ﴿وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ﴾ ''اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں الا یہ کہ ان کے باشندے ظالم ہوں۔''

(القصص 28:59)

③ ناشکری

❀ ارشاد الٰہی ہے: ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ ''اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی جہاں امن وسکون تھا، ہر طرف سے وافر رزق انھیں مہیا تھا، پھر انھوں (بستی والوں) نے انعامات الٰہی کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے کرتوتوں کی وجہ سے بھوک اور خوف کا مزہ چکھایا۔''

(النحل 16:112)

❀ ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ ''اگر تم شکر گزاری کی راہ اپنا لو گے تو یقیناً میں تمھیں زیادہ سے نوازوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔''

(ابراھیم 7:14)

④ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا. فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا o اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا o﴾ ''اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم کی نافرمانی کی تو ہم نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور ہولناک عذاب سے دوچار کیا، چنانچہ انھوں نے اپنے اس طرز عمل کے وبال کا بھی سامنا کیا اور ان کے کرتوت کا انجام یقیناً گھاٹا ہی تھا۔ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کیا ہے، لہٰذا اے عقل والو جو ایمان لائے ہو! اللہ ہی سے ڈرو۔ تحقیق اللہ نے تمھاری طرف ذکر نازل کیا ہے۔''

(الطلاق 10-8:65)

اس آیت مبارکہ میں قوموں کی ہلاکت کے ایک اہم سبب کا ذکر کیا ہے، بعد ازاں ان کی ہلاکت کا ذکر ہے، آخرت میں سخت عذاب کی پیش گوئی ہے اور قرآن پڑھنے والوں کو ایسے انجام سے بچنے کی نصیحت کی جارہی ہے۔ اس لحاظ سے یہ آیت اپنے اندر ایک جامع مفہوم لیے ہوئے ہے۔

⑤ خوشحال اور متکبر لوگ فسق و فجور کی دلدل میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا﴾ ''اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہاں اس کے خوشحال اور متکبر لوگوں کو (نیکی کا) حکم دیتے ہیں (مگر) وہ وہاں فسق و فجور کرتے ہیں۔ پھر ان پر ہمارا فیصلہ (عذاب) ثابت ہوجاتا ہے تو ہم اس بستی کو مکمل طور پر تباہ کردیتے ہیں۔''

(بنی اسرآءیل 16:17)

اصلاح کی ضرورت تو ہر ایک کو ہے مگر خوشحال لوگوں کے حق میں یہ فریضہ بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ بہت سے لوگ ان کے ماتحت ہوتے ہیں یا پھر ان سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ویسے بھی لوگ بڑے لوگوں کی چلن اختیار کرنے کا ذوق رکھتے ہیں۔ اگر خوشحال اور آسودہ حال لوگ اچھے ہوں تو اس کے معاشرے پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

⑥ احکامات الٰہیہ میں تبدیلی: احکامات الٰہیہ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے میں بنی اسرائیل بہت آگے تھے۔ کسی حکم کو مان لینا کسی سے ہاتھ کھینچ لینا۔ لفظ بدلنا، حق چھپانا، احکام میں تاویل کرنا ان کی بری عادات کا ایک حصہ تھا۔ انھیں بندر بنائے جانے کی سزا دی گئی اور اس کے علاوہ بھی چھوٹے بڑے عذاب



سے وہ دوچار رہے۔

⑦ بدکرداری

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت کا باعث ان کا انتہائی بدکردار ہونا تھا۔ علاوہ ازیں انھوں نے سیدنا لوط علیہ السلام اوران کے رفقا جو انھیں برے کاموں سے روکتے تھے، انھیں بستی سے نکالنے کی ٹھان لی۔ ایسے لوگوں پر پتھروں کی بارش نہ ہوتی تو کیا پھول برستے۔ قرآن نے اپنے انداز میں اہل سدوم (لوط علیہ السلام کی قوم) کا ذکر کئی انداز سے کیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا: ﴿اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍo فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍo مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ﴾ ''ان کے (عذاب کے) وعدے کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح قریب نہیں ہے؟ پر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس بستی کے اوپر والے حصے کو اس کے نیچے والا حصہ کر دیا (بستی کو الٹا دیا) اور ہم نے ان پر کھنگر قسم کے تہہ بہ تہہ پتھر برسائے۔ وہ پتھر آپ کے رب کے ہاں سے نشان زدہ تھے اور (ان کی) بستی ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں۔''

(ھود:11:81-83)

⑧ کرپشن

سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم، جو مدین میں رہائش پذیر تھی، ناپ تول میں کمی، زمین میں فساد اور ڈاکے زنی کی وارداتوں میں ملوث تھی۔ اس دور میں اخبار چھپتا ہوتا تو اس قسم کی وارداتوں میں اہل مدین جرائم پیشہ افراد میں ٹاپ آف دی لسٹ ہوتے۔ سب سے زیادہ انھی کی خبریں شائع ہوتیں۔ انھیں زلزلے نے آلیا اور یہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔

⑨ اپنی معیشت یا گزران پر اترانا

ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ ''اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کیں جو اپنی عمدہ گزران پر اتراتی تھیں، چنانچہ یہ ہیں ان کے (اجڑے) دیار اوران کے بعد یہ تھوڑا ہی (وقت) آباد رہے۔ اور ہم ہی وارث ہیں۔'' (القصص 58:28) عمدہ گزر بسر پر اترانے کے بجائے اسے اللہ کا فضل قرار دیا جانا چاہیے اور اس پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ مگر کئی لوگ حتی کہ کئی قومیں یا جماعتیں اس پر اترانا شروع کر دیتی ہیں کہ یہ ہماری پالیسی کا نتیجہ ہے، ہمارے تجربات کا اثر ہے، ہمارے علم نے ہمیں اس مقام سے نوازا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب فخر وغرور کا شاخسانہ ہے۔

⑩ ''جہاں کوئی لگا ہے لگا رہنے دیں'' کی پالیسی

نام نہاد امن پسند معاشروں کا من بھاتا قانون ہے کہ کسی کے معاملے میں دخل اندازی نہ کریں، ہر ایک کو اختیار حاصل ہے وہ جو بھی موقف اپنائے، نظریہ رکھے یا عمل کرے، یعنی ''جہاں کوئی لگا ہے لگا رہنے دیں'' اصلاح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اصلاح سے ہاتھ کھینچ لینا عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ حسب ذیل آیات مبارکہ سے یہ بات آپ کو واضح طور پر سمجھ آئے گی: ﴿وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ﴾ ''اور آپ کا رب ظلم سے بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں جبکہ وہاں کے باسی اصلاح کے خواہاں ہوں۔'' (ھود 11:117) مطلب یہ کہ اصلاح ہوتی رہے تو عذاب ٹلا رہتا ہے اوراصلاح کا کام بند ہوجائے تو ایسے سمجھیں وہاں کے باسی خود ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہیں۔

قوموں کی ہلاکت کے 10 اسباب بیان ہوئے ہیں۔ باقی کچھ اسباب ان کے ذیل میں آتے ہیں اور کچھ تحریر میں نہیں آسکے۔ ان اسباب سے یہ ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ قوموں کی خوشحالی اور ترقی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور انھیں مختلف چھوٹے یا بڑے عذابوں اور سزاؤں کا مزہ چکھانا بھی اس کے اختیار میں ہے۔ یہ فیصلہ قوموں نے خود کرنا ہے کہ وہ کس قسم کے اسباب اور وسائل پیدا کرتے ہیں۔ اگر وہ اسباب و عوامل عذاب الٰہی کو دعوت دینے والے ہوئے تو کوئی قوم، خواہ اپنی تمام توانائیاں صرف کر دے، عذاب کی مختلف صورتوں سے نہیں نکل سکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ﴾ ''اور جب اللہ کسی قوم سے برائی (عذاب) کا ارادہ کر لے تو اس کے لیے کوئی واپسی نہیں۔ اور ان کے لیے اس کے سوا کوئی کارساز بھی نہیں۔'' (الرعد 13:11)

رمضان اور قرآن



خطاب: پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
اعداد: حافظ شبیر صدیق، ریسرچ فیلو دارالسلام

خطبہ مسنونہ کے بعد: ﴿اِنَّآ اَنزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ.﴾

قرآن پاک کا نزول

اس نشست کے لیے عنوان آپ نے سن لیا تھا، رمضان اور قرآن پاک کا تعلق۔ یہ بات معلوم ہے کہ قرآن پاک کا نزول رمضان کے مہینے میں ہوا تھا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن حکیم نازل ہوا اور اس کا نزول مکمل رمضان کی ایک رات میں ہوا جسے شب قدر یا لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ مکمل نزول کا معنی یہ ہے کہ اس رات اللہ رب العزت نے پورا قرآن لوح محفوظ سے اتار دیا۔ آسمانوں کی طرف بھیج دیا، اپنے فرشتوں کے سپرد کر دیا اور پھر فرشتہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے امر سے، اللہ کے حکم سے مختلف اوقات میں قرآن پاک لے کر نبی ﷺ پر آتا۔ کبھی دس آیتیں، کبھی ایک سورت، کبھی پانچ آیتیں، کبھی ایک آیت۔ تو قرآن پاک کے دو نزول ہیں۔ ایک ہے مکمل نزول: یہ نزول لوح محفوظ سے آسمان کی طرف ہوا بہ یک وقت پورا قرآن۔ اور یہ کب ہوا؟ شب قدر میں۔ دوسرا نزول آہستہ آہستہ کبھی پانچ، کبھی دس آیتیں۔ یہ آسمان سے زمین کی طرف جس کی مدت تکمیل تقریباً 23 سال ہے۔ اللہ رب العزت کی حکمت اور اس کے امر کے تحت اللہ کا فرشتہ کچھ آیات اللہ کے نبی کے پاس لے کر آتا۔ تو یہ دوسرا نزول ہے جبکہ اصل



جو اول نزول ہے یہ شب قدر میں ہوا۔

رمضان کی فضیلت بوجہ قرآن

اور میں سمجھتا ہوں کہ رمضان کی جو شان ہے، جو مقام ہے اور شب قدر کا جو مرتبہ ہے جو مقام ہے یہ نزول قرآن کی بنا پر ہے کہ اللہ رب العزت نے اس مہینے کو قرآن پاک کے نزول کے ساتھ مشرّف کیا ہے۔ یہ قرآن پاک کی مرافقت، قرآن پاک کا نزول اور قرآن پاک کی مصاحبت کا اثر ہے کہ رمضان تمام مہینوں سے ممتاز قرار پایا ہے۔ اور اس کا مرتبہ و مقام یقیناً بہت بلند ہے تعلق بالقرآن کی بنا پر۔ ایک فارسی کے شاعر نے کہا تھا:

جمالِ ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ھمان خاکم کہ ہستم

کہ مٹی اٹھا کر سونگھی، اس میں خوشبو آ رہی تھی۔ پوچھا کہ تم میں سے یہ خوشبو کیوں آ رہی ہے؟ مٹی نے جواب دیا کہ یہاں ایک پھول اگا ہوا ہے، اس پھول نے مجھ میں خوشبو پیدا کر دی ہے، ''جمال ہم نشین۔'' یہ ہم نشین کا اثر ہے، یہ اس کی خوشبو ہے، یہ مصاحبت کا اثر ہے کہ مٹی میں بھی خوشبو آ جاتی ہے، پھول کی صحبت سے۔ تو قرآن پاک کے نزول سے رمضان کا مہینہ مبارک ہوگیا۔ بڑا اجر، بڑا ثواب، بڑا مرتبہ، بڑا اونچا مقام اور جو بھی شان ہے وہ آپ سب جانتے ہیں۔ یہ مہینہ تمام مہینوں سے ممتاز ہے اور شب قدر تمام راتوں سے افضل ہے۔ ایک رات کا قیام، ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ (القدر 3:97) اتنا اونچا مقام ہے اس رات کا۔ ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» ''جو شخص شب قدر کا قیام کرلے ایمان کے ساتھ اور احتساب کے ساتھ اچھے عقیدے کے ساتھ اور احتساب کے ساتھ، احتساب کا معنی اللہ سے اجر لینے کی امید ہو، ریاکاری نہ ہو، اللہ سے اجر لینے کی امید ہو، اس رات کو جاگے اور قیام کرے۔ «غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» ''اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔'' (صحیح البخاری: 1901) یہ اس رات کا مقام ہے، اس رات کا قیام سارے گناہوں کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ مقام اسی لیے حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم رات میں قرآن پاک اتارا۔ ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ ''اس رات بڑے بڑے امور کے فیصلے ہوتے ہیں۔'' (الدخان 4:44) یہ تعلق بالقرآن کی بنا پر، جبریل امین نبی پاک ﷺ کے ساتھ رمضان میں قرآن کا دور کیا کرتے تھے، یعنی انھوں نے بھی قرآن کے دور کے لیے رمضان کے مہینے کا انتخاب کیا۔ جس سال رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اس سال کے رمضان میں دوبار دور کیا۔ (صحیح البخاری: 1902)

قرآن اور روزے کا شفاعت کرنا

اس عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کا رمضان کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ اسی لیے پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے: «اِنَّ الصِّيَامَ وَالْقُرْآنَ يَشْفَعَانِ يَومَ الْقِيَامَةِ» ''روزہ اور قرآن دونوں مل کر قیامت کے دن بندے کے لیے سفارش کریں گے۔'' دونوں مل کر سفارش کریں گے، دونوں ساتھ آئیں گے۔ اور یہ عظیم سفارش ہے۔ بندہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے۔ اس کی نیکیاں اور بدیاں شمار ہو رہی ہیں۔ نیکیوں اور بدیوں کا وزن ہو رہا ہے۔ اور یہ وزن کا مرحلہ بڑا کٹھن اور گھمبیر مرحلہ ہے۔ امام لالکائی شرح اعتقاد اہل السنہ میں یہ حدیث لائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے۔ اور فیصلہ کیسے ہوگا؟ یہ بڑی ہولناک حقیقت ہے۔ فیصلہ کیسے ہوگا؟ فرمایا کہ «مَنْ رَجَحَتْ حَسَنَاتُهُ عَلٰى سَيِّئَاتِهِ مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ رَجَحَتْ سَيِّئَاتُهُ عَلٰى حَسَنَاتِهِ مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ دَخَلَ النَّارِ» یہ فیصلہ ہے۔ فرمایا کہ جس کی نیکیاں گناہوں سے بڑھ گئیں ایک رائی کے دانے کے برابر، وہ جنت میں جائے گا اور جس کے گناہ نیکیوں سے بڑھ گئے ایک رائی کے دانے کے برابر وہ جہنمی ہے۔ یہ رائی کا دانہ جس کا کوئی وزن نہیں ہوتا، دنیا کا کوئی پیمانہ اس کا وزن نہیں کرسکتا۔ اتنا چھوٹا دانہ، اتنے چھوٹے ذرے کے بقدر اگر اس کے گناہ بڑھ گئے، نیکیاں کم ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کا فیصلہ کر دے گا۔ کتنی خوفناک حقیقت ہے۔ اس وقت ایک آواز آئے گی: «يَا رَبِّ! إِنِّي مَنَعْتُهُ مِنَ النَّومِ» ''اے اللہ! اس بندے کو راتوں کو میں نے سونے نہیں دیا۔ میں نے اسے جگائے رکھا، یہ لمبے قیام کرتا اور میری تلاوت کرتا۔'' یہ قرآن کی آواز ہے۔ اور قرآن کیا ہے؟ اللہ

تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ کی صفت ہے۔ یہ اللہ سے سفارش کر رہا ہے۔ میں نے اسے سونے نہیں دیا۔ دوسری آواز آئے گی: «يَا رَبِّ إِنِّي! مَنَعْتُهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ» ''اے اللہ! میں نے اس بندے کو کھانے سے، پینے سے دیگر خواہشات سے روکے رکھا۔'' ایک آواز دن کے تعلق سے ہے اور ایک آواز رات کے تعلق سے ہے، دن کی آواز روزے کی اور رات کی آواز قرآن کی۔ یہ راتوں کی گھڑیوں میں اٹھ کر مجھے پڑھتا، میری تلاوت کرتا، دونوں کہیں گے: «شَفِّعْنِي فِيْهِ» ''ہماری سفارش قبول کرلے اس بندے کے بارے میں۔'' اس کو معاف کردے، اس کا حساب آسان کردے۔ «فَيُشَفَّعَانِ» حدیث کے الفاظ ہیں کہ دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔(صحيح الجامع الصغير للألباني: 23/3)

اللہ رب العزت قرآن اور روزے کی سفارش قبول کر کے اس بندے کی نجات، مغفرت اور جنت کے داخلے کا حکم کر دے گا۔ یہ تعلق وہاں بھی قائم ہے روزے کا اور قرآن کا۔ اس حدیث میں ایک نکتہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت رات کو چھپ کر کی جائے تاکہ یہ عمل اخلاص پر قائم رہے۔ بندہ دن کو بھی کرے لیکن رات کی گھڑیاں ضرور منتخب کرے۔ یہ رات کی تاریکیوں کے عمل، اندھیروں کے عمل اور تنہائیوں کے عمل اللہ کو بڑے پسند ہیں۔«ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ» ''تین بندے ایسے ہیں جن کے عمل کو دیکھ کر اللہ ہنستا ہے، مسکراتا ہے۔'' وہ عمل چاہے گھنٹوں قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو دیکھ کر گھنٹوں مسکراتا رہتا ہے۔ کیا توجہ اور پیار کا عالم ہے۔ یہ نیک بندہ وہ ہے جو لوگوں سے چھپ کر رات کا قیام کرے، لمبا قیام، قرآن کی تلاوت کرے۔ (مسند أحمد: 80/3 ضعفه الألباني) جس کی یہ حرص ہے کہ کسی کو یہ عمل دکھائی نہ دے، یہ عمل تاریکی اور تنہائی میں ہو۔ جب تک وہ قیام میں مصروف رہتا ہے، قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہتا ہے اس وقت تک اللہ رب العزت اسے دیکھ کر مسکراتا رہتا ہے۔

یہ اللہ کی رضا ہے، اللہ کی رضا۔ نبی ﷺ نے ایک صحابی کا جنازہ پڑھا۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کی دعا سنی اس صحابی کے بارے میں: «اَللّٰهُمَّ الْقَ طَلْحَةَ وَاَنْتَ تَضْحَكُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ اِلَيْكَ» ''اے اللہ! تو اپنے اس بندے طلحہ سے اس طرح ملنا کہ تو اسے دیکھ کر ہنسے، یہ تجھے دیکھ کر ہنسے۔'' (الاصابة فی تمییز الصحابة: 525/3) یعنی یہ محبت اور رضا کتنی بڑی نعمت ہے۔ جب تک وہ بندہ چھپ کر تاریکی میں، اندھیرے میں قرآن پڑھتا رہے گا اور قیام میں مصروف رہے گا تب تک اللہ رب العزت اسے دیکھ کر ہنستا رہے گا، مسکراتا رہے گا۔ یہ روزہ اور قرآن دونوں ساتھ آرہے ہیں بندے کی سفارش کرنے کے لیے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ان دونوں کا بڑا گہرا تعلق اور ساتھ ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:«اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ» ''قرآن خوب پڑھو۔''«فَاِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّأَصْحَابِهِ» ''یہ قیامت کے دن آئے گا اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرنے کے لیے۔'' (صحيح مسلم: 804) اور بعض سورتوں، آیتوں کا یہ مقام حدیثوں میں بیان ہے کہ یہ سورتیں، یہ آیتیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو پکڑ کر اس بندے کو بخشوائیں گی۔ تَحَاجَتْ کے الفاظ ہیں، اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک جھگڑیں گی، لڑیں گی جب تک اس بندے کو جنت میں پہنچا نہ آئیں۔ رات کی گھڑی میں، یعنی سورت ملک جس کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک اس سورت کی تلاوت نہ کر لیتے۔ (صحيح الجامع الصغير: 446/1) سورہ ملک، تیس آیتیں، سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں، ان کی بھی یہی فضیلت ہے۔(صحيح مسلم: 804) کچھ آیتیں، کچھ سورتیں ایسی ہیں جن کو خاص طور پر پڑھنا چاہیے۔

سورہ اخلاص کی فضیلت

سورہ اخلاص ایک شخص ہر نماز میں پڑھتا۔ وجہ پوچھی گئی۔ اس نے کہا کہ «إِنِّيْ أُحِبُّهَا» ''مجھے اس سورت سے محبت بہت ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ» ''اس سورت کی محبت نے تمھیں جنت میں پہنچا دیا ہے۔'' (صحيح البخاري: 774) معاویہ بن معاویہ المزنی کا انتقال ہوا۔ نبی ﷺ اس کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ جنازے کے بعد آپ پر عجیب انکشاف ہوا۔ اس کے جنازے میں جبریل امین بھی تھے، پچاس ہزار فرشتوں کے ساتھ اللہ کے نبی سے ملنے آئے تو آپ نے پوچھا کہ اسے آپ نے یوں اعزاز کیوں دیا؟ اس کے جنازے میں آپ نے شرکت کی، اس اعزاز کی وجہ؟ فرمایا کہ ہمیں اللہ نے بھیجا خاص طور پر۔ اس کا ایک عمل تھا



بڑا پیارا۔«كَانَ يَقْرَءُ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَرَاكِبًا وَ جَالِسًا» ''یہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سواری پر جاتے ہوئے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھا کرتا تھا۔''(سنن الکبریٰ للبیهقي: 260/2) یہ سورت کثرت سے پڑھا کریں۔ یہ تلاوت اگر روزے کے ساتھ ہو، ماہ صیام میں ہو تو کتنا اس کا اجر، کتنا اس کا ثواب ہو گا۔ لہٰذا تلاوت قرآن کا اس ماہ صیام کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ، امام دارالہجرہ پوری زندگی حدیثیں پڑھیں پڑھائیں۔ تلامذہ کا ایک حلقہ، درس حدیث دیتے۔ ان کا یہ عمل منقول ہے کہ جب رمضان شروع ہوتا حدیثوں کے دفاتر بند کر دیا کرتے اور قرآن کی تلاوت میں منہمک ہو جاتے۔ پھر ایک ایک گھڑی میں کئی کئی پارے پڑھتے۔ اس ایک مہینے میں کئی بار قرآن مکمل کرتے۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ قرآن پاک کم از کم تین دن میں ختم کرنا چاہیے لیکن رمضان کے علاوہ۔ رمضان میں خوب پڑھو۔ اگر دن میں ختم کر سکتے ہو تو کر لو۔ اس ایک ایک گھڑی سے فائدہ اٹھاؤ۔

قرآن پڑھنے کے فوائد اور روزہ

کثرت سے قرآن پڑھنے کے بڑے فائدے ہیں۔ ایک تو دل کا زنگ دور ہوتا ہے۔ کچھ اعمال ایسے ہیں جن سے دلوں کا زنگ دور ہوتا ہے، یہ پتھر دل موم ہو جاتے ہیں۔ دل میں قرآن کی تلاوت، اللہ کا ذکر، یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا، یتیم کی کفالت اور انفاق مال۔ ان تمام امور سے دل نرم ہوتے ہیں اور دلوں کے زنگ دور ہوتے ہیں۔ اس بارے میں حدیثیں موجود ہیں، قرآن پاک کی تلاوت سے دل نرم ہوتے ہیں اور دل نرم کیوں نہ ہوں قرآن کی تو شان یہ ہے: ﴿لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ ''فرمایا کہ اس قرآن کو ہم پہاڑ پر اتار دیں تم پہاڑ کو دیکھتے اللہ کی خشیت سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔''(الحشر 21:59) اگر قرآن کے نزول کے ساتھ یہ پہاڑ مکلّف ہوتا تو اتنی سخت مخلوق اللہ کی خشیت سے ریزہ ریزہ ہو جاتی۔ دل تو پھر بھی ایک کمزور سی چیز ہے۔ گوشت کا لوتھڑا ہے، یہ تو ضرور نرم ہو گا۔ قرآن پاک کی تلاوت، یہ اس کا فائدہ ہے۔ کثرت سے قرآن کی تلاوت۔ رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں، رمضان کی راتوں میں کثرت سے تلاوت قرآن کا ایک فائدہ یہ ہے کہ بندے کی زبان منفی امور سے کٹ جائے۔ منفی امور کیا ہیں؟ جن کو آفات اللسان کہا جاتا ہے۔ زبان کی آفتیں: غیبت، جھوٹ بولنا، دروغ گوئی، چغلی، الزام تراشی، بہتان طرازی، یہ زبان کی وہ آفتیں ہیں جو بندے کو برباد کر دیتی ہیں۔

یہ بات یاد رکھو! جس چیز کے جتنے فضائل زیادہ ہوں اس چیز کی قدر کو اگر ضائع کرو گے تو گناہ بھی اسی مقدار میں ہو گا۔ محمد رسول اللہ ﷺ جن کے عمل، جن کی نیکیاں، جن کا اسوہ، جن کی سیرت امت کے لیے آئیڈیل ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اگر تم کفار کی طرف مائل ہو گئے، معصیت کی طرف مائل ہو گئے تمھیں زندگی میں بھی دہرا عذاب دوں گا اور قیامت کے دن بھی دہرا عذاب۔ اسی طرح رمضان کے تقدس کو اگر مجروح کرو گے، روزہ رکھ کے جھوٹ بولو گے، روزہ رکھ کے غیبتیں کرو گے اس کا وبال بھی اسی طرح شدید ہو گا جس طرح اس کا ثواب شدید ہے۔ ثواب کیا ہے؟ «اَلصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ» ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اس کی جزا میں ہی دے سکتا ہوں اور کوئی نہیں دے سکتا۔''(صحیح البخاري: 7492) کسی کو معلوم ہی نہیں اس کی جزا کا۔ سارے فرشتے مل کر بھی اس کی جزا نہیں دے سکتے۔ انھیں پتہ نہیں اس کا ثواب کیا ہے۔ اس کا ثواب میں ہی دوں گا۔ تو اس لیے اس عظیم عبادت کا تقدس پامال کرو گے تو وبال بھی اسی طریقے سے ہو گا۔ وبال کیا ہے؟«بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْلَهُ» ''جو رمضان کے مہینے کو پا لے اور اپنے گناہ کو بخشوا نہ سکے اسے اللہ کی رحمت سے دھتکار دیا جاتا ہے۔(مصنف ابن أبي شيبة: 2/3) اللہ کی رحمت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَولَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» ''جو شخص جھوٹ کہنا اور جھوٹ اپنانا نہ چھوڑے رمضان کے مہینے میں تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''(صحیح البخاري: 1903) وہ یہ ڈھونگ چھوڑ دے، جائے کھائے پیے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وبال بھی اتنا ہی شدید۔ تو کیوں نہ اس زبان کی حفاظت کی جائے اور اس کا بہترین فارمولا تلاوت قرآن ہے۔ قرآن پڑھو گے دل نرم ہو گا، بندش دور ہو گی۔ رکاوٹیں دور ہوں گی۔ عداوتیں دور ہوں گی۔ اور قرآن

کی تلاوت کے دوران غیبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور جب دلوں کی رنجشیں دور ہوجائیں گی۔ رکاوٹیں دور ہو جائیں گی تو مستقبل میں زبان محفوظ رہے گی۔ یہ قرآن پاک کی تلاوت کا پھل ہے۔

بندہ زندگی بھر نیک عمل کرتا ہے اور نیک عمل کرتے کرتے جنت کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے۔ حدیثوں میں شبر کے الفاظ ہیں تو اس کے اور جنت کے درمیان میں ایک بالشت کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے اور وہاں پہنچ کر ایک کلمہ ایسا بولتا ہے زبان سے، ایک بات ایسی کہہ دیتا ہے کہ اس کی ایک ہی بات اس کو جہنم میں ستر سال پیچھے پھینک دیتی ہے۔(صحيح البخاري: 6477) اس میں کوئی تمیز نہیں چھوٹے بڑے کی۔غلط بول بولنے والا کوئی چھوٹا ہو، گناہ گار ہو یا کوئی نیکوکار ہو۔ عائشہ صدیقہ ؓ کا اتنا اونچا مقام ہے، انھیں ایسے شرف حاصل ہیں، ایسے امتیاز حاصل ہیں کہ شاید ہی امت کے کسی انسان کو حاصل ہوں۔ اللہ کے پیغمبر سے پوچھا گیا۔ آپ کو سب سے بڑھ کر پیار کس سے ہے؟ فرمایا کہ عائشہ سے۔ (صحيح البخاري: 3662) ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا: «فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ» ''عائشہ کی فضیلت دنیا کی تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔''(صحيح البخاري:3433) اللہ کے پیغمبر کو کھانے میں سب سے زیادہ ثرید پسند تھا۔ ثرید بولتے ہیں روٹی کے ٹکڑے کر کے ان کو شوربے میں بھگو دیا جائے۔ جب وہ اچھی طرح نرم اور ملائم ہو جائے تو پھر آپ اس کو تناول فرمائیں۔اسے ثرید بولتے ہیں۔فرمایا کہ جو ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے، وہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ہے۔

جنھیں یہ امتیاز حاصل ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ عائشہ صدیقہ کے ساتھ ایک لحاف اوڑھے سو رہے تھے، اس حال میں جبریل وحی لے کر آئے۔ (صحيح البخاري: 2581) اور بعض اوقات وحی لے کر آتے اور جاتے ہوئے کہتے کہ عائشہ کو میرا سلام کہنا۔ (صحيح البخاري: 3768) بعض اوقات وحی لے کر آتے اور فرماتے کہ آج اللہ نے عائشہ کو سلام کہا ہے۔ ان پر الزام لگا تو براءت کے لیے اللہ نے وحی اتار دی۔(النور 11:24) ایسی وحی جو تا قیامِ قیامت منبروں پر اور محرابوں میں پڑھی جائے گی۔قرآن کا حصہ بن گئی۔اتنا عظیم ان کا شان، اتنا عظیم ان کا مقام، امت کی فقیہہ، امت کی محدثہ، دو ہزار سے زیادہ انھوں نے اللہ کے پیغمبر کے عمل اور اللہ کے پیغمبر کے فرامین منتقل فرمائے۔ نبی ﷺ کے عمل دیکھے اور منتقل فرمائے۔ نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جارہا ہوں: ایک قرآن دوسرا میرے اہل بیت۔(جامع الترمذي: 3788) اس کا کیا معنیٰ؟ ہمارے پاس قرآن ہے اور اہل بیت ہیں۔ اہل بیت تقریباً میری آدھی زندگی کا عمل تم تک پہنچائیں گے۔ میں گھر میں کیا کرتا ہوں؟ یہ عام لوگ نہیں جانتے، یہ میرے گھر والے جانتے ہیں۔ یہ علم میرے اہل بیت تم تک پہنچائیں گے۔تو اس حدیث کا مصداق سب سے اول کون ہے؟ عائشہ صدیقہ ؓ جو اللہ کے پیغمبر کی دو ہزار سے زائد سنتیں اور آپ کے علم اور آپ کے فرامین نقل کرتی اور روایت کرتی ہیں۔کتنا اونچا مقام ہے؟ ایک دفعہ نبی ﷺ کی ایک دوسری بیوی کو انھوں نے ٹھگنا کہہ دیا کہ چھوٹے پن کی اور قد واقعی چھوٹا تھا۔ جو عیب بیان کیا وہ موجود تھا۔اللہ کے نبی ﷺ نے کیا فرمایا؟ فرمایا: «لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْمُزِجَتِ الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ» ''تم نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے کہ تمھاری بات اگر سمندر میں ڈال دوں، سمندر کا پانی کڑوا اور سیاہ ہوجائے۔''تمھارے اس ایک کلمے سے۔ اور اس ایک بات کو سمندر میں گرا دوں سمندر کے پانی کی سفیدی ختم ہوجائے، پانی سیاہ ترین ہوجائے اور کڑوا ترین ہوجائے۔ (سنن أبي داود: 4875) اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ غیبت کرنے والا کون ہے۔کوئی گناہ گار ہے یا کوئی مسجد کا چودھری ہے، کوئی مدرسے کا مہتمم ہے یا کوئی حاجی ہے یا کوئی متقی اور پرہیز گار ہے، کوئی بھی ہے۔ عائشہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا۔ اللہ اکبر۔اس لیے زبان کے غلط استعمال کو روکیں۔ بندہ جب تک قرآن پڑھے گا کسی کی غیبت نہیں کرے گا۔اس لیے کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کا اہتمام کریں۔ روزے کی جو حفاظت ہے اس میں مرکزی کردار قرآن پاک کی تلاوت کا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «إِنَّ لِلّٰهِ عُتَقَاءَ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ» رمضان میں کچھ بندے اللہ کے عتیق ہیں، عتقاء ہیں۔عتقاء عتیق کی جمع ہے۔عتیق بولتے ہیں آزاد کردہ غلام کو یا ایسے شخص کو جسے آزاد کردیا جائے، جیل سے آزاد

کردیا جائے یا کسی تکلیف سے آزاد کردیا جائے، کسی غلامی سے آزاد کردیا جائے۔ فرمایا کہ رمضان کے مہینے میں کچھ اللہ کے عتقاء ہیں، اللہ کے عتیق ہیں، جن کو للہ اپنے خاص آرڈر سے جہنم سے آزاد کر دے گا۔ اور کب کرتا ہے؟ «عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ» رمضان میں ہر افطاری کے وقت، ہر افطار کے وقت، اللہ اپنے آرڈر سے ان کو جہنم سے آزاد کردیتا ہے۔ (سنن ابن ماجة: 1643، والمعجم الكبير للطبراني: 288/7) یہ بھی بڑی فضیلت ہے۔ افطار کے وقت اس لیے کہ ان کا دن بھر کا معمول دیکھا جاتا ہے۔ روزہ ان کا محفوظ ہے یا نہیں؟ آنکھوں سے کیا دیکھا؟ اگر دن بھر آنکھوں سے قرآن دیکھتے رہے، اللہ تعالیٰ کے فرامین دیکھتے رہے یہ کتنی بڑی آنکھوں کی عبادت ہے، اس لیے محدثین نے لکھا ہے کہ قرآن کا حافظ بھی اگر ہو تو اس کے لیے بھی بہتر ہے کہ زبانی پڑھنے کے بجائے دیکھ کے پڑھے تاکہ آنکھوں سے قرآن کو دیکھنے کا ثواب بھی اسے ملے۔ روزہ ہاتھوں کا بھی ہے، روزہ زبان کا بھی ہے، روزہ کانوں کا بھی ہے۔ بلند آواز سے پڑھے گا اپنی آواز کو خود سنے گا، آنکھوں سے قرآن دیکھے گا، زبان سے قرآن کی تلاوت کرے گا روزے کی حالت میں۔

اللہ اچھی آواز کو پسند کرتا ہے

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: «مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يُتَغَنَّى بِالْقُرآنِ» ''اللہ تعالیٰ کسی کلام اور کسی بات کو اتنی توجہ اور شوق سے نہیں سنتا جتنا شوق سے قرآن کی تلاوت سنتا ہے۔'' (صحيح البخاري: 5024) بندہ قرآن پڑھ رہا ہے، کوشش کرے اچھی آواز سے پڑھے، اچھی آواز سے پڑھے۔ اچھے طریقے سے گائے، ایسا نہ گائے کہ قرآن کو بگاڑ دے۔ شدومد کو بگاڑ دے۔ جس طرح ہمارے بعض واعظ جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں، قرآن کی توہین کرتے ہیں۔ وہ پڑھنا، وہ گانا گانا نہیں۔ قرآن پاک کے قواعد کا، تلاوت کے قواعد کا، مخارج کا، حروف کی ادائیگی کا اور تمام جوزبر، زیر، حرکات اور اس کی مد اور شد ہر چیز کا اعتبار کر کے اور اچھی آواز نکالنے کی کوشش کرے۔ اس اچھی آواز کو جس شوق سے اللہ سنتا ہے اس شوق سے دنیا کی کوئی بات اور کوئی چیز نہیں سنتا۔ تو تلاوت قرآن کے کتنے محاسن ہیں۔ اللہ کتنے شوق سے بندے کو دیکھ رہا ہے۔ بندہ قرآن کو دیکھ رہا ہے، یہ آنکھوں کی عبادت ہے۔ بندہ قرآن کی تلاوت کر رہا ہے تو اس کی زبان کی عبادت۔ اپنی تلاوت کو سن رہا ہے تو اس کے کانوں کی عبادت۔ اور اس کا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف ہو رہا ہے۔ منفی امور سے بچا ہوا ہے، زبان کی آفتوں سے محفوظ ہے۔ اسی طرح اگر اس کا روزہ گزرتا جائے تو بالآخر جب افطار کا وقت ہوگا، اس کا روزہ تمام گناہوں سے پاک ہوگا تو اللہ رب العزت ان شاء اللہ تعالیٰ اس بندے کو جہنم سے آزاد کرنے کا پروانہ اور اپنا حکم جاری کر دے گا۔ یہ ہر روز ایسا ہوگا۔

اعتکاف کی فضیلت

خاص طور پر میرے معتکف بھائی جو اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ہیں، جو اعتکاف کی چار دیواری میں چھپے ہوئے ہیں کوشش کریں کہ زیادہ وقت اندر ہی گزاریں۔ چھپ کر، لوگوں سے چھپ کر قرآن کی تلاوت کریں، اللہ کا ذکر کریں۔ یہ اعتکاف کی عبادت اسی لیے ہے تاکہ بندہ پوری کوشش کرے ریاکاری سے بچنے کی۔ چار دیواری کے اندر محصور ہے، کسی کو معلوم نہیں اندر کیا ہو رہا ہے۔ اور وہ اندر اللہ کا ذکر کرے۔ قرآن کی تلاوت کرے، اتنا اخلاص ہو، اسی لیے اس عبادت کی اتنی شان ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا» ''جو ایک دن کا اعتکاف کرلے اللہ کے لیے، ایک دن کا اعتکاف۔'' «جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جَهَنَّمَ ثَلَاثَ خَنَادِقَ كُلُّ خَنْدَقٍ اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ» ایک دن کا اعتکاف کر لے اللہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں کھدوا دیتا ہے۔ ہر خندق کا فاصلہ مشرق اور مغرب کے فاصلے کے بقدر ہوگا۔ یہ خندق اتنی چوڑی ہوتی ہے کہ اس کا فاصلہ مشرق اور مغرب کے فاصلے کے برابر ہوتا ہے۔ (ضعيف الترغيب والترهيب: 167/1) یہ جہنم سے اتنی دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ اعتکاف پورے عشرے کا ہو، دس دن کا ہو، یہ تو ایک رات کے اعتکاف کی فضیلت ہے، دس راتوں کا ہو تو کتنا اس کا ثواب ہوگا۔ کوشش کریں کہ اندر رہیں، اللہ کا ذکر کریں، قرآن پاک کی تلاوت کریں، اللہ کے پیغمبر پر درود بھیجیں۔ اس

کا فائدہ یہ بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ ایک شخص اگر قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہے، قرآن پڑھتا رہے تو اس کے دل کی جو بھی تمنائیں ہیں، جو بھی خواہشات ہیں اللہ بن مانگے عطا فرمائے گا۔ بن مانگے پوری کر دے گا۔ (جامع الترمذی: 2926، ضعفه الألباني)

تو حقیقت یہ ہے کہ رمضان کا اور قرآن کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ قرآن کا نزول اس مہینے میں ہوا۔ اور روزے کی حالت میں قرآن کی تلاوت اس لیے بھی ضروری ہے کہ روزہ اور قرآن لازم وملزوم ہیں۔ یہاں بھی اکٹھے اور قیامت کے دن بھی اکٹھے آئیں گے اور بندے کی شفاعت کریں گے، تو حقیقت یہ کہ نیکیوں کے یہ مواقع ہیں ان کو ضائع نہ کریں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں اور اپنے روزے کو قرآن پاک کی تلاوت سے مزین کریں تاکہ وہ فضائل ہم کو حاصل ہوں۔ افطار کے وقت اللہ تعالیٰ ان گردنوں کو جہنم سے آزاد کر دے۔

روزے دار کے لیے دو خوشیاں

«لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ، فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ» ''اللہ تعالیٰ روزے دار کو دو موقعوں پر خوش کر دے گا۔ ایک افطار کے وقت اللہ اسے خوش کر دے گا۔ یہ خوشی دو طرح کی ہے: ایک روحانی اور ایک جسمانی۔ جسمانی خوشی اس طرح کہ افطاری کی نعمتیں سامنے پڑی ہوئی ہیں، بندہ دن بھر کا بھوکا اور پیاسا۔ افطار کرے گا، یہ نعمتیں اللہ کی کھائے گا، یہ بھی خوشی کی بات ہے۔ اللہ کا رزق کھائے گا، بندہ بھی خوش اللہ بھی خوش۔ اللہ بھی خوش ہے اور اللہ خوش کیوں نہ ہو؟ اللہ کا پاکیزہ رزق اللہ کے نیک بندے کھا رہے ہیں۔ اللہ خوش کیوں؟ اللہ اپنے بندے سے پیار کرتا ہے، اتنا پیار کہ ایسا پیار ماں اپنے بیٹے سے نہیں کرتی۔ اور آپ دیکھتے ہیں کہ ماں بیٹے کو کس طرح کھلاتی ہے؟ کھانا لے کر بیٹے کے پیچھے پیچھے گھومتی ہے۔ بیٹا آگے بھاگ رہا ہے، ضد کر رہا ہے نہیں کھاؤں گا اور ماں منتیں کر رہی ہے کہ کھالے۔ جب بیٹا کھاتا ہے کتنی خوش ہوتی ہے ماں۔ میرے بیٹے نے کھا لیا۔ بیٹا نہ کھائے تو ماں تڑپتی ہے رات بھر کہ بیٹا بھوکا سو گیا۔ تو اللہ کو تو ماں سے بھی زیادہ پیار ہے اپنے بندوں سے۔ اللہ کی نعمتیں آپ کھائیں گے اللہ کتنا راضی ہوگا۔ افطار کے دسترخوان کو وسیع کرو، خود بھی کھاؤ، ڈٹ کے کھاؤ اور اپنے بھائیوں کو کھلاؤ۔ دعوت افطار کرو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو کسی روزے دار کو افطار کروائے گا اللہ تعالیٰ اسے اس روزے دار کے برابر ثواب دے دے گا اور بھی۔ اس طرح کہ اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔'' (سنن ابن ماجه: 1746) ایک تو یہ خوشی ہے دوسری خوشی روحانی خوشی ہے کہ اس وقت اللہ رب العزت اپنے بعض بندوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

اور دوسری خوشی کب ہوگی؟ «عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ» جب یہ بندہ اپنے رب سے جا ملے گا۔ دنیا کو چھوڑ جائے گا۔ (صحیح مسلم: 1151) اپنے کاروبار، رشتے دار، برادری، قوم و آباء سب کو چھوڑ جائے گا اپنے پروردگار سے جا ملے گا۔ اس وقت اللہ رب العزت بندے کو اتنا نوازے گا، اتنا نوازے گا کہ بندہ خوش ہو جائے گا۔ کوئی پریشانی باقی نہیں رہے گی۔ «فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ» ''جب بندہ اپنے رب سے جا ملے گا۔'' رمضان کی یہ شان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت سے کہتا ہے: «إِسْتَعِدِّيْ وَتَزَيَّنِي لِعِبَادِيْ» ''اے جنت تو تیار ہو جا اور میرے بندوں کے لیے سج جا۔'' «يُوشِكُ أَنْ يَّسْتَرِيْحُوا مِنْ تَعْبِ الدُّنْيَا إِلٰى دَارِيْ وَكَرَامَتِي» ''ممکن ہے میرے بندے رمضان کے مہینے میں دنیا کو چھوڑ کر میرے پاس آجائیں، اس وقت ان کی ضیافت کے لیے، مہمان نوازی کے لیے، ان کے استقبال کے لیے تو بالکل تیار ہو، سجی سنوری ہو، بالکل تیار ہو جا۔'' (ضعيف الترغيب و الترهيب: 147/1) رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جب اللہ رب العزت اپنی جنت کو سنوارتا ہے، جنت کو سنورنے کا حکم دیتا ہے، جنت تو سنوری ہوئی ہے۔ اس میں مزید حسن پیدا ہوتا ہے، مزید نظافت پیدا ہوتی ہے۔ کن کے لیے؟ روزے دار بندوں کے لیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ صیام کا حق ادا کرنے کی توفیق دے۔ قرآن کی تلاوت کے ساتھ اپنے شب و روز کو مزین کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ وَأَقُولُ قَولِي هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُاللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



رمضان المبارک



فضائل و احکام

ساجد الرحمٰن آزاد، ریسرچ فیلو دار السلام

روزہ اللہ کو بہت پسند ہے

روزے کی فضیلت میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں: ① حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''کون سا عمل افضل ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ رکھا کرو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔'' (سنن النسائی: 2224)

② اسی طرح حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''انسان کے ہر نیک عمل پر اسے دس گنا نیکیاں ملتی ہیں۔ مگر روزہ (خالصتاً) میرے لیے ہے اور میں اس کا اجر (بے حساب) دوں گا۔'' (سنن النسائی: 2221)

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ''باب الریان'' ہے، قیامت کے دن اس میں سے صرف روزے دار داخل ہوں گے اور کوئی نہیں داخل ہوگا۔ اعلان کیا جائے گا: ''روزے دار کہاں ہیں؟'' جب سب روزے دار داخل ہو جائیں گے تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور دوسرا کوئی بندہ وہاں سے داخل نہیں ہوگا۔'' (صحیح البخاری: 1896)

④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ جہنم کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، کوئی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا اور ہر رات ایک منادی اعلان کرتا ہے: ''اے نیکی کے متلاشی! تو آگے بڑھ۔ اے گناہوں کے طلبگار! اب تو باز آجا۔'' (جامع الترمذی: 682)

⑤ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''پانچوں نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک، اگر بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو یہ سب درمیانی عرصے کے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔'' (صحیح مسلم: 233)

⑥ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن روزہ اور قرآن مجید دونوں بندے کے لیے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے اللہ! میں نے اس کو کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے روکے رکھا تھا، تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن مجید کہے گا: اے اللہ! میں نے اس کو رات کے وقت نیند سے روکے رکھا تھا (یہ رات کو قرآن کی تلاوت کرتا رہتا تھا،) تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ (آپ ﷺ نے فرمایا:) ان دونوں کی سفارش منظور کر لی جائے گی۔'' (مسند أحمد: 355/3)

روزے کے مسائل

❀ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند کو دیکھ کر ہی روزے رکھنا چھوڑو، لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو پھر شعبان (اور رمضان) کے تیس دن پورے کرو۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1909) ❀ مسافر اور مریض روزہ چھوڑ سکتا ہے لیکن بعد میں اس کی قضا دے۔ (البقرۃ 2: 184) ❀ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو روزے کی رخصت ہے۔ جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، ان کے لیے ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا کافی ہے۔ (تفسیر الطبری، البقرۃ 2:184، حدیث: 2265، و سنن الدار قطنی: 206:2 و سندہ صحیح) ❀ افطار



میں جلدی اور سحری میں دیر کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ (جب سورج غروب ہوجائے تو پھر دو، تین منٹ انتظار کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت کے خلاف ہے۔) (صحیح الجامع الصغیر، حدیث: 3034) ❀ جو شخص فجر سے پہلے روزہ رکھنے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں۔ (سنن الترمذی، حدیث: 583)

نوٹ: زبان سے نیت کے الفاظ «وبصوم غد نویت.....» خودساختہ ہیں، نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔ ❀ سحری کا کھانا ضرور کھانا چاہیے کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1923) ❀ جنابت کی حالت میں روزہ رکھا جاسکتا ہے۔ سحری کھانے کے بعد غسل کر لے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 1109) ❀ اگر روزے کی حالت میں احتلام ہوجائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، غسل کرنا لازم ہوگا۔ ❀ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ مکروہ ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1833) ❀ مسواک کرنے، غسل کرنے، سر میں تیل لگانے، کنگھی کرنے، سرمہ ڈالنے، ہنڈیا کا ذائقہ چکھنے، تھوک نگلنے اور مکھی کے حلق میں چلے جانے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔ (صحیح البخاری، کتاب الصوم) ❀ علاج کے لیے انجیکشن لگوانے سے رزہ نہیں ٹوٹتا، خوراک کا انجیکشن یا گلوکوز لگوانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ خون نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کمزوری کا ڈر ہو تو خون نہ نکلوایا جائے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1940,1939)

❀ غیبت، جھوٹ، گالی، بیہودہ گفتگو اور فحش کام کرنا کسی بھی حالت میں جائز نہیں۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1904) ❀ روزے کی حالت میں غرارے کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا جائز نہیں ہے۔ (صحیح سنن ترمذی للألباني، حدیث: 631) ❀ جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، خود بخود قے آئے تو نہیں ٹوٹتا۔ (سنن أبی داود، حدیث: 2084) ❀ حیض یا نفاس شروع ہونے سے عورت کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصوم) ❀ جس نے روزے کی حالت میں جماع کیا اس پر کفارہ (غلام آزاد کرنا یا مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا) اور روزے کی قضا دونوں چیزیں لازم ہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث: 1111) ❀ اگر کھانے پینے وغیرہ سے روزہ توڑا ہے تو اس پر قضا اور توبہ لازم ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا۔

نمازِ تراویح کے مسائل

❀ خواتین مسجد میں جا کر نماز تراویح ادا کر سکتی ہیں۔ (صحیح ترمذی للألبانی، حدیث: 646) ❀ وتروں میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے اور بعد میں دونوں طرح جائز ہے۔ (صحیح ابن ماجه للألبانی، حدیث: 971) ❀ نفلی نمازوں میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا اور سننا جائز ہے۔ (صحیح البخاری، قبل حدیث: 660)

تراویح کی مسنون رکعات

① حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات والی نماز کیسی ہوتی تھی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں رات کی نماز گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1147)

② حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعات قیام کرایا، پھر وتر پڑھائے۔ (صحیح ابن خزیمة، حدیث: 1070، و مسند أبی یعلی، حدیث: 1802، امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے، نیز ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی الموارد، حدیث: 920 میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔)

③ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک کی ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! رات کو میں نے ایک کام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا کام کیا ہے؟ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے گھر کی عورتوں نے کہا: ہمیں قرآن یاد نہیں ہے، لہٰذا تراویح کی نماز آپ گھر پر ہی پڑھ لیں، ہم بھی آپ کے پیچھے پڑھ لیں گی، چنانچہ میں نے انھیں آٹھ رکعات اور اس کے بعد وتر کے ساتھ نماز پڑھا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خاموشی اختیار کی اور ایسے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو پسند فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد: 74/2، و إسناده حسن) علامہ نیموی حنفی نے لکھا ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔ (آثار السنن: 55/2)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حکم

④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات تراویح پڑھائیں۔ (موطأ امام مالك، حدیث: 256، و سنده صحیح)



تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے

⑤ حدیث مبارکہ میں ہے کہ 27 رمضان کو رسول اللہ ﷺ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ صحابہ کو خدشہ محسوس ہوا کہ کہیں سحری کا وقت گزر نہ جائے۔(جامع الترمذی، حدیث: 806وأبو داود، حدیث: 1375) (ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ نے اس رات تہجد نہیں پڑھی تھی۔) مولانا یوسف بنوری حنفی لکھتے ہیں: یہ بات تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح آٹھ رکعات ہی پڑھی ہیں اور یہ بات کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھی ہو۔ آپ ﷺ کے زمانے میں تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا۔ (معارف السنن: 543,544/3)

20 رکعات والی روایات کی حقیقت

روایت نمبر1: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ رمضان میں بیس رکعات اور وتر پڑھاتے تھے۔

ازالہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان متروک الحدیث اور ضعیف ہے۔(تقریب التهذیب، والمجمع: 172/3، و الحاوی للفتاوی: 72/3) علامہ زیلعی حنفی نے بھی اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔(نصب الرایة: 153/2) امام احناف ابن ہمام رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔(فتح القدیر شرح هدایة: 234/1، مطبوعہ مصر) علامہ عینی حنفی نے لکھا ہے کہ اس روایت کا راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان امام شعبہ کے نزدیک کذاب ہے، امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور امام بخاری و امام نسائی کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام ابن عدی نے بھی اس روایت کو منکر کہا ہے۔(عمدة القاری: 358/2 از عینی حنفی) مولانا تقی عثمانی نے بھی اسے ضعیف تسلیم کیا ہے۔(دیکھیے: درس ترمذی: 659/2)

روایت نمبر2: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ صحابہ اور تابعین کو بیس رکعتیں پڑھائے۔

ازالہ: اس روایت کی سند منقطع ہے۔ (دیکھیے: تحفة الأحوذی: 85/2) علامہ نیموی حنفی نے خود لکھا ہے کہ اس کے راوی یحییٰ بن سعید نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا۔(آثار السنن، صفحہ: 203)

روایت نمبر3: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قراء کرام کو بلایا، ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ انھیں وتر پڑھاتے تھے۔

ازالہ: یہ روایت دو وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے: ① اس کے راوی عطاء بن سائب کو اختلاط ہوگیا تھا۔ ② اس کا ایک راوی حماد بن شعیب انتہائی ضعیف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے اور امام بخاری جسے منکر الحدیث کہہ دیں تو ان کے نزدیک اس شخص کی روایت قبول کرنا حلال نہیں ہوتا۔ (دیکھیے: التدریب للسیوطی، والرفع والتکمیل، صفحہ: 15 و تحفة الأحوذی: 75/2) علامہ نیموی حنفی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(آثار السنن، صفحہ: 204)

علمائے احناف کے فتوے

⊙ فتح القدیر شرح ہدایہ (324/1 مطبوعہ مصر) میں لکھا ہے: رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف میں تراویح باجماعت گیارہ رکعت مع الوتر پڑھائی تھیں۔(ترجمہ از نور ہدایہ اردو شرح وقایہ، صفحہ: 134) ⊙ علامہ عینی حنفی نے بھی آٹھ رکعات نماز تراویح اور وتر کو صحیح قرار دیا ہے۔(دیکھیے: عمدة القاری: 597/3، مطبوعہ مصر) ⊙ تراویح صحیح حدیث میں مع وتر گیارہ رکعات ہی ثابت ہیں۔(عین الهدایة اردو ترجمہ هدایہ، صفحہ: 563) ⊙ علامہ ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: جن راتوں میں نبی ﷺ نے تراویح باجماعت پڑھائی، اس میں آٹھ رکعات تراویح اور وتر ہی پڑھائے تھے، جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت سے ثابت ہے۔ (المرقاة شرح مشکاة: 175/2) ⊙ عمدة الرعایہ شرح وقایہ (207/2 مطبوعہ مجتبائی دہلی) میں لکھا ہے: جن راتوں نبی کریم ﷺ نے تراویح پڑھائی آٹھ رکعات اور وتر پڑھے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت

رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے خرچ کرنے کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ جیسے تیز آندھی سب کچھ بہا لے جاتی ہے تو نبی ﷺ بھی جو کچھ آپ کے پاس ہوتا خرچ کر دیتے تھے، اپنے پاس کچھ بچا کر نہیں رکھتے تھے۔

(صحیح البخاري: 1902)



⊙ احناف کی معتبر کتاب ''العرف الشذی علی جامع الترمذی'' میں مؤلفِ کتاب لکھتے ہیں: ''نبی ﷺ سے آٹھ رکعات تراویح صحیح ثابت ہیں۔'' (دیکھیے: صفحہ: 209، مطبوعہ رائیفور) حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''صحیح ابن حبان کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے گیارہ رکعات ثابت ہیں اور اس روایت کی سند بھی قوی ہے۔'' (دیکھیے: صفحہ: 209، مطبوعہ رائیفور) ⊙ مولانا یوسف بنوری لکھتے ہیں: ابن حبان اور طبرانی کی یہ روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رمضان میں 8 رکعات اور وتر پڑھائے تھے، یہ اس بارے میں صریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تراویح گیارہ رکعات ہی تھی۔ (معارف السنن: 544/5 ناشر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اعتکاف کے مسائل

❀ اعتکاف کرنے والا بیس رمضان کی مغرب سے پہلے مسجد میں آجائے، رات مسجد میں گزارے اور فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جائے اعتکاف میں داخل ہوجائے۔ (سنن أبي داود، حدیث: 2464) ❀ غیر ضروری کام کے لیے مسجد سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ❀ معتکف کے لیے دوسروں سے منہ چھپانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اگر ضروری کام ہو تو اپنے اہل خانہ سے مختصر بات بھی کرسکتا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 2035) ❀ معتکف غسل کر کے کپڑے وغیرہ بدل سکتا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 2029) ❀ اعتکاف کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع اور مقدماتِ جماع حرام ہیں۔ (البقرة 2:187)

عورت ہو یا مرد صرف مسجد ہی میں اعتکاف مشروع ہے

⊙ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ ''اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے والے ہو۔'' (البقرة 2:187) ⊙ حضرت عروہ کہتے ہیں: «أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ إِذَا اعْتَكَفَتْ، اعْتَكَفَتْ فِي الْمَسْجِدِ» ''بے شک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب بھی اعتکاف کرتی تھیں تو مسجد میں اعتکاف کرتی تھیں۔'' ⊙ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ایک بیوی نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا، جبکہ وہ مستحاضہ تھیں۔ (صحیح البخاری، حدیث: 309) ظاہر ہے آپ ﷺ مسجد ہی میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ⊙ حضرت عمرہ کہتی ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد میں اعتکاف کرتی تھیں اور جب ضروری حاجت کے لیے گھر جاتیں تو چلتے چلتے ہی مریض کا حال پوچھ لیتیں، رکتی نہیں تھیں۔ (صحیح ابن خزیمة: 384/3، حدیث: 2230 قال الأعظمي إسناده صحیح)

نوٹ: بخاری شریف کی وہ روایت جس میں ہے کہ آپ ﷺ سے آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسجد میں اعتکاف کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے انھیں اجازت مرحمت فرما دی، تو ان کو دیکھ کر آپ ﷺ کی دوسری بیویوں نے بھی خیمے لگا لیے۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: کیا تمھارا نیکی کا ارادہ ہے؟ اور اپنے خیمے سمیت سب کے خیمے اکھڑوا دیے۔

اس کا یہ مطلب لینا غلط ہے کہ عورتوں کے لیے مسجد میں اعتکاف جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ اجازت ہی نہ دیتے۔ اور اگر صرف عورتوں ہی کو روکنا مقصود تھا تو آپ ﷺ نے اپنا خیمہ کیوں اکھڑوا دیا۔ بلکہ آپ ﷺ نے یہ سب کچھ اس وجہ سے کیا کہ کہیں ان میں ریاکاری اور دکھلاوا نہ پیدا ہوجائے، جیسا کہ آپ ﷺ کے فرمان سے بھی واضح ہوتا ہے کہ کیا تمھارا نیکی کا ارادہ ہے۔ اور یہی بات شارحِ صحیح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھی ہے۔ (فتح الباری: 239/4)

❀ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ عمل بدعات میں سے ہے کہ گھر میں مسجد بنا کر اس میں اعتکاف بیٹھا جائے۔ (سنن الکبریٰ للبیهقي: 419/6)

نوٹ: اعتکاف میں بیٹھے بغیر بھی لیلۃ القدر تلاش کی جاسکتی ہے۔

صدقۂ فطر کے مسائل

❀ صدقۂ فطر کی مقدار ایک حجازی صاع ہے جو کم و بیش ڈھائی کلو کا ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1503) ❀ صدقۂ فطر جنس (جو، گندم اور کھجور وغیرہ) نکالنا ہی مسنون ہے۔ اس کے مستحقین مسکین ہیں۔ (المستدرك للحاکم: 43/2، حدیث: 1488) ❀ صدقۂ فطر عید کے دن سے ایک یا دو دن پہلے ادا کیا جاسکتا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1511) ❀ جو بچہ عید کے دن فجر کی نماز سے پہلے پیدا ہوجائے اس کی طرف سے صدقۂ فطر دینا فرض ہے۔ صدقۂ فطر نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے دینا ضروری ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 1503)

کھجور



ڈاکٹر طارق ریاض

اللہ تعالیٰ نے جن نعمتوں کا ذکر الہامی کتابوں میں کیا ہے اُن میں سے ایک کھجور (DATE PALM) بھی ہے۔ دیگر آسمانی کتابوں کی طرح قرآنِ حکیم میں بھی اس نعمت کا تذکرہ موجود ہے۔ پھر خود رسالتِ مآب حضرت محمد ﷺ نے بھی کھجور کو اپنی ذاتی زندگی میں بکثرت استعمال کیا ہے۔ دُنیا بھر کے مسلمان اپنے نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے روزہ کھجور سے افطار کرتے ہیں۔ سارے دن کی بھوک و پیاس برداشت کرنے کے بعد کھجور سے روزہ افطار کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ سنتِ نبوی کی ادائیگی کے علاوہ اس کے طبی فوائد بھی ہیں جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔

کھجور کا سائنسی نام (PHOENIX DACTYLIFERA) ہے۔ جس کے خاندان کا نام (ARECACEAE) ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک پام ہے جسے میٹھے ذائقے دار پھل کی وجہ سے کاشت کیا جاتا ہے۔ صدیوں سے اس کو اُگایا جارہا ہے لیکن کوئی مستند ریکارڈ میسّر نہیں کہ یہ کب سے کاشت کیا جارہا ہے۔ خیال ہے کہ اس کو اُگانے کا سلسلہ عراق سے شروع ہوا۔ کھجور کا درخت ماہرین کے بقول گزشتہ چالیس لاکھ سال سے جوں کا توں ہے۔ اس کی ساخت میں کوئی ظاہری یا ارتقائی تبدیلی دیکھنے کو نہیں ملی۔ کھجور کا درخت 70 سے 75 فٹ بلند ہوتا ہے۔ عموماً ایک تنا بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ کبھی کبھار ایک سے زائد شاخین بھی تنے کا روپ دھار لیتی ہیں۔ لیکن ان کی جڑیں ایک ہوتی ہیں۔ کھجور کے پتے بھی خاصے لمبے ہوتے ہیں جن کی لمبائی 4 سے 6 میٹر تک ہوتی ہے۔ پتے میں سے کئی جھالرنما Leaf lets نکلتے ہیں۔ جن کی تعداد 150 تک ہوسکتی ہے۔ یہ Leaf lets (چھوٹے پتے) 30 سینٹی میٹر لمبے اور 2 سینٹی میٹر چوڑے ہوتے ہیں۔

تولیدی زمانے میں پھول نکلتے ہیں جو بعد میں کھجور کا پھل بن جاتے ہیں۔ ہر کھجور 20 سے 70 کیلوری توانائی کی حامل ہوتی ہے۔ تاہم یہ اعداد و شمار کھجور کی قسم کے ساتھ بدل جاتے ہیں۔

ہزاروں برس سے اہلِ عرب اور اہل سندھ کھجور کا باقاعدہ استعمال کرتے آئے ہیں۔ اندازہ ہے کہ عراق سے اس کی کاشت کا آغاز ہوا جو بعد میں اہلِ مصر اور MESOPOTAMIA کے لوگ روز مرہ غذا کے طور پر کھجوریں استعمال کرتے رہے ہیں۔

یہ سلسلہ گزشتہ 4000 برس سے جاری ہے۔ اہلِ مصر نے اس لذت دار پھل سے مشروب بھی تیار کیا تھا جسے کشید کرکے شراب (Wine) میں تبدیل کرلیا جاتا تھا۔ آثارِ قدیمہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ اہلِ عرب نے 6000 قبل مسیح ان کو کاشت کرنا شروع کیا تھا۔ اسی طرح پاکستان کے مغربی علاقوں مہرگڑھ کے بارے میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہاں کے لوگ گزشتہ 7000 برس سے کھجوریں کاشت کررہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہڑپہ سے ملنے والے نوادرات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس تہذیب کے لوگ بھی کھجوروں کی کاشت کرتے تھے اور ان کی غذا کا حصہ تھی۔ بعدازاں تاجروں کے



اِدھر اُدھر جانے کی وجہ سے کھجوروں کی کاشت کا سلسلہ افریقہ، اسپین اور اٹلی تک جا پہنچا اور پھر میکسیکو اور کیلی فورنیا میں بھی کھجوریں کاشت کرنے کا آغاز ہوگیا۔ یاد رہے کہ کھجوروں کو کاشت کرنے والا شخص JUDEAN DATE PALM کہلاتا ہے۔ آج دُنیا بھر میں کھجور کثرت سے کاشت کی جاتی ہے اور اس کی تجارت کروڑوں ڈالرز میں ہوتی ہے۔

کھجور کا پھل جسے ہم مزے لے کر کھاتے ہیں اُسے date کہا جاتا ہے۔ ایک اچھی کھجور 3 سے 7 سینٹی میٹر لمبی اور 2 سے 3 سینٹی میٹر چوڑی ہوتی ہے۔ اس کا رنگ پیلا، سرخی مائل، بھورا یا تیز سرخ ہوتا ہے۔ کھجور کے پھل میں ایک گٹھلی (Stone) بھی ہوتی ہے جس کی لمبائی 2 سے 2.5 سینٹی میٹر اور موٹائی 6 سے 8 ملی میٹر ہوتی ہے۔

کھجور کا نر اور مادہ پودا الگ الگ ہوتا ہے۔ البتہ زیادہ تر کاشتکار کھجور کو قلموں کے ذریعے کاشت کرتے ہیں کیونکہ بیجوں سے اُگنے والے پودے لگ بھگ 50 فی صد تک زنانہ پودے ہوتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بیج سے پودے کے جوان ہونے میں خاصا وقت لگ جاتا ہے جبکہ قلم کے ذریعے کاشت ہونے والا پودا 2 سے 3 برس تک پھل دینے کے قابل ہوجاتا ہے۔ ایک وقت میں 80 سے 120 کلوگرام کھجور پیدا ہوتی ہے۔

شروع میں بیان ہوا تھا کہ کھجور کو تمام مذاہب میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن حکیم کے علاوہ بائبل و تورات میں بھی 84 مقامات پر اس پھل کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن مجید میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد سیدہ مریم علیہا السلام کو زچگی کی کمزوری سے بچنے کے لیے اللہ رب العزت نے کھجور کھانے کا حکم دیا تھا کیونکہ کھجور ایک مکمل غذا ہے جو زچہ (خاتون) کو وہ تمام تر انرجی فراہم کرتی ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد اُسے درکار ہوتی ہے۔

اسلامی تاریخ میں عجوہ (AJWAH) نامی کھجور کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ حدیث میں اس بارے میں آتا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لے اس دن اسے زہر یا جادو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔(صحیح البخاری: 5445) اس کے علاوہ بھی اقسام دنیا بھر میں کاشت کی جاتی ہیں۔ ان میں سے چند اقسام جنگلی ہیں اور انھیں تجارتی پیمانے پر کاشت نہیں کیا جاتا۔ خود وطنِ عزیز پاکستان میں 85 اقسام کی کھجوریں مختلف علاقوں میں ملتی ہیں۔ صوبہ سندھ اس حوالے سے خاص طور پر مشہور ہے۔ جہاں کھجوروں کے بڑے بڑے باغات ہیں۔

کھجور کے پھل کی Shelf Life (لمبی مدت تک تازہ رہنا) بھی خاصی ہے۔ دوسرے پھلوں کی طرح یہ جلدی خراب نہیں ہوتا۔ 5 سینٹی گریڈ (23 فارن ہائیٹ) پر سٹور کرنے سے ان کی تازگی کو لمبے عرصے تک بڑھایا جاسکتا ہے۔ تقریباً 2 برس تک اس کی غذائیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کھجوروں کو خشک کرکے (چھوہارے کی صورت میں) لمبے عرصہ کے لیے محفوظ بنایا جاتا ہے۔ کھجور میں کاربوہائیڈریٹس، شوگر، ریشے، چکنائی، پروٹین، پانی، وٹامن A، وٹامن B، وٹامن C، وٹامن E، وٹامن K، کیلشیم، آئرن، میگنیشیم اور زنک بھی پایا جاتا ہے۔

یوں تو دُنیا بھر میں اس پھل کو تجارتی پیمانے پر کاشت کیا جاتا ہے لیکن دنیا میں کھجور کی پیداوار کے لحاظ سے پہلے نمبر پر مصر ہے۔ اس کے بعد سعودی عرب، ایران، متحدہ عرب امارات، الجیریا، عراق، پاکستان، عمان، تیونس، لیبیا، چین، مراکو، یمن، اسرائیل، کویت، امریکہ، ترکی، موریطانیہ، قطر اور چاڈ کا نمبر آتا ہے۔ پاکستانی کھجور اپنے ذائقے کے اعتبار سے عمدہ ہے لیکن کاشتکاروں کی مناسب تربیت کا نہ ہونا، تجارتی سہولیات کا فقدان، کاشتکاروں کی بڑی منڈیوں تک عدم رسائی، مناسب سٹوریج میسر نہ ہونا، ٹرانسپورٹ کے جدید طریقوں کی کمی، عالمی ضرورتوں کو مدنظر نہ رکھنا، ایسے عوامل ہیں جن کی وجہ سے سندھ اور بلوچستان میں کھجور کے کاشتکار اتنا نہیں کما پاتے جتنا اُن کا حق ہے۔ جبکہ دوسرے ممالک عالمی منڈی تک رسائی کے باعث ہر سال کروڑوں ڈالر زرمبادلہ کمارہے ہیں۔ ہماری عورتیں دانت نکالنے والے بچوں کے گلے میں سوکھی کھجور ڈال دیتی تھیں تاکہ جب بچے کو مسوڑھے میں خارش محسوس ہو تو وہ چھوہارے سے اپنی ضرورت پوری کرلے اور انرجی بھی حاصل کرلے۔ لیکن اب معاملہ اس سے بھی گیا۔ لے دے کر اب رمضان المبارک کی یہ چند گھڑیاں ہیں جب ہم کھجور جیسی نعمت سے حقیقی معنوں میں فائدہ اُٹھاسکتے ہیں۔ کھجور کے پھل میں ایسے کیمیائی اجزا موجود ہیں جو کئی امراض کو ختم کرسکتے ہیں۔ لیکن ہم ابھی تحقیق کے میدان میں بھی خاصا پیچھے ہیں! جبکہ دُنیا میں یہ پھل بسکٹ، چاکلیٹ، ٹافیاں، مشروبات بنانے میں بھی استعمال ہورہا ہے اور لوگ مُلکی زرمبادلہ کما رہے ہیں اور قومی معیشت کو بڑھا رہے ہیں۔



آپ کے سوالات اور ان کا حل

ابوالحسن حافظ عبدالخالق، ریسرچ فیلو دارالسلام

سوال میرا ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ کس طرح ہے علم وقدرت کے ساتھ یا بذاتہٖ؟ ہمارے کچھ علماء جیسے عبدالمنان نورپوری صاحب، ابوحریز عبدالعزیز ملتانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ کہنا کہ اللہ کا علم بندوں کے ساتھ ہے اس سے بھی تاویل لازم آتی ہے۔ براہِ مہربانی قرآن وحدیث کے مطابق اصل موقف واضح کریں۔ جزاک اللہ خیرا۔ (جوادالحسن، گاؤں سیرولنگار، ڈاکخانہ کوٹلہ ارب علی خان، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات)

جواب اہلِ سنت والجماعت (ائمہ سلف، تابعین ومحدثین) کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ معیت ومصاحبت بذاتہٖ نہیں بلکہ علم وقدرت کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت پر دلالت کرنے والی بعض آیات کے سیاق وسباق سے یہی اخذ ہوتا ہے، لہٰذا یہ تاویل نہیں جیسا کہ بعض مشائخ کا خیال ہے جن میں شیخ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ بھی شامل ہیں، انھوں نے اسلامی عقیدہ کے ترجمہ میں اسے تاویل ہی گردانا ہے، حالانکہ مذموم تاویل تو وہ ہے جس میں لفظ کو اس کے ظاہر معنی ومفہوم سے پھیر لیا جائے اور اس کی کوئی قوی دلیل وقرینہ بھی موجود نہ ہو (تفصیل ملاحظہ ہو: مختصر الصواعق المرسلۃ 1/21-28) جبکہ زیر بحث مسئلہ میں ائمہ سلف نے مذکورہ تفسیر دلائل وقرائن کی روشنی میں اخذ کی ہے، یہ تفسیر ان کے عقیدے کا بنیادی حصہ ہے، آیئے اب ائمہ سلف کی تصریحات ملاحظہ فرمایئے:

① تابعی جلیل مقاتل بن حیان رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ.....﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: هُوَ عَلٰى عَرْشِهِ، وَعِلْمُهُ مَعَهُمْ ''وہ اپنے عرش پر مستوی ہے جبکہ اس کا علم بندوں کے ساتھ ہے۔'' یہ اثر عبداللہ بن امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب ''السنۃ'' میں روایت کیا ہے۔ نیز ابوداود نے اپنے مسائل میں اور لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ میں ذکر کیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مختصر العلو، رقم الأثر: 124 میں اس کی سند حسن قرار دی ہے، اور کتابوں میں بھی آتا ہے۔

② امام مالک بن انس رحمہ اللہ بھی اسی عقیدے کے حامل تھے، وہ فرماتے ہیں: «اَللّٰهُ عزوجل فِي السَّمَاءِ، وَعِلْمُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ لَا يَخْلُو مِنْهُ شَيْءٌ» ''اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے، جبکہ اس کا علم ہر جگہ میں ہے، اس سے کوئی چیز خالی نہیں۔'' پھر انھوں نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ.....﴾ (السنة از عبداللّٰه بن احمد: 1/107، الشريعة: 1/256، التمهيد: 7/138، اس کی سند صحیح ہے، مختصر العلو، رقم الأثر: 130)

③ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی امام ابوحاتم اور ابوزرعہ رحمہما اللہ سے اصول دین میں اہل سنت کے مذہب کے بارے میں دریافت کیا، نیز یہ کہ تمام علمائے امصار کو انھوں نے کس عقیدے پر پایا، اور وہ خود اس بارے میں اپنا کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟ تو انھوں نے کچھ عقائدِ اہل سنت کا ذکر کیا، بعد ازاں فرمایا: «وَإِنَّ اللّٰهَ

تَعَالٰی عَلٰی عَرْشِهٖ، بَائِنٌ مِنْ خَلْقِهٖ، كَمَا وَصَفَ نَفْسَهٗ فِی كِتَابِهٖ، وَعَلٰی لِسَانِ رَسُولِهٖ، بِلَاكَيْفٍ، أَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا.....»(مختصر العلومع تحقیق الألبانی، رقم الأثر: 253) ''اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے، مخلوق سے جدا ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں اپنی ذات کے بارے میں بلاکیفیت ذکر فرمایا۔ اور رسول اکرم ﷺ کی زبانی بھی، اس نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کیا ہوا ہے۔'' شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اثر ابوحاتم اور ابوزرعہ دونوں سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

④ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے اوپر اپنے عرش پر ہے اور مخلوق سے الگ تھلگ ہے؟ اور کیا اس کا علم وقدرت ہر مکان پر حاوی ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: جی ہاں، وہ اپنے عرش پر ہے، اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ «نَعَمْ، هُوَ عَلٰی عَرْشِهٖ وَلَا يَخْلُو شَیْءٌ مِنْ عِلْمِهٖ» اس کی سند صحیح ہے۔(مختصر العلو، رقم الاثر: 226)

⑤ ایک اثر میں تو امام احمد رحمہ اللہ نے آیت: ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ .....﴾ کو اس کے ظاہر پر چھوڑنے کو کلام جہمیت قرار دیا، اور آیت مذکورہ میں معیت الٰہی کی تفسیر معیت علمی سے فرمائی۔ امام مروزی کہتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ (امام احمد) سے کہا: ایک آدمی نے کہا ہے کہ میں تو وہی کہوں گا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یعنی آیت ﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ﴾ میں، میں تو یہی کہوں گا اور اس سے تجاوز نہیں کروں گا، تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: «هٰذَا كَلَامُ الْجَهْمِيَّةِ بَلْ عِلْمُهٗ مَعَهُمْ» ''یہ جہمیہ کا کلام ہے بلکہ انھیں اللہ تعالیٰ کی معیت علمی حاصل ہے۔''(مختصر العلو بتحقیق الألبانی، رقم الأثر: 226) مقصد یہ ہے کہ قائل کے مذکورہ قول سے معیت ذاتی سمجھ میں آتی ہے، یہ اس کا عقیدہ ہوسکتا ہے جو کہ باطل ہے۔

⑥ محمد بن ابراہیم اصبہانی کہتے ہیں کہ ابوزرعہ الرازی (عبیداللہ بن عبدالکریم) سے ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ کی تفسیر کے متعلق پوچھا گیا، میں اس وقت سن رہا تھا، آپ نے فرمایا: «تَفْسِيْرُهٗ كَمَا تَقْرَأُ، هُوَ عَلٰی عَرْشِهٖ، و عِلْمُهٗ فِي كُلِّ مَكَانٍ، مَنْ قَالَ غَيْرَ هٰذَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ»(ذم الكلام وأهله، بحواله مختصر العلو، رقم الأثر: 252) اس کی تفسیر اسی طرح ہے جیسے تو پڑھتا ہے، یعنی بالکل واضح ہے، وہ عرش بریں پر ہے، اس کا علم ہر کون و مکان میں ہے، جس نے اس کے علاوہ کچھ کہا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

آں رحمہ اللہ کا مقصود جہمیہ عقیدے کے حامل لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بندوں کے ساتھ معیت ذاتی کے قائل ہیں۔

امام محمد بن حسین آجری، صاحب کتاب الشریعہ لکھتے ہیں: «وَالَّذِي يَذْهَبُ إِلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ: أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی عَرْشِهٖ فَوقَ سَمٰوَاتِهٖ، وَعِلْمُهٗ مُحِيْطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ.....» ''جس چیز کے اہل علم قائل ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے، اور اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے.....۔''(الشریعۃ، ص: 255)

نیز وہ دیگر ائمہ وعلماء کی طرح معیت علمی کی دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان پیش فرماتے ہیں: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ..... يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾(المجادلة:7) استدلال یہ ہے کہ آیت کا آغاز بھی علم سے ہے اور اختتام بھی علم پر ہے، جس سے معلوم ہوا کہ معیت الٰہی سے مراد اس کی معیت علمی ہے، فرماتے ہیں: «وَهٰذَا قَوْلُ الْمُسْلِمِينَ» اور یہ تمام مسلمانوں کا قول ہے۔(الشریعہ، ص: 256)

امام المفسرین ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ یا اس مفہوم کی دیگر آیات میں معیت علمی ہی سے تفسیر فرمائی ہے۔ (تفسیر ابن جریر: 468/22، تحقیق دکتور عبدالمحسن ترکی)

بعض علماء وفقہاء نے تو معیت علمی کی تفسیر وتاویل پر اجماع نقل کیا ہے، جیسا کہ ابوعمر طلمنکی وغیرہ کا دعویٰ ہے: (العلو، صفحہ: 178، ودرء تعارض العقل والنقل: 250/6-251)

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ ﴿اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا.....﴾ سے معیت ذاتی مراد لینے والوں کے جواب میں لکھتے ہیں: اس آیت کے ظاہر سے ان کے لیے کوئی دلیل وحجت نہیں نکلتی، کیونکہ وہ علمائے صحابہ و تابعین جن سے قرآن مجید کی تفسیر منقول ہے، انھوں نے اس آیت کی تفسیر میں یہی فرمایا ہے کہ: «هُوَ عَلَى الْعَرْشِ، وَعِلْمُهٗ فِي كُلِّ مَكَانٍ» ''وہ عرش پر مستوی ہے، اس کا علم ہر کون و مکان میں ہے۔''

(التمهید:7/138-139)

علماء وائمہ کی اور بھی ایسی نقول مروی ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ قرآن وحدیث میں جہاں بھی معیت عامہ کا ذکر ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت واحاطہ اور معیت علمی ہی مراد ہے۔ اور جہاں مومنوں کے ساتھ معیت کا ذکر ہے وہاں معیت خاصہ، یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید مراد ہے۔ المختصر یہ تاویل نہیں بلکہ دیگر دلائل وقرائن کی روشنی میں قرآن و حدیث کے مختلف دلائل کے مابین جمع وتطبیق کی ایک صورت یا معیت الٰہی کی تفسیر بالماثور ہے۔ یاد رہے اس حوالے سے مفسر قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ کی تفسیر میں معیت علمی کا قول نظروں سے گزرا ہے، وہ فرماتے ہیں: عَالِمٌ بِكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ لیکن اس کی سند میں سلم بن سالم نامی سخت ضعیف راوی ہے۔ دیکھیے: (الجرح والتعدیل: 4/266، میزان: 2/185) (السنة از عبداللہ بن احمد، رقم الأثر: 595، درمنثور: 8/49) لہٰذا یہ قابل استدلال نہیں۔

سوال کیا بہو پر ساس، سسر کی خدمت کرنا ضروری ہے؟

جواب خدمت کے وجوب کی خاص دلیل تو معلوم نہیں، البتہ یہ معاشرتی اقدار اور ہمارے عرف کا تقاضا ضرور ہے، بالخصوص جبکہ خاوند کا جائز حد تک والدین کی خدمت کا تقاضا ہو، خاوند کی اطاعت فرض ہے بشرطیکہ شرعاً معصیت نہ ہو اور یقیناً خاوند کا بیوی کو والدین کی خدمت کے لیے پابند کرنا معصیت نہیں بلکہ یہ بالواسطہ احسان بالوالدین کے تحت داخل ہے لہٰذا اس حوالے سے بیوی اگر سستی کا شکار ہوتی ہے تو گناہ گار ہوسکتی ہے۔ عرب معاشرہ میں بھی یہی معاشرتی اقدار ملحوظ تھیں۔ بیوی خاوند کی خدمت کے ساتھ ساتھ گھریلو کام کاج کو بھی اپنی بنیادی ذمہ داریوں میں شمار کرتی، یہاں تک کہ اس کے جانوروں کا خیال بھی رکھتی۔ کیا خاوند کے والدین کی حیثیت کوئی اس سے کم ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے جب سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کی تھی تو ان کے پاس کوئی زرو زمین یا نوکر چاکر نہ تھے، خود ہی اونٹ پر پانی ڈھوتیں، ان کے گھوڑے کی دیکھ بھال کرتیں اور اسے چارہ ڈالتیں۔ (صحیح البخاری: 5224) بہرحال سسرالیوں کا، بالخصوص خاوند کا اس ذریعے سے دل جیتنا بڑا آسان ہے۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ خیر سے نوازنا چاہتا ہے اسے دین کا فہم عطا کر دیتا ہے (بخاری، مسلم)

گھر بیٹھے علم دین سیکھنے کا جامع پروگرام

- اوپن یونیورسٹی سے آسان طریقہ
- نہ کسی مدرسہ میں داخلہ، نہ مروجہ امتحانات
- ہر عمر کے مرد وخواتین کیلئے
- پورے ملک کے تمام علاقوں کیلئے

تبلیغ اسلام سرٹیفکیٹ کورس | ڈپلومہ: فاضل علوم اسلامی | اسناد وفضیلت: المدرس القرآن، الاستاذ، رئیس الاساتذہ

سکولوں، کالجوں اور دینی مدارس کیلئے خصوصی پیکج

تعلیمی بورڈ: ڈاکٹر سہیل حسن، صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن، علامہ زاہد الراشدی، جناب خلیل الرحمٰن چشتی، جناب اکرام اللہ جان، پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمٰن عاصم، مولانا عبدالمالک، حافظ عاکف سعید، ڈاکٹر ایس ایم زمان، ڈاکٹر سید زاہد حسین، مولانا حنیف جالندھری، ڈاکٹر نجم الدین

دعوت فاؤنڈیشن پاکستان

مکان نمبر 1، STI کالونی پلاٹ نمبر 7 سیکٹر H-9 اسلام آباد فون: 051-4444266، موبائل: 0323-5131416

ای میل: anfides@gmail.com



رمضان المبارک کے قیمتی لمحات کیسے گزاریں؟

حافظ شبیر صدیق
ریسرچ فیلو دارالسلام

رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان قیمتی لمحات کو بہتر سے بہتر طور پر گزارنے کے لیے اپنے آپ کو مکمل طور پر تیار کرلیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ دیگر مہینوں کی نسبت اس مہینے میں زیادہ وقت عبادت میں گزارا کرتے تھے اور رمضان المبارک میں تیز آندھی کی مثل اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا کرتے تھے۔

رمضان المبارک کے قیمتی لمحات کو کیسے گزارنا چاہیے؟ اس حوالے سے ہم نے سحری سے تراویح تک پورے دن کا ایک شیڈول ترتیب دیا ہے۔ اس شیڈول میں بنیادی چیز یہ ہے کہ ہم ان قیمتی لمحات کو قیمتی سے قیمتی تر کیسے بنا سکتے ہیں۔ امید کی جاسکتی ہے کہ اگر اس شیڈول کے مطابق ایام رمضان گزارے جائیں تو ہم نیکیوں کا ایک بہت بڑا خزانہ اپنے نامۂ اعمال میں جمع کر سکتے ہیں۔

رمضان کا شیڈول

سحری

سحری کا کھانا تیار کرنے کے لیے عورتوں کو اٹھنا تو ہوتا ہی ہے، اس لیے ان کو چاہیے کہ چند منٹ پہلے اٹھ جائیں تاکہ مقدور بھر نوافل ادا کرسکیں۔ اسی طرح تلاوت قرآن کے لیے بھی کچھ وقت ضرور نکالیں۔ اس طریقے سے آپ کے دن کی ابتدا ایک عظیم عمل سے ہوگی جو یقیناً باعث برکت ہے۔

سحری کے وقت کی گھڑیاں ان مبارک ساعتوں میں سے ہیں جن میں بندے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس وقت اپنے بندوں کو آسمان دنیا پر آکر ندا دیتا ہے کہ جو کچھ مجھ سے مانگنا ہے مانگو میں تمھیں عطا کروں گا۔ اس لیے مردوں کو بھی یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ کھانا کھانے سے کچھ دیر پہلے بیدار ہوں تاکہ ان مبارک ساعتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

کوشش کی جائے کہ اس وقت بچوں کو بھی بیدار کیا جائے۔ جو بچے ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے مگر روزہ رکھ سکتے ہوں تو انھیں بھی روزہ رکھوایا جائے۔ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ان کو بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جائے تاکہ ابھی سے ان کی تربیت ہوجائے اور بڑے ہوکر وہ روزہ خوروں میں شامل نہ ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ وہ نابالغ بچوں کو بھی روزہ رکھوایا کرتے تھے۔ جب بچے بھوک یا پیاس محسوس کرتے تو صحابہ کرام انھیں کھلونے دے دیتے جن میں وہ مشغول ہوجاتے اور بھوک کا احساس ختم ہوجاتا۔ (صحیح البخاری: 1960)

سحری کھانے کے بعد اذان فجر سے پہلے کچھ وقت بچ جائے تو اسے ضائع مت کریں۔ یہ بہت قیمتی وقت ہے اسے تلاوتِ قرآن یا ادعیہ واذکار کے ساتھ مزید قیمتی بنائیں۔ جب اذانِ فجر ہو تو اس کا جواب دیں۔ جو شخص اذان کا جواب دیتا ہے اس کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔ (صحیح مسلم: 385)

نمازِ فجر

سحری کے بعد دوسرا مرحلہ نماز فجر کا ہے۔ سحری کا کھانا اذانِ فجر سے اتنا پہلے بھی نہ کھالیا



جائے کہ نیند کا غلبہ ہوجائے اور نماز رہ جائے۔ بلکہ سحری آخری وقت میں کی جائے اور یہی سنت مطہرہ بھی ہے۔ مرد حضرات کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لے جائیں۔ البتہ سنت فجر گھر میں ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اپنا یہ معمول بنالیں کہ دستر خوان سے بستر کا رخ کرنے کے بجائے جائے نماز یا اللہ کے گھر (مسجد) کا رخ کریں۔ مسجد میں پہنچنے کے بعد نماز شروع ہونے تک اپنے رب سے التجائیں کریں۔ جو بھی آپ کو مشکلات اور پریشانیاں لاحق ہیں وہ اپنے رب سے شیئر کریں، اس لیے کہ یہ وقت دعاؤں کی قبولیت کا ہے۔ (سنن أبی داود: 521)

سحری میں کھانا کھانے کی وجہ سے نماز فجر کے بعد نیند کا بہت غلبہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں کوشش کریں کہ زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ حصہ ضرور تلاوت کریں اور ترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں۔ اگر بہت ہی زیادہ نیند کا غلبہ ہو تو اس تلاوت کو مؤخر کر دیں اور ایک دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہوکر تلاوت قرآن کریں۔

خواتین چونکہ گھر ہی میں نماز ادا کرتی ہیں، اس لیے انھیں چاہیے کہ وہ پہلے نماز ادا کریں اور پھر دیگر ضروری کام کریں۔ نماز کی ادائیگی ان کے لیے اس کام سے زیادہ بہتر ہے جس کی وجہ سے وہ نماز کو موخر کر دیتی ہیں۔

نماز ادا کرنے کے بعد خواتین بھی تلاوت قرآن کو اپنا معمول بنالیں۔ ایک مقدار معین کرلیں جس کی تلاوت کرنا اپنے اوپر لازم کرلیں۔ اگر طبیعت ساتھ دے تو اس مقدار سے زیادہ بھی پڑھ لیں، البتہ اس مقدار میں کمی ہرگز نہ کریں جو آپ نے متعین کی ہے تاکہ قرآن کی تکمیل کا جو ہدف آپ نے مقرر کیا ہے وہ حاصل ہوسکے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ اگر عورت اپنے ایام مخصوصہ میں ہے تو ظاہر ہے وہ نہ تو روزہ رکھے گی اور نہ ہی نماز ادا کرے گی، البتہ ایسی عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے ان قیمتی لمحات کو ضائع مت کریں۔ وہ زبانی طور پر قرآن کی تلاوت جاری رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو دعاؤں کے ذریعے اپنے رب سے رابطہ جوڑ کر رکھیں۔ گھر کے دیگر افراد کے لیے سحری کا اہتمام کرنے کے بعد جو وقت بچ جائے اسے نیند کی نذر کرنے کے بجائے ذکر واذکار میں گزاریں۔

مرد حضرات جب مسجد جائیں تو بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔

بعد از نماز فجر تا ظہر

نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد سے لے کر ظہر تک کا دورانیہ تقریباً ہر شخص کی مصروفیت کا ہوتا ہے۔ بعض لوگ ملازمت پیشہ ہوتے ہیں تو بعض اپنے کاروبار یا کھیتی باڑی سے منسلک ہوتے ہیں۔ یہ وقت بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ دن کے اس حصے میں خصوصاً زبان کی حفاظت کرنا بہت کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ جو افراد دفتری ملازمت سے منسلک ہیں اگر ان کے کام میں زبان کا استعمال نہ ہو تو انھیں چاہیے کہ کام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زبان کو ذکر واذکار میں مشغول رکھیں، اپنی زبان کو جھوٹ، دروغ گوئی، غیبت اور چغل خوری وغیرہ سے بچا کر رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَولَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيسَ لِلّٰهِ حَاجةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» ''جو شخص (روزے کی حالت میں) جھوٹ اور اس پر عمل کو ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' (صحیح البخاری: 1903)

اگر کام اس نوعیت کا ہو کہ زبان کا استعمال بھی ہو تو پھر جب فرصت ملے تو کوشش کریں کہ اپنے ان قیمتی لمحات کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ یہ بات ذہن میں بٹھالیں کہ رمضان المبارک کے یہ قیمتی لمحات جو گزر گئے وہ دوبارہ آپ کی زندگی میں آنے والے نہیں ہیں۔ اس لیے ایک ایک لمحے کو قیمتی جان کر گزاریں اور اپنی زبان کو ذکر واذکار سے معطر رکھیں۔

کاروباری حضرات بھی اس دورانیے کو عمدہ طریقے سے گزاریں، خرید وفروخت کرتے وقت جھوٹ، دھوکا دہی اور فریب سے بچ کر معاملات طے کریں۔ جس وقت دکان پر گاہک نہ ہو تو زبان پر ذکر واذکار اور دعاؤں کا ورد جاری رکھیں۔ دکان پر آنے والی یا بازار سے گزرنے والی خواتین سے اپنی نظروں کو بچائیں۔ اپنی نظروں کی حفاظت فرمائیں اور نظریں جھکا کر ان سے گفتگو کریں۔

کھیتی باڑی سے متعلقہ افراد کے لیے رمضان المبارک کی یہ مبارک ساعتیں بہت بڑی غنیمت ہیں۔ وہ کھیت کو پانی لگا رہے ہوں یا گھاس کاٹ رہے ہوں، ان کے لیے ڈھیر



ساری نیکیاں کمانے کا یہ ایک عظیم موقع ہے۔ قرآن کی جو سورتیں انھیں یاد ہوں بار بار ان کی تلاوت کرتے رہیں۔ اسی طرح چلتے پھرتے، کام کرتے ہوئے ذکر اور دعاؤں کو اپنا معمول بنالیں۔

خواتین بھی اپنا سارا وقت گھر کے کام کاج یا سونے ہی میں نہ گزار دیں بلکہ ظہر سے پہلے کم از کم ایک گھنٹہ تلاوت قرآن کے لیے خاص کر دیں۔

ہماری نوجوان نسل جو اسکول، کالج یا یونیورسٹی جاتی ہے وہ بھی اپنے روزے کی حفاظت کرے۔ تمام قسم کے غیر شرعی امور سے اجتناب لازمی اور ضروری ہے۔ خصوصاً نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اختلاط سے گریز کریں۔ تدریسی اوقات سے جو وقت بچ جائے اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے میں صرف کریں۔ کوشش کریں کہ ایک پاکٹ سائز قرآن اپنے بیگ میں رکھیں اور جب موقع ملے تو قرآن کی تلاوت کریں۔ کالج یا یونیورسٹی سے چھٹی کے بعد گھر جاتے ہوئے کانوں میں ہینڈ فری لگا کر گانے یا دیگر دنیاوی پروگرام سننے کے بجائے جو قرآنی سورتیں آپ کو یاد ہیں بار بار ان کی تلاوت کریں۔ اگرچہ سورت فاتحہ ہی پڑھیں۔ نوجوانی کے یہ ایام بہت قیمتی ہیں، اس لیے انھیں دنیا کی رنگینیوں میں ضائع مت کریں۔

نماز ظہر تا عصر

مرد حضرات نماز ظہر مسجد میں باجماعت ادا کریں اور ظہر سے پہلے جتنا بھی وقت ملے اسے نوافل کے لیے خاص کر دیں۔ نماز کے بعد فوری طور پر گھر، دفتر یا کاروبار کی طرف بھاگنے کے بجائے اطمینان اور حوصلے سے کام لیں۔ نماز کے بعد کم از کم 2 رکعت سنت تو ضرور ادا کریں۔ اس کے بعد اہم کام جو آپ نے کرنا ہے وہ تلاوت قرآن ہے۔ جو مقدار آپ نے نمازوں کے اوقات کے لیے متعین کی ہے اس کی تلاوت ضرور کریں۔ اگرچہ اس وقت شیطان آپ کو بہت اکسائے گا کہ یہ کام کا وقت ہے۔ اگر دیر ہوگئی تو یہ ہوجائے گا، وہ ہوجائے گا وغیرہ۔ اس وقت آپ استقامت سے کام لیں اور اپنے دل کو تسلی دیں کہ جو رزق اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں لکھا ہے ہمیں ضرور مل کر رہے گا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو رزق بندے کے مقدر میں لکھا جاچکا ہے، وہ رزق اسے اسی طرح تلاش کرتا ہے جس طرح بندے کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔'' (صحیح الجامع الصغیر: 278/1) اسی طرح اگر آپ نے ایک پاؤ پارہ پڑھنے کی مقدار متعین کی ہے تو اس پر زیادہ سے زیادہ دس منٹ لگیں گے۔ یوں کہہ لیں کہ دس منٹ میں آپ نیکیوں کا بہت بڑا ذخیرہ لے کر لوٹیں گے۔ البتہ اگر متبادل طریقہ اختیار کر لیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ آپ مسجد میں تلاوت کرنے کے بجائے اپنے دفتر یا دکان میں ایک قرآن رکھ لیں اور وہیں آکر تلاوت کر لیں۔ اسی طرح اگر آپ گھر میں آکر تلاوت کرنا چاہتے ہیں تو یہ بھی ٹھیک ہے۔ اب اگر آپ کام کاج سے فارغ ہیں تو تھوڑی دیر کے لیے آرام کر لیں تاکہ ظہر سے پہلے کے کام کی جو تھکاوٹ ہے وہ دور ہوجائے اور آپ تازہ دم ہوجائیں۔ عصر سے کچھ دیر پہلے اٹھ کر نہالیں تاکہ طبیعت میں ایک سکون، طمانیت اور تازگی پیدا ہوجائے۔ اس کے بعد اذانِ عصر سے پہلے کا جو وقت ہے اس میں قرآن پاک کی تلاوت کریں۔

اگر ظہر کے بعد بھی آپ کی وہی مصروفیت ہے جو نماز ظہر سے قبل تھی تو پھر یہ دورانیہ بھی اسی طرح گزاریں جس طرح پہلا دورانیہ گزارا ہے۔ فارغ اوقات میں ذکر و اذکار اور دعاؤں کا اہتمام کریں اور اپنے رب کے ساتھ رابطے میں رہیں۔

خواتین نے چونکہ گھر ہی میں نماز ادا کرنی ہوتی ہے، اس لیے انھیں چاہیے کہ وہ اذان ہوتے ہی اپنے آپ کو نماز کی ادائیگی کے لیے تیار کر لیں۔ زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کریں۔ یہ نوافل قیامت کے دن فرض نمازوں میں موجود کمی و کوتاہی کو پورا کرنے کے کام آئیں گے۔ نوافل کے بعد قرآن اٹھائیں اور جائے نماز پر بیٹھے تلاوت قرآن کریں، اس لیے کہ جائے نماز پر بیٹھ کر تلاوت کرنے کا اپنا ہی ایک مزہ ہے۔ دوران تلاوت کوشش کریں کہ بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر ان کو بھی قرآن کی تلاوت سنائیں، اس طرح ان کے دل میں بھی قرآن پڑھنے کا شوق پیدا ہوگا۔

تلاوت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد اگر آپ آرام کرنا چاہتی ہیں تو ٹھیک ورنہ گھر کے کام کاج کرتے ہوئے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر اور دعاؤں میں مشغول رکھیں۔ اپنی زبان کو



کسی پر لعن طعن اور غیبت و چغل خوری سے محفوظ رکھیں، اس لیے کہ قیامت کے دن زیادہ عورتیں اسی وجہ سے جہنم میں جائیں گی۔ (صحیح البخاری: 304) آپ کا یہ دورانیہ اس طرح گزرنا چاہیے کہ جب عصر کی اذان ہو تو آپ کو اپنے گزرے ہوئے اس وقت پر خوشی محسوس ہو نہ کہ پریشانی۔

نماز عصر تا مغرب

نماز ظہر سے عصر تک کا دورانیہ اپنی تکمیل کو پہنچا۔ اب اذانِ عصر ہونے کو ہے۔ مرد حضرات نمازِ عصر کا اہتمام بھی اسی طرح کریں جیسے نمازِ ظہر کا کیا تھا۔ نمازِ عصر سے پہلے کم از کم دو رکعت ضرور ادا کریں۔ کوشش کریں کہ جماعت سے پہلے زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرلیں۔ نماز کے بعد مسنون اذکار کریں اور اپنے رب سے خوب دعائیں کریں۔

دعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد قرآن کا متعین کردہ حصہ تلاوت کریں۔ تلاوت سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے گھر لوٹنا ہے۔ راستے میں اپنی نظروں کی حفاظت کرتے ہوئے چلیں اور زبان کو اللہ کے ذکر سے معطر رکھیں۔

عموماً عصر کے بعد افطاری کا سامان خریدنے کے لیے بازار کا رخ کیا جاتا ہے۔ جب آپ بازار جائیں تو بازار میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھ لے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا ہے اور جنت میں اس کے لیے ایک گھر بنا دیتا ہے (دعا یہ ہے): «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» (جامع الترمذی: 3429)

بازار میں خرید و فروخت کرتے وقت جھوٹ سے پرہیز کریں۔ عموماً پھل وغیرہ خریدتے ہوئے ریٹ کم کرنے کے لیے جھوٹ بول دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کے پاس یا فلاں جگہ اس سے کم ریٹ میں مل رہا ہے۔ اسی طرح فروخت کرنے والے بھی جھوٹ بول دیتے ہیں کہ اس کی اتنی قیمت یا ریٹ ہے مگر ہم صرف آپ کو سستے داموں دے رہے ہیں۔

کوشش کریں کہ بازار آتے جاتے بھی آپ کا یہ سفر ذکر و اذکار میں گزرے۔ جب بازار سے گھر پہنچ جائیں تو افطاری سے پہلے تک کے اس دورانیے میں اگر کسی اچھی کتاب کا مطالعہ کرلیا جائے تو بہت مفید رہے گا۔ اس دوران کچھ وقت اپنے بچوں کو دیں۔ ان کے ساتھ بیٹھیں، ان سے گفتگو کریں اور انھیں روزے کی اہمیت اور دیگر اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ خصوصاً تاریخ اسلام کے اہم واقعات ان کو سنائیں۔ اذان مغرب سے کچھ دیر پہلے ہی وضو کر کے اپنے آپ کو تیار کرلیں۔ جب افطار کا وقت قریب ہو تو اپنے رب سے رابطہ جوڑ لیں اور خوب دعائیں کریں۔ یہی وہ وقت ہے کہ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ» ''روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اسے افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی۔'' (صحیح مسلم: 1151)

افطار کے سامان میں کھجور ضرور شامل کریں، اس لیے کہ کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت نبوی ہے۔ جب افطار کا وقت ہو جائے تو ''بسم اللہ'' پڑھ کر روزہ افطار کریں۔ روزہ افطار کرنے سے پہلے کوئی دعا پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، البتہ افطاری سے فارغ ہونے کے بعد درج ذیل دعا پڑھنا مسنون ہے: «ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ» (سنن أبی داود: 2357) اگر آپ اجتماعی طور پر افطاری کر رہے ہیں تو بہت سلیقے کے ساتھ افطاری کریں اور بے صبری کا مظاہرہ ہرگز نہ کریں۔ جو چیز آپ کی پہنچ میں ہے وہ کھا لیں اور جو چیز پہنچ میں نہ ہو اس کو پانے کے لیے جان کی بازی ہرگز نہ لگائیں۔ آپ کو وہی ملنا ہے جو آپ کے نصیب میں ہے۔

خواتین کے لیے عصر سے مغرب تک کا دورانیہ بہت اہم ہوتا ہے۔ افطاری کے لیے سامان تیار کرنے اور خصوصاً اپنے اپنے شوق کے مطابق نئی نئی ڈشوں کی تیاری کے لیے شام ہوتے ہی کچن کا کنٹرول سنبھال لیا جاتا ہے۔ اس لیے ہم خواتین کو خصوصاً یہ نصیحت کریں گے کہ وہ عصر کی نماز کو اپنے اس شوق کی نذر نہ کریں۔ جونہی نماز عصر کا وقت ہو نماز ادا کریں اور اپنے رب سے دعائیں کرنا ہرگز نہ بھولیں۔ کوشش کریں کہ متعین کردہ حصے کی تلاوت بھی



کریں۔ کچن میں مصروفیت کی وجہ سے اگر نماز عصر سے پہلے ہی تلاوت کرلی جائے تو بھی ٹھیک ہے۔ خواتین کے پاس یہ بہترین موقع ہے کہ وہ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھیں۔ کوشش کریں کہ کھانے پینے کا مکمل انتظام افطاری کے وقت سے کچھ دیر پہلے ہی پورا کرلیں تاکہ افطاری سے پہلے کا جو اہم وقت ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش کی بھرپور دعائیں کریں۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔'' (سنن ابن ماجة: 1643)

بہت کم عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو کھانے کی اچھی چیزیں اپنے لیے بچا رکھتی ہیں اور یہ تعداد نہ ہونے کے برابر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے خواتین میں یہ خصلت ودیعت فرما دی ہے کہ وہ دسترخوان پر اپنے اوپر دیگر افراد خانہ کو ترجیح دیتی ہیں اور بہترین کھانا تیار کرنے پر داد وصول کرنے کی منتظر ہوتی ہیں۔ ان کے نزدیک اچھے کھانے پر تعریف کے چند کلمات ہی سب سے اہم ہوتے ہیں۔ خواتین کی یہ ایک اعلیٰ خصلت ہے جس پر ان کی جس قدر بھی مدح کی جائے کم ہے۔

نماز مغرب تا عشاء وتراویح

افطاری کے بعد مرد وخواتین نماز مغرب کا اہتمام کریں۔ مرد حضرات مساجد کا رخ کریں اور خواتین گھر ہی میں نماز ادا کریں۔ بہتر یہ ہے کہ کھانا نماز ادا کرنے کے بعد کھایا جائے تاکہ نماز وقت پر پڑھی جائے۔ نماز ادا کرنے کے بعد سکون سے بیٹھ کر شام کے اذکار پڑھیں۔

جب کھانا کھائیں تو اعتدال سے کام لیں۔ اس قدر سیر ہوکر کھانا نہ کھائیں کہ نماز عشا کی ادائیگی بھی مشکل ہوجائے۔ ہو سکے تو تراویح میں پڑھے جانے والے پارے کا ترجمہ ایک دفعہ اوپر سے دیکھ کر پڑھ لیں اگر ترجمہ پڑھا ہوا ہے تو مشکل الفاظ کے معانی دہرا لیں۔ دارالسلام نے اس طرح کا ایک قرآن مجید طبع کیا ہے۔ آپ اس سے بھی استفادہ کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد نمازِ عشاء کا اہتمام کریں۔ اذان عشاء ہونے کے بعد اس نیت سے مسجد کا رخ کریں کہ تراویح ادا کرنے کے بعد مسجد سے لوٹنا ہے۔ اگر مسجد میں خواتین کے لیے بھی اہتمام ہو تو خواتین بھی مسجد میں جاکر نماز ادا کرسکتی ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

صلاۃ التراویح بڑے جذبے اور شوق کے ساتھ ادا کریں۔ عموماً ایک عجیب صورت حال مساجد میں دیکھنے کو ملتی ہے کہ نماز ہورہی ہوتی ہے اور بعض افراد پیچھے گپیں ہانک رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایک بہت بری خصلت ہے جس کا حصہ بننے سے ہر شخص کو بچنا چاہیے۔ اس موقع کو غنیمت جاننا چاہیے اور قرآن کی قراءت سے اپنے دلوں کو منور کرنا چاہیے۔ نماز تراویح سے فراغت کے بعد وقت ضائع کیے بغیر سوتے وقت کی دعائیں پڑھ کر سوجائیں۔ اس طرح آپ کے رمضان المبارک کے پہلے دن کے معمولات مکمل ہوئے۔

محترم قارئین! اگر پورا مہینہ ہمارا اسی شیڈول کے مطابق گزرے تو اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان شاء اللہ ہم ضرور سرخرو ہوں گے۔ آپ سحری سے پہلے پڑھے ہوئے صرف ایک رکوع کا حساب لگائیں تو سمجھنے میں آسانی ہوگی، مثلاً جس رکوع کی آپ نے تلاوت کی ہے اگر اس رکوع میں اوسطاً دوسو حروف ہیں تو آپ دوسو کو پہلے دس سے ضرب دیں۔ اس لیے کہ ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پھر جو جواب آئے اس کو تیس دنوں سے ضرب دیں تو اس طرح یہ مجموعی تعداد ساٹھ ہزار بن جاتی ہے۔ گویا ساٹھ ہزار نیکیاں صرف ایک رکوع روزانہ تلاوت کرنے پر آپ کے نامۂ اعمال میں جمع ہوگئی ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس کو اور زیادہ بڑھا دے گا۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی راتیں بہت مقام اور مرتبے کی حامل ہیں۔ اس عشرے میں آنے والی لیلۃ القدر کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔ ان راتوں کو جاگنے کی خاطر اعتکاف کا اہتمام کریں۔ یہ ممکن نہ ہو تو کوشش کریں کہ پانچ طاق راتوں کو عبادت کے لیے وقف کردیں۔ اس رات میں کی ہوئی ہر دعا کو شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس رمضان میں برکت عطا فرمائے، ہمیں اپنی رحمتیں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے، آمین۔



والدین

کو راضی رکھنے کے چند سنہرے اصول

آخری قسط

عبدالمالک مجاہد
چیف ایڈیٹر

والدین کو راضی رکھنے کے چند اور اصول

اگر والدین پڑھنے کے شوقین ہیں، مثلاً: روزانہ اخبار پڑھنے کے عادی ہیں تو آپ اُن کے لیے ایسا یقینی اہتمام کریں کہ صبح سویرے اُن کو روزانہ بروقت اخبار میسر ہو۔ بعض اچھے جرائد، رسالے اور کتابیں خرید کر ان کی خدمت میں پیش کریں۔ اگر آپ کے شہر میں کتابوں کی نمائش لگی ہو تو ان کی پسندیدہ کتابوں کا انتخاب کریں۔ پھر انھیں یہ کہتے ہوئے بطور تحفہ پیش کریں کہ میں نمائش میں تھا، آپ کے لیے یہ کتابیں خرید کر لایا ہوں، انھیں قبول کیجیے۔ باذوق اور ادب سے دلچسپی رکھنے والے والدین کے لیے یہ ایک عظیم تحفہ ہے۔

ہوسکتا ہے کہ آپ کے والدین امیر ہوں ان کو آپ کی طرف سے روپے پیسے کی ضرورت نہ ہو۔ مگر اس کے باوجود اولاد کی طرف سے نقدی کی صورت میں ہدیہ کی پیش کش انھیں بہت عزیز ہوتی ہے اولاد کا یہ ہدیہ پاکر انھیں بڑا سُرور محسوس ہوتا ہے۔ اگر وہ ضرورت مند ہیں تو جب بھی آپ ان سے ملاقات کے لیے جائیں تو اپنی حیثیت کے مطابق ان کی جیب میں لازماً کچھ نہ کچھ رقم ضرور ڈال دیں۔ وہ بے شک انکار کریں مگر آپ ہرحال میں ان کی خدمت میں مالی ہدیہ پیش کرتے رہیں۔

آپ کی زندگی میں یقیناً ایسے بھی مواقع آئے ہوں گے کہ آپ اپنے والدین کے ساتھ شاپنگ سنٹر گئے ہوں۔ والدین جب بھی خریداری کریں تو آپ آگے بڑھ کر بل ادا کردیں۔ آپ کے اس عمل سے وہ بہت خوش ہوں گے۔

آج کل جگہ جگہ بینک کھلے ہوئے ہیں۔ آپ کے لیے ممکن ہو تو بینک میں والدین کا اکاؤنٹ کھلوادیں۔ اس کے علاوہ ان کے لیے اے ٹی ایم مشین کارڈ بنوادیں۔ ان کو مشین سے رقم نکالنے کا طریقہ سکھادیں تاکہ جب ان کو ضرورت ہو، خود ہی مشین سے رقم نکال لیں۔

اگر کبھی کسی وجہ سے والدین ناراض ہوجائیں تو ان کو فوری طور پر راضی کرنے کی کوشش کریں۔ اگر وہ راضی نہ ہوں تو دیکھیں ان کے قریب کون ہے، جس سے وہ زیادہ محبت کرتے ہیں اور اُس کی بات سنتے ہیں۔ اُس کے پاس جائیں، اُن سے گزارش کریں کہ ہمارے مابین صلح کرا دیں۔ والدین کبھی ناراض ہوجاتے ہیں تو بہت جلدی راضی بھی ہوجاتے ہیں۔ انھیں راضی کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ بس ان کے پاؤں پکڑ لیں۔ ان کے سامنے ہاتھ جوڑ لیں۔ یہ چند لمحات کی بات



ہے، پھر ان کے دل خود بخود پسیج جائیں گے۔ واضح رہے کہ فقط والدین ہی ایسی ہستی ہیں جن کے سامنے ہاتھ جوڑنا ان کے پاؤں پڑ جانا کوئی عیب نہیں بلکہ یہ قابل فخر ہے۔ اُن کی ناراضی رب کی ناراضی ہے اور اگر وہ راضی اور خوش ہیں تو پھر رب العزت بھی خوش اور راضی ہے۔

دورانِ گفتگو پوری کوشش کریں کہ والدین کی بات پوری توجہ سے سُنیں، اُن کی بات کبھی نہ کاٹیں، ان کی گفتگو کے دوران کسی اور کی بات نہ سنیں۔ اپنے کان اور دل و دماغ کو انھی کی طرف متوجہ رکھیں۔ جب وہ اپنی بات پوری کرلیں تو اُن کی بات کا جواب دیں، یا اس پر اپنا تبصرہ کریں۔ یہ بات ہمیشہ کے لیے ذہن نشین کرلیں کہ ان سے بڑی مشفق ہستی آپ کے لیے اس دنیا میں اور کوئی نہیں۔

والدین کے ساتھ آپ کا تعلق اِس قدر قریب ہونا چاہیے کہ اُن کے بارے میں ہر قسم کی معلومات سب سے پہلے آپ ہی کو ملیں۔ اللہ نہ کرے، اگر انھیں کوئی بیماری یا پریشانی لاحق ہے یا کسی کی وفات ہوگئی ہے تو سب سے پہلے آپ ان کو اِس خبر سے آگاہ کریں۔ اِسی طرح خوشی کے مواقع جیسے رمضان المبارک کا چاند، عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی خبر یا کوئی اور خوش آئند خبر ہو تو ایسی صورت میں سب سے پہلے آپ ان کو مبارک باد پیش کرنے والے ہوں۔ والدین کو اولاد کی جانب سے ایسا اہتمام بڑا پسندیدہ لگتا ہے۔

بعض والدین گرم مزاج ہوتے ہیں۔ بڑی جلدی غصہ میں آجاتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر اُن کا پارہ چڑھ جاتا ہے۔ اِس صورت میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں۔ وہ ڈانٹ بھی دیں تو مسکرا دیں۔ اللہ رب العزت سے اُن کے لیے اور اپنے لیے صبر واستقامت کی دعا کریں۔

اگر والدین بیمار ہوگئے ہیں اور آپ سفر پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا آپ کی بڑی اہم میٹنگ ہو، غرضیکہ آپ کو کتنا ہی اہم کام درپیش ہو آپ تمام کام ملتوی کرکے فوری طور پر اپنے والدین کے علاج کا بندوبست کریں۔

ذرا اپنے اردگرد جھانکیں اور ان لوگوں کا جائزہ لیں جن کے والدین وفات پاچکے ہیں، ان کے دل ٹٹولیں۔ آپ فوراً محسوس کرلیں گے کہ وہ کتنی بڑی نعمت سے محروم ہوچکے ہیں۔ ذرا اُن سے پوچھیں کہ والدین کی کیا قدر و قیمت ہوتی ہے۔ اُن کی محرومی کے بارے میں اُن کے دل سے جواب مانگیں کہ والدین کے بعد وہ اپنے آپ کو کتنا محروم اور کس قدر تنہا سمجھتے ہیں۔ اِن حروف کے معانی راقم سے پوچھیں کہ والدین کا سایۂ شفقت اُٹھ جانے کے بعد وہ خیر وبرکت کے کتنے بڑے اثاثے سے محروم ہوگیا ہے اور اپنے آپ کو کس قدر محرومیوں کا شکار سمجھتا ہے۔ اُن کی دعائیں، اُن کی نیک تمنائیں، قدم قدم پر اُن کے گرانقدر مشورے غرضیکہ ہر وہ چیز انھی کے ساتھ چلی گئی جس کی بدولت میری زندگی برکات وحسنات سے معمور تھی۔ جن کے والدین زندہ ہیں بلاشبہ وہ بڑے خوش قسمت ہیں۔

میں نے اپنے مطالعہ اور اپنے ذاتی تجربات کی روشنی میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے بعض نکات لکھے ہیں۔ یقیناً اور بہت سارے اہم نکات ہوں گے جن کا میں احاطہ نہیں کرسکا۔ میرا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ میں نے آپ کو سارے مطلوبہ مشورے دے ڈالے ہیں۔ بہرحال جو کچھ عرض کیا گیا ہے اُس کی روشنی میں اپنے والدین کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے اور اُن کی عزت وتوقیر بڑھانے کی کوشش کریں۔

بعض اوقات والدین میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ ان دونوں میں یقیناً ایک کا موقف درست نہیں ہے۔ ایسی صورت میں آپ کی ذمہ داری اور بڑھ جائے گی۔ دونوں ہی آپ کے لیے محترم ہیں۔ آپ کیسے والدہ یا والد کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ غلطی پر ہیں۔ ایسی صورت میں انھیں اس طرح بات سمجھانے کی کوشش کریں کہ اُن کے جذبات مجروح نہ ہونے پائیں۔ براہ راست ان سے یہ نہ کہیں کہ آپ غلط ہیں، نہ ان کو نصیحت کریں۔ بلکہ یوں کہیں کہ میری رائے یوں ہے۔ تاریخ میں کچھ اس طرح آتا ہے۔ اِس قسم کے معاملات میں اللہ اور رسول ﷺ نے یہ رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ ان سے کہہ سکتے ہیں کہ چلیے آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں۔ اگر براہ راست قرآن کی آیت یا حدیث ان کو سنانے کی ہمت نہیں تو پھر ان کو لکھ کر بھی پیش کرسکتے ہیں۔

والدین کی آپس میں صلح کی غرض سے آپ کو بات کرنے کی ضرورت پڑ جائے تو اُن سے علیحدگی میں بات کریں، ان کو کبھی یہ باور نہ



کرائیں کہ آپ کا موقف درست نہیں بلکہ یہ کہیں کہ میرا مشورہ یوں ہے۔ شیطان نہیں چاہتا کہ ہمارے گھر میں صلح رہے وغیرہ وغیرہ۔

اگر کبھی کسی ایسے بدقسمت شخص کو دیکھیں کہ وہ والدین کا نافرمان ہے تو آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اُس نے آپ کو اِس گناہ سے محفوظ رکھا ہے۔ یاد رکھیں کہ والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک اور اُن کی فرماں برداری بہت بڑی سعادت اور خوش بختی ہے۔

آپ پوری کوشش کریں کہ والدین کی طرف پشت نہ کریں۔ مجلس میں اُن کے قریب تر ہوکر بیٹھنے کی کوشش کریں۔ اُن کی طرف دیکھتے رہیں تاکہ اگر کسی بھی وقت اُنھیں کوئی ضرورت پیش آئے تو آپ لپک کر اُن کی مدد کرسکیں۔

والدین جب مجلس سے اٹھنے لگیں یا باہر جانے کا ارادہ کریں تو بھاگ کر اُن کی جوتیاں سیدھی کردیں۔ اسی طرح اگر وہ مسجد میں داخل ہونے لگیں تو اس وقت بھی اُن کے جوتے اُٹھا کر مخصوص جگہ پر رکھ دیں۔ اب تو وضو کے لیے پانی کے لوٹے کی اہمیت ختم ہوتی جارہی ہے مگر جن علاقوں میں پانی کی قلت ہو اور طہارت خانے نہ بنے ہوں اور وضو کے لیے لوٹا استعمال ہوتا ہو وہاں والدین کے لیے لوٹے میں پانی لے کر آئیں۔ یہاں پر اللہ کے رسول ﷺ کے چچا زاد بھائی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ ملاحظہ فرمالیں کہ وہ ایک رات اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سوئے ہوئے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب وضو کرنا چاہا تو یہ بھاگ کر گئے اور لوٹے میں پانی لاکر رکھ دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دریافت فرمایا کہ لوٹے میں پانی کون لے کر آیا ہے؟ جب بتایا گیا کہ یہ کام آپ کے چچیرے بھائی عبداللہ نے کیا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی: «اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ» ''اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔'' اس سے معلوم ہوا کہ ازروئے اسلام والدین اور بزرگوں کے چھوٹے چھوٹے کام کرنا نہایت اہم اور باعث اجر وثواب بات ہے۔

اگر بیٹا والدین سے اُن کی رضا کا طالب ہو، اُن سے دعاؤں کا خواستگار ہو تو والدین کو یہ احساس ہوگا کہ ہمارا بچہ نہایت فرماں بردار ہے۔ وہ والدین کو ہر حال میں راضی دیکھنا اور رکھنا چاہتا ہے۔ یہی مقصود الٰہی ہے۔ والدین کے سامنے اپنی آواز ہمیشہ پست رکھیں۔ کبھی بھول کر بھی اونچی آواز سے نہ بولیں۔ اُن کی خدمت کو اپنا شعار بنالیں۔

اگر کسی وجہ سے آپ کا قیام والدین کے ساتھ نہیں ہے تو کوشش کریں کہ آپ کا گھر اُن کے قریب ہوتا کہ آپ اُن کی خدمت کے لیے فوراً پہنچ سکیں۔ اسی طرح جب آپ اُن سے ملنے جائیں تو اپنے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ ضرور لے جائیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ پوتوں اور نواسوں کی محبت بعض اوقات اولاد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری اولاد کی اولاد ہمارے پاس آئے ہم ان کے ساتھ کھیلیں، ان کی میٹھی میٹھی باتیں سنیں۔ اُن کی شرارتیں دیکھیں۔ اپنے پوتوں یا نواسوں کو دیکھ کر وہ اپنے غم اور پریشانیوں کو بھول جاتے ہیں۔

کبھی کبھار علیحدگی میں بیٹھ کر محاسبۂ نفس کریں۔ سوچیں کہ کہیں میں اپنے والدین کی کسی نافرمانی کا مرتکب تو نہیں ہورہا۔ کہیں اُن کے حقوق ادا کرنے میں سستی یا کوتاہی تو نہیں ہورہی۔ انسان بنیادی طور پر کمزور ہے۔ بشری تقاضے بھی ہوتے ہیں۔ مگر اپنا محاسبہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ غور کریں کہ میں نے اپنے والدین کے کس حد تک حقوق ادا کیے ہیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں اُن کی بہتر سے بہتر طور پر فرماں برداری اور خدمت گزاری میں مزید آگے بڑھ جاؤں۔ اِس قسم کے سوالات اور محاسبہ والدین کی عزت وتوقیر کے تقاضے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں مدد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔

یہ دنیا عمل اور اس کے نتائج کی جگہ ہے۔ آج آپ جو بوئیں گے کل وہی کاٹیں گے۔ اگر آپ اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا چاہتے ہیں تو پھر والدین کی عزت کریں، اُن کے حقوق ادا کریں۔ ان شاء اللہ آپ دنیا وآخرت میں اس کے ثمرات پائیں گے۔

والدین کے پاس بیٹھیں تو انھیں اپنی زندگی کے خوشگوار واقعات سنائیں، مثلاً: کسی سفر کا واقعہ، آپ کس طرح گئے اور آپ کو کیا حالات پیش آئے۔ بہت ساری باتیں آپ اُن کے ساتھ (Share) کرسکتے ہیں۔ اِسی طرح آپ اُن سے ماضی کے حالات وواقعات سننے کی فرمائش کریں۔ چاہے وہ زیادہ پڑھے لکھے



نہ ہوں، اُن کی زندگی کے تجربات بہرحال ایک وسیع خزانہ ہے۔ بزرگوں کے پاس بیٹھ کر اپنے خاندان کے حالات سننا نہایت مفید اور سبق آموز بات ہے، اُن کے ماضی کے قصے بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔ اگر آپ حقیقی علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر اپنے کسی ایسے بزرگ رشتہ دار کے پاس بیٹھ جائیں جو عالم بھی ہوں ، اُن سے سوالات کریں۔ اُن کے جوابات ان کی زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہوں گے جن سے آپ بڑے بیش قیمت سبق سیکھ سکتے ہیں۔

میں قارئین کرام کو مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے والد گرامی یا والدہ کے پاس بیٹھ جائیں، اُن سے سوالات کریں۔ آپ کے اس چھوٹے سے عمل کا بڑا فائدہ ہوگا۔ اس طرح آپ کے والدین کو احساس ہوگا کہ وہ اب بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں کہ اُن کی اولاد اُن کی خدمت میں بیٹھ کر توجہ سے ان کی باتیں سنتی ہے۔ اسی طرح اپنے رشتہ داروں میں خاص طور پر جن کے پاس دینی یا دنیاوی علم ہو اُس سے ضرور استفادہ کریں۔ یاد رہے کہ آپ کو سب سے اچھا اور صحیح مشورہ دینے والے صرف آپ کے والدین ہیں۔

اگر آپ والدین سے ملنے گئے ہیں تو نشست و برخاست میں ان کی عزت و شرف کا خاص خیال رکھیں۔

والدین کی خوراک کا بے حد خیال رکھیں۔ اُن کی پسندیدہ چیزوں کا اہتمام کریں۔ اُن سے پوچھیں کہ آپ کا جی کیا کھانے کو چاہتا ہے۔ ان کی خواہش کے مطابق گھر میں کھانا تیار کرائیں۔ اگر اُن کا کسی کھانے سے پرہیز ہے تو اس چیز کا خاص لحاظ رکھا جائے، مثلاً: اگر والدین مرچ کم کھاتے ہیں یا اُن کی صحت کے لیے مرچ مضر ہے تو ہنڈیا میں مرچیں نہ ڈالی جائیں یا بہت ہلکی ڈالی جائیں۔ بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے نمک نقصان دہ ہے۔ آپ گھر میں ایسا نظام وضع کریں کہ جو بھی چیز پکے اُس میں نمک کم ہو۔ راقم الحروف اس کامیاب تجربہ سے گزر چکا ہے۔ اسی طرح شوگر کے مریضوں کے لیے چینی نقصان دہ ہے۔ آپ گھر میں چینی کے استعمال کو حتی الامکان کم کردیں۔ آپ کے یہ اعمال یقیناً والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کے زمرے میں آئیں گے۔

انسان جیسے جیسے بوڑھا ہوتا جاتا ہے اُس میں طبعی طور پر چڑچڑاپن آتا جاتا ہے۔ اُسے جلدی غصہ آنے لگتا ہے۔ اس کا سبب بڑا واضح ہے کہ ایک وقت تھا جب وہ جوان تھے۔ اُن کے پاس اختیارات تھے۔ جسم میں طاقت تھی۔ اُن کا حکم چلتا تھا۔ گھر اور دفتر میں نوکر چاکر تھے، اب اُن کے اختیارات ختم ہوگئے، اُن کی خیر خیریت پوچھنے اور اُن سے فائدہ اٹھانے والے بہت کم رہ گئے۔ وہ بڑی حسرت سے اُن اچھے دنوں کو یاد کرتے ہیں جب انھیں اقتدار و اختیار حاصل تھا۔ یوں ماضی کی یادیں ہی ان کی جائے پناہ بن جاتی ہیں۔ ایسی حالت میں جب اُن کی تمنا پوری نہیں ہوتی یا اُن کے احکام پر فوری عمل نہیں ہوتا تو اُنھیں غصہ آتا ہے، پھر وہ بڑبڑانے لگتے ہیں، کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم ان کی نفسیات کو سمجھیں کہ ان کا ماضی کیسے گزرا؟ اس کے مطابق ہی اُن سے برتاؤ کریں۔ ان کے مزاج کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ اُن کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھیں۔ اگر وہ ناراض بھی ہوں تو مسکرا دیں۔ اپنی اولاد کو بھی بتائیں کہ اِس عمر میں مزاج کے کچھ فطری تقاضے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ سبھی ماں باپ بڑھاپے میں چڑچڑے پن کا شکار ہوجائیں۔ بہرحال والدین سے حُسنِ سلوک کے بارے میں قرآن و سنت کی تعلیمات ہی آپ کے پیش نظر رہنی چاہئیں۔

والدین کے گھر جانے سے پہلے اپنی اولاد کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ دیکھو تم دادا جان کے گھر جارہے ہو وہاں چیزوں کو خراب نہیں کرنا۔ کوئی توڑ پھوڑ نہیں کرنی، شور وغل نہیں کرنا، کسی کو تنگ نہیں کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے لیے بچے دادی کے پاس آئیں پھر شور مچا مچا کر اور چیزیں الٹ پلٹ کر گھر کو تہس نہس کر ڈالیں۔ اور دادی جان بعد میں گھر کی صفائی ہی میں مصروف ہوکر رہ جائیں۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے، انھیں کوفت ہوگی۔ یہ قدرتی بات ہے کہ بچے آرام سے نہیں بیٹھتے۔ شرارتیں ضرور کرتے ہیں۔ ایسے میں اگر بچے گیند بلا کھیلیں اور گیند کی ضرب سے کھڑکی کا شیشہ چٹخ جائے یا کسی بچے کے ہاتھوں سے چینی کا کوئی برتن ٹوٹ جائے یا فرنیچر بے ترتیب ہوجائے تو گھر کی ازسرنو صفائی ضروری ہوجائے گی۔

ایسی صورت میں آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ مل کر گھر کی صفائی کردیں۔ یہ گھر کسی بیگانے کا نہیں ہے، آپ



کے والدین کا گھر ہے۔ اگر کوئی توڑ پھوڑ ہوگئی ہے تو فوراً اس کی مرمت اور اصلاح کردیں۔ اس طرح آپ والدین کا دل جیت لیں گے۔

ماشاء اللہ! اگر والدین کی اولاد زیادہ ہے تو پھر بہن بھائیوں کو والدین کی زیارت کے لیے جدول مرتب کرنا چاہیے۔ اگر سارے بچے بیک وقت اُن سے ملاقات کے لیے پہنچ گئے تو پھر گھر میں بڑا شوروغل برپا ہوجائے گا۔ اس لیے والدین سے ملاقات کا صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ آپ اپنے بہن بھائیوں سے رابطہ کرکے ایک پروگرام طے کرلیں تاکہ والدین سے ملنے کے لیے ایک وقت میں ایک ہی بہن یا بھائی اپنے بچوں کو لے کر جائے سب اکٹھے بچوں سمیت نہ جائیں۔ مقصد یہ ہے کہ والدین کے آرام کا ہر حال میں خیال رکھنا چاہیے۔ اسی طرح اگر گھرانے کے افراد زیادہ ہیں، گھر چھوٹا ہے تو پھر کسی ریسٹ ہاؤس، پارک یا تفریح گاہ میں ملاقات کا پروگرام ترتیب دیں۔ تاکہ بزرگ والدین پریشان ہوئے بغیر سب بچوں پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں سے اطمینان سے مل کر اپنی خوشی منالیں۔ اس طرح کی خوشی کا صلہ وہ آپ کو ڈھیر ساری دعاؤں کی شکل میں دیں گے۔

آج کے جدید دور میں ٹیلیفون خاص طور پر موبائل کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ والدین کے لیے نئے ماڈل کا موبائل خرید کر انھیں تحفہ میں دیں۔ انھیں اس کے استعمال کا طریقہ بتائیں۔ اور پھر ان سے کہیں کہ اس کے مصارف میرے ذمہ ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ان کو اس سے کتنی خوشی ہوتی ہے۔

اگر ان کے پاس پہلے سے موبائل موجود ہے تو اُن کو بڑے خوبصورت چھوٹے چھوٹے پیغام ارسال کریں۔ یقین جانیے آپ کے پیغامات اُن کے لیے سرمایہ حیات ہیں۔ وہ آپ کے پیغامات کو نجانے اپنے کتنے دوستوں اور جاننے والوں کو سنائیں گے اور بتائیں گے۔ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی خوشیاں ہیں مگر ان کی بڑی اہمیت ہے۔ والدین کے لیے ایسی خوشیوں کی فراہمی کا اہتمام کرتے رہیے۔

اگر آپ کے لیے ممکن ہوتو والدین کو چھوٹے موٹے تحفے، خوبصورت گفٹ پیپرز میں پیک کر کے دیں۔ ان سے کہیں کہ اگر آپ کے دوست احباب آپ سے ملنے کے لیے آئیں تو ان کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کیجیے۔ آپ کا یہ اہتمام والدین کی خوشی کا سبب بنے گا۔

اگر آپ والدین کو فون کریں تو نہایت صبر و سکون سے اُن کی ساری باتیں سنیں۔ ہوسکتا ہے وہ لمبی بات کریں، آپ کو کوئی بھرپور واقعہ سنائیں، ممکن ہے کہ آپ کو جلدی ہو اس کے باوجود آپ ان کو بات مکمل کرنے کا پورا موقع دیں۔ مجھے یاد آرہا ہے کہ میری محترمہ خالہ جان جو میری خوش دامن بھی ہیں، میں جب بھی ان کو فون کرتا ہوں تو وہ بڑی لمبی بات کرتی ہیں۔ سب کی خیر خیریت پوچھتی ہیں ایک ایک بات کی تفصیل سناتی ہیں، اِدھر حالت یہ ہوتی ہے کہ ہم سعودی عرب سے بات کررہے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات جلدی ہوتی ہے اور بعض اوقات بل کا بھی فکر ہوتا ہے۔ مگر وہ اِن سب باتوں سے بے نیاز ہوکر اپنی شفقت و مرحمت کا چھڑکاؤ کرتی رہتی ہیں۔ شاید انھیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ میری بات لمبی ہورہی ہے۔ ادھر ہم دونوں میاں بیوی کو ان کی باتوں میں عید کی سویّوں کا مزہ آتا ہے، ہم مسلسل سپیکر آن کیے ہوئے ان کی باتوں سے محظوظ ہورہے ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنی بات مکمل کرلیتی ہیں تو انھیں سکون مل جاتا ہے اور وہ بہت خوش ہوتی ہیں۔ ہمیں بھی عادت ہوگئی ہے کہ ان کی تفصیلی باتیں سنیں۔ یقین جانیے اس فون سے جو روحانی لذت ملتی ہے اس کا کوئی جواب نہیں۔

والدین کا جہاں بچپن گزرا ہو وہ جگہ انھیں زندگی بھر محبوب رہتی ہے۔ اگر آپ کسی گاؤں کے رہنے والے ہیں اور اب اس جگہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہوچکے ہیں تو ایسا کیجیے کہ کبھی کبھار والدین کو اپنے گاؤں لے جائیں۔ وہاں انھیں قدم قدم پر بیتے دنوں کی نشانیاں نظر آئیں گی۔ ماضی کی یاد سبھی کو عزیز ہوتی ہے۔ خاص طور پر بوڑھوں کو! خوب یاد رکھیے آپ کے والدین گاؤں گوٹھ میں اپنے ماضی کے نشانات دیکھیں گے تو انھیں بڑی مسرت نصیب ہوگی جو آپ کے لیے دعاؤں کا خزانہ بن جائے گی۔

رمضان کیلنڈر اور یومیہ قرآنی دعائیں

لاہور اور مضافات کے لیے

ترتیب: ابوزید اقبال صدیق المدنی
ریسرچ فیلو دارالسلام

رمضان کا برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ سایہ فگن ہے۔ رمضان اور قرآن کا آپس میں انتہائی گہرا تعلق ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ بابرکت اور پر رحمت کتاب قرآن کریم اسی مبارک مہینے میں نازل ہوئی ہے۔ ذیل میں آپ کے لیے قرآن کریم سے تیس دعائیں منتخب کی جاتی ہیں۔ ہر روز کی ایک دعا یاد کر کے ہم اپنے اللہ کو بھی راضی کر سکتے ہیں اور اپنی آخرت بھی سنوار سکتے ہیں۔

رمضان	تاریخ/ماہ	دن	انتہائے سحر	یومیہ قرآنی دعائیں
1	10 جولائی	منگل	03:28	رب کے حضور اپنی خطاؤں کا اعتراف: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور تو نے ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (الاعراف 23:7)
2	11 جولائی	بدھ	03:29	قیامت کی رسوائی سے بچاؤ کی دعا: ﴿رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَاعَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ ''(اے) ہمارے رب! اور ہمیں وہ چیز دے جس کا تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے وعدہ کیا تھا اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔ بے شک تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔'' (آل عمران 194:3)
3	12 جولائی	جمعرات	03:30	دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے لیے: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا'' (البقرۃ 201:2)
4	13 جولائی	جمعہ	03:30	رب پر ایمان اور رسولوں کی اتباع پر کاربند رہنے کے لیے: ﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ ''اے ہمارے رب! ہم اس پر ایمان لائے ہیں جو تو نے نازل کیا اور ہم نے رسول کی پیروی کی ہے، چنانچہ ہمیں گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔'' (آل عمران: 53:3)
5	14 جولائی	ہفتہ	03:31	﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا﴾ ''اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے لیے ہمارے معاملے میں صحیح رہنمائی مہیا فرما۔'' (الکہف 10:18)
6	15 جولائی	اتوار	03:32	دشمن کے خلاف مدد و صبر کی دعا: ﴿رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اے ہمارے رب! ہم پر صبر ڈال دے اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور اس کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔'' (البقرۃ 250:2)

7	16جولائی	سوموار	03:33	آگ کے عذاب سے پناہ مانگنا:﴿رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾''اے ہمارے رب!بے شک ہم ایمان لائے، پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''(آل عمرٰن 16:3)
8	17جولائی	منگل	03:34	عذاب جہنم سے بچاؤ کی دعا:﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾''اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے، بلاشبہ اس کا عذاب دائمی چمٹنے والا ہے۔''(الفرقان 65:25)
9	18جولائی	بدھ	03:34	توبہ کرنے والوں کے لیے گناہوں کی بخشش:﴿رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ﴾''اے ہمارے رب! تو (اپنی) رحمت اور (اپنے) علم سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے، لہٰذا تو ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی، اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔''(المؤمن 7:40)
10	19جولائی	جمعرات	03:35	مغفرت و رحمت کی دعا:﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ﴾''اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے ،لہٰذا تو ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم کر، اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''(المؤمنون 109:23)
11	10جولائی	جمعہ	03:36	اللہ کی پاکیزگی اور اپنی کم مائیگی کا اعتراف:﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔''(الانبیاء 87:21)
12	21جولائی	ہفتہ	03:37	مغفرت و رحمت کی ایک اور دعا:﴿ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ﴾''اے میرے رب! میری مغفرت فرما، اور (مجھ پر) رحم فرما، اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''(المؤمنون 118:23)
13	22جولائی	اتوار	03:38	اپنی اور والدین کی مغفرت کی دعا:﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾''اے ہمارے رب! جس دن حساب قائم ہوگا اس دن مجھے، میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو معاف فرمانا۔''(ابراھیم 41:14)
14	23جولائی	سوموار	03:39	حصول رزق کی دعا:﴿رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ﴾''اے میرے رب! بے شک تو میری طرف جو بھی خیر نازل کرے، میں اس کا محتاج ہوں۔''(القصص 24:28)
15	24جولائی	منگل	03:40	نیک اولاد کے حصول کی دعا:﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾''اے میرے رب! مجھے (بیٹا) عطا فرما جو صالحین میں سے ہو۔''(الصّٰفّٰت 100:37)
16	25جولائی	بدھ	03:41	شیاطین سے پناہ کی دعا:﴿رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِo وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ﴾''اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں.اور اے میرے رب! میں (اس سے بھی) تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔''(المؤمنون 98,97:23)
17	26جولائی	جمعرات	03:42	اولاد کی نیکی کی دعا:﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾''اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقین کا امام بنا۔''(الفرقان 74:25)

18	27جولائی	جمعہ	03:42	فتنے اور کفار سے پناہ کی دعا: ﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم قوم کے ہاتھوں آزمائش میں نہ ڈال، اور تو ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ کافر قوم سے نجات دے۔'' (یونس 86,85:10)
19	28جولائی	ہفتہ	03:43	ظالم لوگوں سے پناہ کی دعا: ﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ نہ کر۔'' (الاعراف 47:7)
20	29جولائی	اتوار	03:44	ہدایت پر کاربند رہنے کی دعا: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ''دکھا ہمیں سیدھا راستہ۔'' (الفاتحہ 5:1)
21	30جولائی	سوموار	03:45	دلوں کی کجی سے محفوظ رہنے کی دعا: ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ''اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور عطا کر ہمیں اپنے پاس سے رحمت، بے شک تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے۔'' (آل عمران 8:3)
22	31جولائی	منگل	03:46	والدین کریمین کے لیے اللہ سے رحمت کی دعا: ﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ ''میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسے انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔'' (بنیٓ اسرآء یل 24:17)
23	یکم اگست	بدھ	03:47	دشمن کے خلاف فتح طلب کرنے کی دعا: ﴿رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ﴾ ''اے ہمارے رب! تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر، اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔'' (الاعراف 89:7)
24	2اگست	جمعرات	03:48	بیماری یا کسی تکلیف کے وقت پڑھے: ﴿اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ ''بے شک مجھے تکلیف پہنچی ہے، اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔'' (الانبیآء 83:21)
25	3اگست	جمعہ	03:49	قیامت کے دن اپنے نور کی تکمیل کے لیے پڑھے: ﴿رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''(اے) ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر اور ہماری مغفرت فرما، بے شک تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' (التحریم 8:66)
26	4اگست	ہفتہ	03:50	اضافۂ علم کے لیے یوں کہے: ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَ يَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ﴾ ''میرے رب! میرے لیے میرا سینہ کھول دے. اور میرے لیے میرا کام آسان کردے. اور میری زبان کی گرہ کھول دے. (تاکہ) وہ میری بات سمجھ سکیں۔'' (طٰہٰ 28-25:20)
27	5اگست	اتوار	03:51	نیز کہے: ﴿رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ ''اے میرے رب! مجھے علم میں زیادہ کر۔'' (طٰہٰ 114:20)
28	6اگست	سوموار	03:52	مسلمان فوت شدگان کی مغفرت کے لیے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنھوں نے ایمان میں ہم سے پہل کی اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت نرمی والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (الحشر 10:59)

29	7اگست	منگل	03:53	دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی کی دعا: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ﴾ ''اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کاموں میں ہم سے جو زیادتیاں ہوئیں وہ معاف کردے۔ اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔'' (آل عمرٰن 147:3)
30	8اگست	بدھ	03:54	گناہوں کی بخشش اور روز محشر نیک لوگوں کا ساتھ نصیب ہو: ﴿رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْعَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ﴾ ''اے ہمارے رب! بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا، وہ ایمان کی طرف بلاتا ہے، یہ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، پھر ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! پھر ہمارے گناہ بخش دے، اور ہم سے ہماری برائیاں دور کردے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کر۔'' (آل عمرٰن 193:3)

خاتمہ بالخیر کے لیے یوں کہے: ﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ﴾ ''اے میرے رب! (تو نے مجھے کچھ حکومت دی ہے اور مجھے باتوں (خوابوں) کی تعبیر سکھائی ہے۔ اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے، تو مجھے اسلام پر موت دے اور مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔'' (یوسف 101:12)

کراچی اور مضافات کے لیے

رمضان	انتہائے سحر	افطاری	رمضان	انتہائے سحر	افطاری	رمضان	انتہائے سحر	افطار
1	4:22	7:25	11	4:29	7:23	21	4:35	7:18
2	4:23	7:25	12	4:29	7:22	22	4:36	7:18
3	4:23	7:25	13	4:30	7:22	23	4:37	7:17
4	4:24	7:25	14	4:31	7:22	24	4:37	7:17
5	4:25	7:25	15	4:31	7:21	25	4:38	7:16
6	4:25	7:24	16	4:32	7:21	26	4:39	7:15
7	4:26	7:24	17	4:33	7:20	27	4:39	7:15
8	4:27	7:24	18	4:33	7:20	28	4:40	7:14
9	4:27	7:23	19	4:34	7:19	29	4:41	7:13
10	4:28	7:23	20	4:35	7:19	30	4:41	7:13

اسلام آباد اور مضافات کے لیے

رمضان	انتہائے سحر	افطاری	رمضان	انتہائے سحر	افطاری	رمضان	انتہائے سحر	افطاری
1	3:23	7:22	11	3:31	7:18	21	4:41	7:11
2	3:24	7:21	12	3:33	7:17	22	4:43	7:10
3	3:24	7:21	13	3:33	7:17	23	4:44	7:09
4	3:26	7:20	14	3:35	7:15	24	4:44	7:09
5	3:26	7:20	15	3:35	7:15	25	4:46	7:07
6	3:27	7:20	16	3:37	7:14	26	4:46	7:07
7	3:27	7:20	17	3:37	7:14	27	4:48	7:05
8	3:29	7:19	18	3:39	7:13	28	4:48	7:05
9	3:29	7:19	19	3:39	7:13	29	4:50	7:03
10	3:31	7:18	20	3:41	7:11	30	4:50	7:03



آپ بیتی

امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے دشواریاں

حافظ عبدالوحید سوہدروی

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، امابعد:

لوگ بڑی حد تک اب امریکی تحقیقاتی ادارے ایف بی آئی (فیڈرل بیورو آف انویسٹی گیشن) سے واقف ہو چکے ہیں۔ خاص کر 9/11 کے بعد اس ادارے نے جس طرح امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کو جھوٹے مقدمات بنا کر پریشان کر رکھا ہے اب کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جب کسی ملک کے ادارے اپنے ہی عوام کے خلاف جاسوسی شروع کر دیں تو اس کا انجام روس جیسے بڑے ملک سے مختلف کیسے ہوسکتا ہے۔

آج آپ کو اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کرتا ہوں کہ شاید اس سے کسی کا بھلا ہو جائے۔

امریکہ میں مسلمانوں کی ایک تنظیم Cair (کونسل آف امریکن اسلامک ریلیشنز) ہے جو مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ میں سرگرم ہے۔ وہ بسا اوقات مساجد میں پروگرام رکھ کر مسلمانوں کو ایف بی آئی سے نبٹنے کے طریقے بتاتی رہتی ہے۔ ان کی ہدایت ہے کہ اگر کسی سے ایف بی آئی والے رابطہ کریں تو بغیر وکیل کے ان سے کوئی بات نہ کریں۔ اپنے وکیل کا نمبر انھیں دے دیں کہ اس سے رابطہ کر کے انٹرویو کا وقت طے کرلیں۔ اس طریقہ کے اپنانے سے دوبارہ شاید ہی وہ رابطہ کرتے ہیں۔

تین چار سال پہلے کی بات ہے کہ دوپہر کا وقت تھا۔ ایف بی آئی کے دو ایجنٹ ہمارے گھر آئے۔ اپنی عادت کے مطابق بڑے زور سے انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں اس وقت سو رہا تھا۔ گھر والوں نے مجھے اٹھنے پر بتایا کہ وہ اپنا کارڈ دے گئے ہیں کہ انھیں کال کرلیں۔ اس کے بعد وہ دارالسلام بک سٹور پر گئے اور بڑے بیٹے سے انٹرویو لیا اور اسے پیشکش کی کہ اگر وہ ان کے ساتھ تعاون کرے، مطلب یہ کہ مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کے فرائض سرانجام دے، تو امریکہ کا شہری بننے میں اس کی 9 سال سے التوا کا شکار درخواست پر تعاون کر سکتے ہیں۔ مراد یہ کہ اچھی رپورٹ دے کر اسے کلیر (Clear) کر دیا جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیٹے نے یہ سودا کرنے سے انکار کر دیا۔ نتیجتاً کچھ ماہ بعد جھوٹ پر مبنی الزام لگا کر اس کی درخواست کو خارج کر دیا گیا۔

میں نے ایف بی آئی کے فراہم کردہ فون پر کال کی اور آنسرنگ مشین پر اپنے وکیل کا نمبر چھوڑا کہ اس سے ملاقات کے وقت اور جگہ کا تعین کر لیں۔ میں ان سے مکمل تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ مگر الحمدللہ اس دن کے بعد سے کسی نے رابطہ نہیں کیا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ امریکہ میں صحیح دین کی خدمت کرنے والے دوسرے علماء کی طرح مجھے بھی وہ چھوڑیں گے نہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ڈیڑھ سال قبل میرے آبائی قصبہ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ کے پولیس اسٹیشن کے ذریعے تحقیقات کروائی گئیں کہ میرا تعلق کالعدم قرار دی گئی تنظیم سپاہ صحابہ سے تو نہیں؟ اللہ بھلا کرے ہمارے ایک محسن جناب ماسٹر محمد یونس بٹ صاحب کا جنھوں نے صحیح رپورٹ مرتب کرنے میں پولیس سے تعاون کر کے واضح کیا کہ حافظ عبدالوحید تو عرصہ 25-26 سال سے امریکہ میں مقیم ہے۔ جس پر ایس ایچ او صاحب کی مہر سے یہ رپورٹ اسلام آباد بھجوا دی گئی۔ اللہ تعالیٰ بٹ صاحب اور ایس ایچ او صاحب کو سچائی کے



ساتھ تعاون پر اچھا صلہ عطا فرمائے، آمین۔

نئی چال

پچھلے سال کی بات ہے کہ لاہور کا ایک 40-45 سالہ پنجابی بولنے والا نوجوان ہوسٹن کے دارالسلام بک سٹور پر آیا اور مجھ سے اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ میں اسے ناظرہ قرآن پڑھا دیا کروں کیونکہ بچپن میں پڑھا ہوا بھول چکا ہے۔ اور حال ہی میں والد صاحب کی وفات کے بعد اس کی آنکھیں کھلی ہیں۔ میں نے مصروفیت اور ضعیفی کی وجہ سے بہت معذرت کی مگر وہ نہ مانا۔ چنانچہ میں نے انکار پر اللہ پاک کی ناراضی سے ڈرتے ہوئے پڑھانے کی ہامی بھرلی۔ چند ماہ تک وہ باقاعدگی سے آتا رہا اور مجھے وہ اپنے والد مرحوم کے مشابہ قرار دے کر بڑی تعظیم کرتا۔ اور بڑے دنوں پاکستانی ہوٹل میں دعوت کھانے پر اصرار کرتا رہا جہاں میں صرف ایک مرتبہ اس کے ساتھ گیا۔ اکثر اوقات وہ جماعۃ الدعوۃ کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید ﷾ کی تعریف میں باتیں کرتا کہ ان کی تقاریر بڑی دلنشین ہوتی ہیں اور میرے والد کے ان سے قریبی تعلقات تھے۔ والد صاحب کا جنازہ بھی حافظ صاحب نے پڑھایا تھا۔ اور اپنی وفات سے چھ ماہ قبل والدہ کی وفات کے بعد اس کی قبر پر مثالی مزار تعمیر کردیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں سے مجھے اندازہ ہوگیا کہ حافظ صاحب سے تعلق کے بارے میں وہ کتنا سچا ہوگا۔ پھر اس کے عقیدہ، عمل اور شکل سے بھی حافظ صاحب سے تعلق کی نفی ہورہی تھی۔ جس پر مجھے شک گزرتا۔ چونکہ فلوریڈا کے ایک امام کو اسی طرح کے بناوٹی شاگرد کے ذریعے ایف بی آئی پھنسا کر اپنا کرتب دکھا چکی تھی تو میں بفضلہٖ محتاط رہا۔ میرے اس ''شاگرد'' نے مزید بتایا کہ لاہور میں حافظ سعید صاحب والی رہائش کی گلی میں ہی اس کے چچا یا تایا کا مکان ہے جس کے حافظ صاحب سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ قرآن پاک شروع کرنے کے کچھ ماہ بعد جب یہ لاہور سے واپس ہوکر آیا تو مجھے اپنے سیل فون پر نماز جمعہ کے بعد چوبرجی چوک میں ہونے والے احتجاجی جلسے کی فوٹو دکھانے لگا جس میں سٹیج پر حافظ صاحب تقریر کررہے ہیں جبکہ ان کے پیچھے لائن میں دوسرے احباب کے ساتھ یہ بھی کھڑا ہے۔ مجھ پر حافظ صاحب کے ساتھ اپنی قربت کا اظہار کرتے ہوئے فون ہاتھ میں تھام کر کہنے لگا: حافظ صاحب سے آپ کی بات کرادوں؟ میں نے سختی کے ساتھ اس تجویز کو رد کردیا کہ کہیں ہماری گفتگو ریکارڈ کرنے کے چکر میں نہ ہو۔

مجھے کئی بار یہ پیشکش بھی کرچکا کہ اگر پاکستان کوئی رقم بھیجنی ہو تو اس کے لیے بہت آسان ہے۔ کیونکہ اس کا بڑا بھائی لاہور میں بنگلہ بنوا رہا ہے جبکہ اس کے بیوی بچے ہوسٹن میں ہیں۔ میں رقم ادھر دے دیتا ہوں اور بھائی لاہور میں جسے کہیں ادائیگی کر دیتا ہے۔ اس سہولت کے پیش نظر میں نے اسے دو ہزار ڈالر دیے کہ لاہور ضیائے حدیث کے دفتر میں ادائیگی کرا دو۔ کچھ روز بعد کہنے لگا کہ بھائی کراچی گیا ہوا ہے، فلاں تاریخ کو واپس آنے پر ادائیگی کردے گا۔

مقررہ تاریخ گزرنے کے بعد جب میں نے پوچھا تو کہا کہ ادائیگی کردی گئی ہے۔ مجھے اطمینان ہوگیا۔ جب ہفتہ عشرہ بعد میں نے ضیائے حدیث کے ارکان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ کوئی ادائیگی نہیں ہوئی۔ جس پر اس کا پہلا جھوٹ مجھ پر واضح ہوا۔ ملاقات پر میں نے عدم ادائیگی کا بتایا تو کہنے لگا کہ بھائی نے اپنے کزن کو ادائیگی کے لیے رقم دی تھی تو اس نے اپنی کسی ارجنٹ (فوری) ضرورت پر لگا دی ہے۔ اب اگلے ماہ کی فلاں تاریخ تک میں خود ادائیگی کا ذمہ لیتا ہوں۔ گویا اسی طرح لیت و لعل سے کام لیتا رہا۔ پھر ایک روز فون پر مجھ سے پوچھتا ہے کہ مدرسے میں کسے ادائیگی کرنی ہے۔ میں فوراً محتاط ہوگیا کہ فون پر ریکارڈنگ کے ذریعے مدرسے کا نام لے کر مجھے پھنسانا ہی مقصود نہ ہو۔ میں نے غصے میں بتایا کہ ضیائے حدیث کے دفتر میں کوئی مدرسہ وغیرہ نہیں۔ میں نے فوراً اپنے چھوٹے بھائی کا نام اور فون نمبر دے کر رقم وہاں پہنچانے کا کہا۔ اب ایک ڈیڑھ ماہ سے وہ خود بھی غائب ہے اور رقم بھی۔ رقم کے ضائع ہونے کا مجھے ڈر نہیں۔ ڈر اس بات کا ہے کہ کہیں یہ زبردستی کا ''شاگرد'' اس رقم کا تعلق حافظ صاحب یا ان کی جماعت کے تحت چلنے والے کسی مدرسے سے جوڑ کر ایف بی آئی کے ایجنٹ کا کردار ادا نہ کر رہا ہو۔ علم غیب تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ ہو سکتا ہے ہمارا گمان غلط ہو۔ ایسی صورت میں اس کے لیے دعا گو ہوں۔ مگر شیطان اپنے کام سے غافل نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآئَهٗ فَلَا

تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ''یہ تو صرف شیطان ہے جو اپنے اولیاء یعنی دوستوں سے تمھیں ڈراتا ہے۔ ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔'' (آل عمرٰن 175:3)

قارئین دعا کیجیے کہ اللہ پاک ہمیں صرف اپنے ہی سے ڈرنے کی توفیق سے نوازے اور اگر اس کے دین کی خاطر کوئی ابتلاء آجائے تو صبر واستقامت کی دولت عطا فرمائے، آمین۔

ہمارے قارئین کو اس بات کا اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اب امریکہ سے پاکستان رقم بھیجنا کتنا خطرناک ہو چکا ہے۔ اب تو جائز ضروریات یا غرباء ومساکین کے لیے رقم بھیجنے سے بھی ڈر لگتا ہے کہ اس کا تعلق کسی کالعدم تنظیم سے جوڑ کر پھنسا نہ دیا جائے۔ آپ کو حیرانی ہوگی کہ پچھلے سال امریکہ کے ایک بڑے بینک نے دارالسلام ہوسٹن کا ایک اکاؤنٹ بغیر وجہ بتائے بند کر دیا۔ جس کی ہمیں صرف یہ وجہ نظر آئی کہ ہم نے پاکستان سے درآمد کے لیے چند بار رقم پاکستان ٹرانسفر کرائی تھی۔ اسی طرح پاکستان سے آنے والی ہماری ایک ایئر شپ منٹ کو لندن ایئر پورٹ پر برائے تحقیقات چند دنوں تک روکے رکھا اور پھر وہاں کا کرایہ سٹوریج بھی ہم سے وصول کیا۔ ہمیں یوں لگتا ہے کہ ہمارے ''مہربان دوست'' امریکہ کی پالیسی یہ بن چکی ہے کہ پاکستان کو معاشی طور پر مفلوج کر کے رکھ دیا جائے۔ نہ وہاں کوئی ڈالر بھیجے اور نہ وہاں سے کچھ برآمد ہو۔

اللہ کرے ہمارے سیاستدان آنکھیں کھولیں اور وقت کی دھار کو پہچانیں۔ آمین



نوٹ: محکمہ ڈاک کی نااہلی اور بے جا قواعد وضوابط کی وجہ سے ماہ جون کا شمارہ وقت پر پوسٹ نہیں ہو سکا تھا۔ اس تاخیر کی وجہ سے قارئین کی طرف سے دارالسلام کوئز پروگرام کی ڈاک ہمیں بروقت موصول نہیں ہو سکی، اس لیے صرف آئندہ ماہ کے لیے سوالات اور عبارتیں دی جا رہی ہیں۔

ماہ جون کے درست جوابات

① سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کے ساتھ دوسرا رشتہ رضاعی بھائی کا تھا۔

② نبی ﷺ کا نام ''محمد'' آپ کے دادا عبدالمطلب نے رکھا تھا۔

③ اسلام کی پہلی شہیدہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

④ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے سوال کیا: ''تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''(غیبت یہ ہے کہ) تمھارا اپنے بھائی کی کسی ایسی بات کو ذکر کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔'' پوچھا گیا: ''اگر وہ بات اس میں موجود بھی ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی تو غیبت ہے۔ اگر وہ عیب اس میں موجود نہ ہو پھر تو تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔'' (صحیح مسلم: 2589)

عبارتیں ڈھونڈیں انعام پائیں

① اگر خوشحال اور آسودہ حال لوگ اچھے ہوں تو اس کے معاشرے پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

② یہ زبان کی وہ آفتیں ہیں جو بندے کو برباد کر دیتی ہیں۔

③ نوجوانی کے یہ ایام بہت قیمتی ہیں، اس لیے انھیں دنیا کی رنگینیوں میں ضائع مت کریں۔

④ اس بدترین شیطانی کھیل کے بعد انھیں انتہائی سفاکی کے ساتھ چھریاں مار مار کر ذبح کر دیا گیا۔

بچوں کے لیے انعامی کوئز

① رمضان المبارک کے روزے کب فرض ہوئے تھے؟

② رمضان المبارک میں کون سا عظیم الشان واقعہ پیش آیا تھا؟ اس واقعے کے کچھ خدوخال واضح کریں۔

③ قرآن کا نزول رمضان المبارک کی کس رات میں ہوا تھا؟

④ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی کیا فضیلت ہے؟



تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز کا اہتمام

حافظ عثمان یوسف مدنی، ریسرچ فیلو دارالسلام

نماز، عبادات میں سب سے اہم عبادت ہے،اس میں بندہ اپنے رب سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے، گویا نماز سے ایک مومن کو اللہ کا خصوصی قرب حاصل ہوتا ہے اور اللہ کے خاص بندوں میں اس کا شمار ہوجاتا ہے۔

لیکن یہ خصوصی فضیلت کون سی نماز سے حاصل ہوتی ہے؟ ظاہر بات ہے کہ یہ فضیلت اسی نماز سے حاصل ہوگی جو واقعی نماز ہوگی، محض رسمی نماز، ٹھونگے مار نماز یا اٹھک بیٹھک والی نماز سے ایسی نعمت حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ ایسی نماز تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز ہی شمار نہیں ہوگی چہ جائیکہ اس سے کوئی خاص درجہ یا قرب الٰہی حاصل ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے نمازیوں کے لیے اجروثواب کے بجائے ہلاکت کی خبر دی ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ. الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ ''ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں میں سستی کرنے والے ہیں۔'' (الماعون 5:107) قرآن کریم میں ایک اور مقام پر ایسی نماز کو منافقین کی نماز قرار دیا ہے: ﴿وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى﴾ ''جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔'' (النسآء 142:4) بنابریں ضروری ہے کہ نماز ایسی پڑھی جائے جو واقعی نماز ہو۔ اور ایسی نماز کون سی ہوگی؟ نبی کریم ﷺ والی نماز، سنت کے مطابق نماز، خشوع وخضوع والی نماز اور وقت پر پڑھی جانے والی نماز۔ جب انسان ان تمام چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو اس کی کوشش ہوگی کہ وہ ہر نماز باجماعت پڑھے جیسا کہ اس کی تاکید بھی ہے اور خصوصی فضیلت بھی۔ اس طرح اس کے مسجد سے خصوصی لگاؤ کا بھی اظہار ہوگا جس کی بابت نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''سات آدمیوں کو قیامت کے روز اللہ کا خصوصی سایہ نصیب ہوگا کہ جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس کا دل مسجد کے ساتھ وابستہ رہتا ہے۔'' (صحیح البخاری: 660)

لہٰذا بندے کا مسجد کے ساتھ خاص لگاؤ اللہ کی طرف سے اس پر خاص عنایت اور کرم کی بدولت ہوتا ہے۔ اس لیے ہم سب کو فکرمند ہونا چاہیے اور اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہمیں مسجد سے کس حد تک لگاؤ ہے؟ اسی معیار پر ہم اپنے ایمان کو بھی پرکھ سکتے ہیں کہ ہم کتنے ایمان دار ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہم پر دن میں پانچ وقت باجماعت نماز فرض ہے، لہٰذا اس کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ اور ہر مسلمان کو تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہیے تاکہ ہم سب ان فضیلتوں سے فیض یاب ہوں جو ہمارے اسلاف میں جلوہ گر تھیں۔ یقیناً سلف صالحین کی زندگی کا ہر عمل اور قول ہمارے لیے راہنمائی کا سرچشمہ ہے۔

تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادائے نماز کا بیان

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اقامت سے پہلے مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہونا دل میں نماز کے احترام اور اس کی قدر شناسی کی علامت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ''دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف۔'' (الحدید 21:57) اس آیت کی تفسیر میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس سے مراد تکبیر اولیٰ کا پانا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چالیس دن مسلسل تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے گا تو اس کے لیے دو براءتیں لکھ دی



جاتی ہیں: ① آگ سے براءت ② نفاق سے براءت ۔'' (جامع الترمذی: 241) ایک اور روایت ہے:''جو قوم پہلی صف (میں نماز ادا کرنے) سے پیچھے رہتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید پیچھے کردیتا ہے۔''(سنن أبی داود: 680,679)

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں کہ حتی یؤخرھم اللّٰہ سے مراد اللہ کی رحمت، اس کے عظیم فضل، بلند درجے اور علم سے دور ہونا ہے۔

موجودہ دور کے مسلمانوں کے حالات ناگفتہ بہ ہیں، وہ اتنی مشکلات میں کیوں گھرے ہوئے ہیں؟ حدیث کی رو سے اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ صفِ اول میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز کا اہتمام باقی نہیں رہا۔جبکہ ہمارے اسلاف کا تو یہ حال تھا کہ ان کی زندگی میں شاید ہی کوئی نماز ایسی ہو جو تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا نہ کی گئی ہو۔تکبیر اولیٰ کے اہتمام کے حوالے سے اسلاف میں ایسے بہت سے نمونے ہیں جو ہمارے دل میں بنیادی تبدیلی پیدا کر کے ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار کر سکتے ہیں۔ہمیں سلف صالحین کے افکار و اعمال کا بار بار مطالعہ کر کے ان سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

① مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صحابی سے سنا کہ اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا: کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی؟ بیٹے نے جواب دیا: ہاں، پوچھا: کیا تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کی؟ کہا: نہیں۔تو فرمایا: تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرنا سو کالی آنکھوں والے اونٹوں سے کئی درجے بہتر ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: 2021)

② ابراہیم التیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:«اذا رأيت الرجل يتهاون فى التكبيرة الأولى فاغسل يدك منه» ''جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کرنے میں سستی کرتا ہے تو تم اس سے کنارہ کش ہوجاؤ، یعنی اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔'' (حلية الأولياء: 215/4)

③ اسی طرح وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تکبیر اولیٰ کا اہتمام نہیں کرتا تم اس سے خیر و بھلائی کی توقع مت رکھو۔ (شعب الايمان للبيهقي: 2652)

④ وکیع رحمہ اللہ اعمش رحمہ اللہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ نابینا تھے، ستر سال کی عمر تھی اس کے باوجود ان سے کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی، اور نہ میں نے کبھی ان کو دیکھا کہ ان کی کوئی ایک رکعت بھی قضا ہوئی ہو۔

⑤ سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پچاس سال سے میری ایک بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی «ومانظرت فى قفا رجل فى الصلوة منذ خمسين سنة» ''اور میں نے پچاس سال سے کسی ایک شخص کی بھی گردن نماز کی حالت میں نہیں دیکھی۔''یعنی وہ ہمیشہ پہلی ہی صف میں رہتے تھے اور سب سے آگے ہوتے تھے۔

اسلاف کی زندگی کے یہ صرف چند نمونے ہیں جن سے ہم سیدھی اور سچی راہ پر چلنے اور تکبیر اولیٰ کی پابندی کے ساتھ صحیح نماز پڑھنے کا سلیقہ سیکھ سکتے ہیں۔

تاخیر کے نقصانات

مسجد میں تاخیر سے آنے اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے بندہ بہت سے فضائل اور نیکیوں سے محروم ہوجاتا ہے، مثلاً: ① تاخیر سے آنے والا وقار، سکینت اور اطمینانِ قلب سے محروم رہتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:''جب تم اذان سنو تو مسجد کی طرف وقار اور سکینت کے ساتھ چلو اور جلد بازی نہ کرو۔''(صحیح البخاری:636) لیٹ آنے والا جلد بازی کا مظاہرہ کرتا ہے جو کہ سکینت اور وقار کے منافی ہے۔② جب کوئی شخص مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے تو اس دوران فرشتے اس کے لیے مغفرت اور رحم کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور لیٹ ہونے والا شخص فرشتوں کی دعا سے محروم رہتا ہے۔ (صحیح البخاری: 477)③ تاخیر کی وجہ سے پہلی صف میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے عظیم اجر سے محرومی ہے۔④ نماز کی سب سے افضل تکبیر، یعنی تکبیر تحریمہ کا فوت ہوجانا ہے۔ ⑤ فرض سے پہلے ادا کی جانے والی سنتیں اور نوافل فوت ہوجاتے ہیں۔ ⑥ قبولیت دعا کی سب سے اہم گھڑی (اذان اور اقامت کے درمیانی وقت) کا فوت ہوجانا بہت بڑا نقصان ہے۔ ⑦ اذان اور اقامت کا جواب دینے اور اذان کے بعد کی مسنون دعا پڑھنے سے بھی بندہ محروم ہوجاتا ہے۔ ⑧ نماز سے پہلے کے ذکر و اذکار اور دعا کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ⑨ باجماعت نماز پڑھنے سے بھی بندہ محروم ہوجاتا ہے۔ شریعت میں اس کی بہت وعید آئی ہے۔ ⑩ تاخیر کی وجہ سے بندہ امام کے ساتھ آمین کہنے سے بھی محروم ہوجاتا ہے جس کی احادیث میں بہت فضیلت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (صحیح البخاری: 782)

نہایت نفع بخش تجارت

حافظ عبدالسمیع
ریسرچ فیلو دارالسلام



مسلمان کا مقصد حیات اپنے خالق و مالک کی بندگی کرنا اوراس کے تمام احکامات پر عمل کرنا ہے۔ دنیا کمانا، دنیاوی مشاغل میں لگنا اس کی بنیادی ضرورت ہے اوراسے ضرورت کا درجہ ہی دینا چاہیے۔ مقصد حیات نہیں بنانا چاہیے۔

آج تجارت کی اہمیت سے کون انکار کرسکتا ہے؟ یقیناً تجارت کی اہمیت و افادیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ لیکن یہ حقیقی تجارت نہیں ہے، حقیقی تجارت تو وہ ہے جو انسان کو دردناک عذاب سے بچالے اوراسے جنت کا مستحق بنادے۔

آیئے دیکھتے ہیں وہ کون سی تجارت ہے؟

دردناک عذاب سے بچانے والی تجارت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾ ''اے ایمان والو! کیا میں تمھیں وہ تجارت بتلاؤں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے؟'' (الصف 10:61)

اس آیت کے فوراً بعد مسلمان کی اصل تجارت کو ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے: ﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ﴾ ''تم اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔'' (الصف 11:61)

محترم قارئین! یقیناً یہ بہت بڑی تجارت ہے، جس کے فوائد دنیا و آخرت دونوں جگہ حاصل ہوں گے، ان شاء اللہ۔ اوراس کے لیے کسی سرمائے کی ضرورت نہیں، بس سچی تڑپ اورلگن کی ضرورت ہے۔

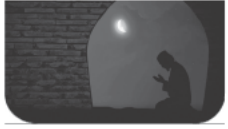
تجارت کے بنیادی اجزاء

آپ غور کریں کہ اس تجارت میں تین بنیادی چیزوں کا ذکر ہے: ① اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ ② اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر ایمان لانا۔ ③ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرنا۔

① اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، خالق و مالک تسلیم کرنا، اس کی ذات، صفات اور اختیارات میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شریک سے پاک ہے۔

② رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا: اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری اور سچا نبی تسلیم کرنا، آپ کی کامل اتباع کرنا، آپ کے نقشِ قدم پر دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین رکھنا اور آپ سے سب سے زیادہ محبت کرنا۔

③ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنا۔ یعنی اسلام کی سربلندی کے لیے، ظالمانہ نظام کے خاتمے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا ایک مسلمان سے مطلوب ہے۔ اوراس سلسلے میں اگر مال



لگانا پڑے تو وہ لگایا جائے اور اگر جان کی بازی لگانے کا موقع ہو تو اسلام کے لیے جان دے دی جائے۔

انسانی فطرت

محترم قارئین! یہ تینوں چیزیں انسانی فطرت کا حصہ بھی ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ جو نہایت مہربان اور رحیم ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، وہی ہماری ساری ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ ہم نے مر کر اسی کے پاس جانا ہے، کیا وہ ذات اس لائق نہیں ہے کہ ہم اس پر ایمان لائیں، اس کی وحدانیت کا اقرار کریں اور اس کے ساتھ شرک نہ کریں؟

الحمدللہ ہم رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ جس کی ہمیں دل سے قدر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ ”بے شک مسلمانوں پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے انھی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا، جو انھیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔“ (اٰل عمرٰن 164:3)

اللہ کے رسول ﷺ جو جہان والوں کے لیے رحمت ہیں بالخصوص اپنی امت پر نہایت مہربان اور شفیق تھے، جنھوں نے ہمارے لیے سخت تکالیف اور صدموں کو برداشت کیا، مثلاً: کبھی طائف کی وادی ہے اور کبھی مکہ سے ہجرت ہے، اس سب کے باوجود ان کے لب مبارک ہمیشہ ہمارے حق میں دعائیں کرتے دکھائی دیتے تھے۔

کیا ہم رسول اکرم ﷺ جیسی محترم اور پاکیزہ شخصیت کی اتباع بھی نہیں کر سکتے؟ جن کے ساتھ محبت کا تعلق اور جذباتی لگاؤ رکھنا مطلوب ہے۔

حدیث میں ہے: ”تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سب سے زیادہ محبت نہ کرے۔“ (صحيح البخاري:14)

اسی طرح انسان کی فطرت ہے کہ اس پر جو احسان کرتا ہے، یہ اسی کے گن گاتا ہے۔ اور اس کا جس سے محبت کا جذباتی تعلق ہوتا ہے یہ اس کے متعلق بہت حساس ہوتا ہے، اپنے محسن اور محبوب کے خلاف کسی کی بات برداشت نہیں کرتا، اس کی عزت پر حرف نہیں آنے دیتا اور اگر موقع آجائے تو اس کے دفاع میں اپنا مال، جان، عزت، آبرو سب کچھ لوٹا دیتا ہے۔

حقیقی تجارت کے فوائد

جو مسلمان اپنے اللہ سے یہ تجارت کر لیتا ہے تو اسے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں:

گناہوں کی معافی

﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ ”اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ معاف فرما دے گا۔“ (الصف 12:61)

جنت کے محلات کی بشارت

﴿وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ﴾ ”اور ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمھیں عطا فرمائے گا۔“

عظیم کامیابی

﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ”یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (الصف 12:61) یہ سب آخرت کے فوائد ہیں۔

دشمن پر غلبہ اور اللہ کی مدد ونصرت

اس کے ساتھ دنیاوی فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے خلاف ہماری مدد کرے گا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ”اور تمھیں ایک دوسری نعمت بھی دے گا جسے تم چاہتے ہو، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی میں حاصل ہو جانے والی فتح، اے نبی! اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو۔“ (الصف 13:61)

محترم قارئین! جب ہم لوگ ایمان کے تقاضے پورے کرتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے گا، دنیا میں فتح ونصرت اور آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں۔

ذرا غور کیجیے! ایسی نفع بخش تجارت کو کون چھوڑ سکتا ہے؟ اور کون سا تاجر ہے جو اس میں سعی وکوشش کرنے سے کترائے گا؟ یقیناً ہر سمجھدار، سنجیدہ تاجر اس نفع کو حاصل کرنے کے لیے جان کی بازی تک لگا دے گا۔

جان ومال کے بدلے جنت

اس کے ساتھ مزے کی بات یہ ہے کہ اللہ



تعالیٰ ہر مومن کے نفس اور اس کے مال کو جنت کے بدلے خرید چکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ ''حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔'' (التوبة 111:9)

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم دیکھیے! کہ اس نے مومنوں کو ان کے جان و مال کے عوض جو انھوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیے، جنت عطا فرما دی جبکہ یہ جان و مال بھی اسی کا عطیہ ہے، پھر قیمت اور معاوضہ بھی جو عطا کیا، یعنی جنت، وہ نہایت ہی بیش قیمت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و احسان سے مجھ سمیت تمام مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے، آمین۔

جان کے عوض جنت کا سودا کرنے والوں کی صفات

اللہ تعالیٰ ایسے خوش قسمت مومنین (جن کے جان ومال جنت کے عوض بک چکے ہیں) کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

① ﴿يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ﴾ ''وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔'' یعنی میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ پھر یا تو دشمن کو مار دیتے ہیں یا اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دیتے ہیں۔

② ﴿اَلتَّائِبُوْنَ﴾ ''وہ ایسے مومن ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔'' یعنی کفر وشرک، منافقت اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔

③ ﴿اَلْعَابِدُوْنَ﴾ ''وہ ایسے مومن ہیں جو عبادت کرنے والے ہیں۔'' یعنی پابندی سے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔

④ ﴿اَلْحٰمِدُوْنَ﴾ ''حمد کرنے والے ہیں۔'' زبان سے اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں۔

⑤ ﴿اَلسَّائِحُوْنَ﴾ ''روزہ رکھنے والے یا راہِ حق میں سفر کرنے والے ہیں۔''

سِيَاحَةٌ سے مراد اکثر مفسرین نے روزے لیے ہیں، اور بعض نے اس سے جہاد مراد لیا ہے، ایک حسن حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، «سِيَاحَةُ أُمَّتِي اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ» ''میری امت کی سیاحت، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔'' (سنن أبي داود: 2486)

علم سیکھنے اور سکھانے کے لیے نکلنا بھی اسی میں شامل ہے۔

⑥ ﴿اَلرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ﴾ ''رکوع اور سجدہ کرنے والے ہیں۔'' یعنی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔

⑦ ﴿اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ ''نیک باتوں کی تعلیم دینے والے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

⑧ ﴿وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ''اور بری باتوں سے باز رکھنے والے ہیں۔'' شرک، نفاق اور گناہوں سے روکنے والے ہیں۔

⑨ ﴿وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ﴾ ''اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں۔'' اللہ کی حدود کی پاسداری کرتے ہیں۔

﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''(ایسے) مومنین کو آپ خوشخبری سنا دیجیے۔'' (التوبة 112:9) یعنی ان صفات کے حامل لوگوں کو جنت کی بشارت دے دیجیے۔

قادر و مالک اللہ کا وعدہ

اس تجارت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
﴿وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ''اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے، خوشی مناؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبة 9-111)

محترم قارئین! یہی وہ تجارت ہے جو نہایت نفع بخش ہے، اس میں نقصان کا تصور بھی نہیں ہے۔ اس میں کوشش کرنے والوں کو کوشش کرنی چاہیے، اس تجارت کا فائدہ دنیا میں خیر و برکت اور آخرت میں اللہ کی رضا اور جنت کی صورت میں حاصل ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ مجھ سمیت ہر مسلمان کو یہ نفع بخش تجارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے نیک اور بخشے ہوئے بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ.



وزیراعظم میاں نواز شریف کی پہلی تقریر

خالد سیال

تیسری بار وزیراعظم بننے کے بعد میاں محمد نواز شریف اپنی پہلی تقریر میں عوام کے جوش و جذبہ میں اضافہ بھی کر سکتے ہیں اور عوام کے جذبات کو مجروح کر کے انھیں مایوس بھی کر سکتے ہیں.....وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے قوم سے پہلے باقاعدہ خطاب کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہیں۔ میاں نواز شریف کو اپنی پہلی تقریر کیسی کرنی چاہیے، میں نہ پیشہ ور تقریر نویس ہوں، نہ ماہر معیشت ، نہ کوئی ریٹائرڈ بیوروکریٹ جو ان کو غیر مفید، غیر فطری اور ناقابل عمل مشورے دے سکوں۔تاہم مجھے یقین ہے کہ اگر نواز شریف حلف اُٹھانے کے بعد درج ذیل تقریر پڑھ دیں تو وہ ایک پیسہ خرچ کیے بغیر اور عوام کو کچھ لیے دیے بغیر برسوں تک پاکستان کے غریب ، نادار اور جذباتی لوگوں کے دِلوں میں بسے رہیں گے اور منبر و محراب سے بھی ان کی تقریر کے تذکرے ہوتے رہیں گے.....نواز شریف صاحب تقریر حاضر ہے،بس شروع ہوجائیں!!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے عزیز ہم وطنو!!.....السلام علیکم ورحمۃ اللہ..... میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوں جس کی خاص مہربانی اور فضل و کرم کے سبب تقریباً چودہ برس کے بعد ایک بار پھر پاکستان کے وزیر اعظم کی بھاری ذمہ داریاں میرے ناتواں کندھوں پر تیسری بار آن پڑی ہیں اور میں اس بار امانت کو اُٹھاتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس ذمہ داری کو کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آپ بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں اور تعاون کے بغیر ممکن نہیں..... پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، جو بڑی قربانیوں اور ایک طویل و کٹھن جدوجہد کے بعد محض اس لیے حاصل کیا گیا کہ یہاں اسلام کا آفاقی اور انسانیت کی فلاح کا ضامن نظام حیات نافذ کیا جائے گا مگر بدقسمتی سے ہم اس عہد سے منحرف ہو گئے، جس کی وجہ سے پاکستان مختلف قسم کے مسائل سے دو چار ہوتا چلا گیا۔ میرا عقیدہ و ایمان ہے کہ پاکستان کی ترقی ، خوشحالی ، حقیقی آزادی اور خود مختاری کے لیے اسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانا ناگزیر ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ اس جانب بہت جلد عملی اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے میں تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام کا ایک بورڈ قائم کر رہا ہوں جو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے عملی تجاویز دینے کے ساتھ ساتھ روزمرہ کے تمام معاملات میں قرآن وسنت کی روشنی میں میری رہنمائی کرتا رہے گا۔ پاکستان کے غریب عوام غربت وافلاس کی چکی میں مسلسل پستے چلے جارہے ہیں اوران کی زندگی ہرروز اجیرن ہوتی چلی جارہی ہے، حکمران ٹولے کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان دیوالیہ ہونے کے قریب ہے ۔ اندریں حالات میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں ، میرا خاندان ، میری کابینہ کے تمام وزراء اور ہماری جماعت کے تمام اراکین اسمبلی اپنے تمام اثاثے قومی خزانہ میں جمع کرارہے ہیں ، ہم اپنی روزمرہ کی ضروریات اور گزر بسر کے لیے صرف اتنا ہی معاوضہ سرکاری خزانہ سے



لیں گے، جوکسی بھی چھوٹے سے چھوٹے سرکاری ملازم کو ملتا ہے، اس سے ہمیں یہ اندازہ رہے گا کہ عام پاکستانی اور سرکاری ملازمین کس طرح گزر بسر کر رہے ہیں۔اب کوئی وزیر اور رکن اسمبلی کوئی کاروبار نہیں کر سکے گا، یہ لوگ صرف عوام کی خدمت کریں گے۔ جس نے سیاست کے ذریعے عوام کی خدمت کرنا ہے وہ نہ کوئی کاروبار کرے گا اور نہ ہی اس کا کوئی قریبی عزیز سرکاری عہدہ یا سرکاری ٹھیکہ لے سکے گا۔ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ بنیادی انسانی ضروریات ہر پاکستانی شہری کو مساویانہ بنیادوں پر میسر ہونا چاہئیں، مثلاً وزیراعظم کا بیٹا اور نائب قاصد کا بیٹا ایک ہی سکول میں پڑھے گا، دونوں ایک ہی طرح کا کھانا کھائیں گے، دونوں ایک ہی طرح کے گھر میں رہیں گے، دونوں ایک ہی پارک میں کھیلیں گے۔ تاہم دونوں میں کوئی بھی اپنی محنت اور قابلیت سے اعلیٰ عہدہ حاصل کر سکے گا اور اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا نظام چلانے کے لیے کسی کو وزیراعظم کی ذمے داری سونپ دی، کوئی جج بن گیا، کوئی کلرک اور نائب قاصد بن گیا، کوئی کاروبار کے ذریعے ملک کی خدمت کرنے لگا مگر ان عہدوں اور ذمے داریوں کی بنا پر نہ تو کسی کو غیر ضروری استحقاق حاصل ہونا چاہیے اور نہ ہی کوئی مراعات ملنی چاہئیں، چنانچہ ہم نے تمام شہریوں کو بنیادی انسانی حقوق کی مساویانہ فراہمی کے لیے فیصلہ کیا ہے کہ سیکرٹری اور نائب قاصد کی تنخواہوں کے درمیان ظالمانہ فرق کو ختم کر کے اسے منصفانہ بنیادوں پر از سرِ نو متعین کیا جائے۔ یہ کتنا ظلم ہے کہ 22 ویں سکیل کا افسر صرف کنوینس الاؤنس کی مد میں 95 ہزار روپے ماہانہ قومی خزانے سے بٹور رہا ہے مگر چھوٹے سرکاری ملازم کی کل ماہانہ تنخواہ پندرہ سولہ ہزار بھی نہیں بنتی۔ یہ صریحاً ناانصافی اور ظلم ہے۔ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اعلیٰ افسران کی مراعات اور تنخواہوں کو کم کر کے چھوٹے ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی جائیں اور دونوں کے درمیان اٹھارہ اور بیس سے زیادہ فرق نہ ہو، مثلاً ایک سیکرٹری ایک لاکھ لے رہا ہے تو اس کے دفتر کے ادنیٰ ملازم کو 80 ہزار روپے ملنے چاہئیں تاکہ دونوں اپنے اپنے گھروں کو بھی چلا سکیں اور گلشن کا کاروبار بھی چلتا رہے۔ میں جب غریب پاکستانیوں کا تصور کرتا ہوں تو کانپ جاتا ہوں کہ یہ بے چارے کیسے گزر بسر کرتے ہیں۔ دوسری طرف بے شمار لوگ دوسروں کے حقوق دبا کر مال و دولت کے ڈھیر لگا کر ان پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں اور پھنکار رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس پر ایک شدید ردعمل ہوگا لیکن میں دوٹوک الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جسے کام نہیں کرنا وہ استعفیٰ دے اور گھر چلا جائے، نوجوانوں کی ایک بڑی کھیپ ملک کی خدمت کرنے کے لیے بے تاب بھی ہے اور باصلاحیت بھی۔ ہم ان نوجوانوں کی مدد اور تعاون سے ایک نیا پاکستان بنائیں گے۔ ایسا پاکستان جس کا ہر شہری خوشحال ہو، جس کے ہر شہری کو انصاف مہیا ہو۔

میرے عزیز ہم وطنو!!

پاکستان ایک زرعی ملک ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قدرتی وسائل سے مالا مال کر رکھا ہے، پاکستان کے عوام محنتی اور جفاکش ہیں مگر پاکستان کے وسائل سے ان کو کچھ حصہ نہیں ملتا۔ حکمرانوں کی لوٹ کھسوٹ کے باعث پاکستان دیوالیہ ہونے کے قریب پہنچ گیا ہے.....ہم نے ان شاء اللہ دنیا کے اندر پاکستان کے وقار کو بحال کرنا ہے اور پاکستانی قوم کو ایک عظیم مسلم قوم بنانا ہے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب ہم کشکول توڑ کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں گے۔کشکول پکڑ کر خیرات مانگنے والوں کی کوئی عزت نہیں ہوتی، ہم ایٹمی قوت ہونے کے باوجود اپنی قومی سلامتی کے حوالے سے بے پناہ خدشات میں گھرے ہوئے ہیں۔

میرے عزیز ہم وطنو!!

میں کافی غور وخوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمارے گھمبیر مسائل کی ایک وجہ حکمران طبقہ کا شاہی کلچر اور طرزِ حکمرانی بھی ہے، ہمیں سادگی کو اختیار کرنا ہوگا، ویسی سادگی جس کی تعلیم اسلام نے دی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین نے جس پر عمل کر کے مثالی حکمرانی قائم کی لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں وزیراعظم ہاؤس کی وسیع وعریض اور پرآسائش رہائشگاہ کے بجائے وزیر اعظم سیکرٹریٹ کے اندر ہی ایک تین چار کمرے کے فلیٹ میں رہائش رکھوں گا اور چند گھنٹے آرام کے علاوہ دن رات ملک کی ترقی اور اپنے پاکستانی بھائیوں کی خدمت کے لیے کام



کروں گا تاکہ نہ آنے جانے پر وسائل ضائع ہوں ، نہ پروٹوکول کے نام پر لوٹ کھسوٹ کی جائے.....وزیر اعظم ہاؤس کی عمارت کو میں نے ان ہونہار بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے وقف کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو میٹرک سے لے کر اعلیٰ سطح تک پہلی دس پوزیشنیں حاصل کریں گے۔ ان بچوں اور بچیوں کو وزیراعظم ہاؤس میں رہائش بھی دی جائی گی اور ان کی اعلیٰ تعلیم کے تمام اخراجات بھی حکومت برداشت کرے گی تاکہ وہ ملک کوسنوارنے اور قوم کی خدمت کرنے کے لیے ایک اچھے اور پر سکون ماحول میں اپنی تعلیم مکمل کر سکیں اور مستقبل کی قیادت کے لیے تیار ہوسکیں.....

پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے اور مجھے یقین ہے کہ مستقبل کی یہ قیادت اس ملک کو ناقابل تسخیر بنا دے گی۔ ان شاء اللہ.....میں نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے، میرا خاندان سرکاری رہائش استعمال نہیں کرے گا اور نہ ہی کوئی سرکاری پروٹوکول حاصل کرے گا۔

میرے عزیز ہم وطنو!!

مجھے معلوم ہے کہ ملک میں بے روزگاری ایک چیلنج بن چکی ہے، لاکھوں نوجوان اعلیٰ تعلیم کی ڈگریاں لیے بیٹھے ہیں ، مگر ان کو کہیں روزگار نہیں ملتا، اس کی ایک بڑی وجہ سرکاری ملازمتوں پر ریٹائرڈ لوگوں کا قبضہ ہے ، ہر سرکاری دفتر میں بے شمار ریٹائرڈ بڈھے دوسروں کے حقوق دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں، حالانکہ سپریم کورٹ واضح طور پر کہہ چکی ہے کہ ریٹائرڈ افراد کو سرکاری اداروں میں نہ بٹھایا جائے.....ہم نے اس حوالے سے فیصلہ کیا ہے کہ کسی بھی دفتر میں کوئی ریٹائرڈ افسر یا ملازم کنٹریکٹ پر کام نہیں کرے گا۔ یہ نوجوان افسروں پر ظلم اور ان کے حقوق پر ڈاکہ ہے ، یوں بھی یہ بڈھے کرتے کراتے تو کچھ نہیں ، بس سفید ہاتھی بن کر خزانے کو لوٹ رہے ہیں ۔ ہم نے تمام ریٹائرڈ سرکاری افسران وملازمین کو فارغ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے نوجوان افسران ان سے بڑھ کر کام کرسکتے ہیں اور ملک کو ترقی کی راہ پر ڈال سکتے ہیں۔ بے روز گاری کے خاتمہ کیلئے ہم پرائیویٹ سیکٹرز میں بھی کئی منصوبے لا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ اب ہر نوجوان ملک کی خدمت کرے گا اور عزت کی روٹی بھی کمائے گا۔

میرے بھائیو اور بہنو!..... مجھے احساس ہے کہ بجلی کی طویل لوڈشیڈنگ اور گیس کی عدم دستیابی کے باعث پاکستانی عوام کی زندگی اجیرن ہوگئی ہے، اس چیلنج سے نمٹنا ہماری اولین ترجیح ہے اور اس حوالے سے عنقریب ایک پالیسی اور عملی اقدامات آپ کو نظر آئیں گے، فوری طور پر میں نے حکم جاری کر دیا ہے کہ وزیر اعظم سیکرٹریٹ سمیت تمام سرکاری دفاتر میں ایئر کنڈیشنرز بند کر دیے جائیں ۔بتیوں کی تعداد بھی کم کردی جائے تاکہ تمام پاکستانیوں کو بجلی کی مساوی تقسیم ہو.....میں بجلی چوروں اور کنڈیاں لگانے والوں کو خبردار کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر یہ حرکتیں بند کر دیں، اب کسی چور کو کوئی پناہ دینے والا نہیں رہے گا۔ میں اپنے محبّ وطن عوام سے بھی کہوں گا کہ وہ جہاں کہیں بجلی چوروں کو دیکھیں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اطلاع کریں۔ہم انرجی کے بحران سے نمٹنے کے لیے متبادل آپشنز پر غور کر رہے ہیں ۔الحمدللہ ہمارے پاس ماہرین کی ٹیم موجود ہے۔اس سلسلے میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی خدمات بھی حاصل کی جارہی ہیں.....

پاکستان میں روز مرہ استعمال کی اشیاء کسی کے کنٹرول میں نہیں منافع خور دونوں ہاتھوں سے غریب عوام کو لوٹ رہے ہیں، اب کسی کو غریب کے خون پسینے کی کمائی کو لوٹنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب روزمرہ اشیاء کی قیمتیں بڑھیں گی نہیں بلکہ کم ہونگی۔ آپ آج تمام اشیاء کی قیمتیں نوٹ کرلیں، ان شاء اللہ اب یہ قیمتیں بڑھیں گی نہیں بلکہ کم ہونگی، اس سلسلے میں ہم نے ٹیکس کے نیٹ ورک کو بہتر بنانے کی حکمت عملی تیار کی ہے ،اب کوئی سرمایہ دار اور جاگیردار ٹیکس سے بچ نہیں سکے گا جبکہ غریبوں کو سیلز ٹیکس کے نام پر جو لوٹا جارہا ہے ، اسے بھی ختم کیا جارہا ہے۔سیلز ٹیکس کا بوجھ صارف کے بجائے سرمایہ کار پر ہونا چاہیے۔پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بھی ازسرِنو جائزہ لیا جارہا ہے اور اسلامی دنیا کے ساتھ روابط اور تعلقات کو مستحکم کر کے ان شاء اللہ ایک اسلامی بلاک بنانے کی کوشش کی جائے گی اور اسلامی ممالک کو اس بات پر آمادہ کیا جائے گا کہ تمام اسلامی ممالک کی مشترکہ فوج اور ایک کرنسی ہو تاکہ مسلم دنیا کا بین الاقوامی برادری میں وقار بحال کیا جاسکے تاہم ہم تمام عالمی برادری کے ساتھ



پُر امن، باہمی عزت واحترام اور برابری کی سطح کے تعلقات کے لیے ہمیشہ اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔

میرے عزیز ہم وطنو!

میں آخر میں اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، ہم پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی اور فلاحی ریاست بنا کر دم لیں گے۔ ہم نے سارے نظام آزما کر دیکھ لیے ہیں لیکن ملک تباہی کے کنارے پہنچ گیا۔ میرا عقیدہ و ایمان ہے کہ ہمارے پاس کامیابی کا واحد راستہ نفاذ اسلام ہے۔ اس جانب ان شاء اللہ مسلسل پیش رفت کی جائے گی۔ فوری طور پر میں نے حکم جاری کر دیا ہے کہ نمازوں کے اوقات میں سعودی عرب کی طرح تمام بازار، دفاتر اور کاروباری مراکز بند کر دیے جائیں کیونکہ صلوٰۃ کا نظام نافذ کرنا ایک مسلم حکمران کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے، لہٰذا جمعۃ المبارک کی چھٹی بحال کی جارہی ہے تاکہ لوگ پورے سکون اور تیاری کے ساتھ یہ فریضہ انجام دے سکیں۔ میں قبائلی علاقہ جات میں فوری طور پر نفاذ شریعت کا اعلان کرتا ہوں، یہ وہاں کے عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے۔ یہ شریعت صرف قبائلی عوام کے لیے ہی نہیں پوری انسانیت کی فلاح کی ضامن ہے۔ ہم ان شاء اللہ اس حوالے سے قانون سازی کررہے ہیں جس کے بعد پورے ملک میں شریعت نافذ کر دی جائے گی.....ہم ملک میں امن وامان کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے تمام محبِ وطن لوگوں کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ سب ہمارے بھائی ہیں، ہم سب مل کر پاکستان کی تعمیر کریں گے اور پاکستان کو ان شاء اللہ ناقابلِ تسخیر بنا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو.....پاکستان پائندہ باد

بے مثال رسول ﷺ، لاجواب سیرت

(مولانا محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ کے اداریہ اپریل 2006 سے ایک اقتباس)

''ہم کہاں تک آپ ﷺ کا ذکر خیر کریں۔ دن گزر جائیں گے، راتیں بیت جائیں گی۔ لیکن آپ کے کما حقہ اوصاف کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ ہم کہہ چکے ہیں آپ ﷺ بے مثال ہیں۔ بڑے بھائی جیسا کہنا تو بہت دور کی بات ہے ہم کسی نبی کو بھی آپ کی مثال میں پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ کائنات میں آپ کی مثل کوئی نہیں۔

دونوں جہاں آئینہ دکھلا کے رہ گئے　　لانا پڑا تمھی کو تمھاری مثال میں

ہم نے جب بے مثال نبی کی لاجواب سیرت کا مطالعہ کیا تو ہمیں سیرت محمدیہ میں سب نبیوں کی جھلک نظر آئی۔ آدم علیہ السلام کا انکسار، نوح علیہ السلام کا استقلال، موسیٰ علیہ السلام کا جوش، ابراہیم علیہ السلام کا ولولہ، یحییٰ علیہ السلام کا گریہ، ایوب علیہ السلام کا صبر، ادریس علیہ السلام کا ذکر، یعقوب علیہ السلام کا تحمل، یوسف علیہ السلام کا جمال، عیسیٰ علیہ السلام کا کمال.....غرض مالک الملک نے جملہ انبیاء کے کمالات ایک ذات رسول میں جمع فرما دیے۔ کسی نے خوب کہا اور بجا کہا:

حسن یوسف، دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سیرت النبی ﷺ کی اس جامعیت واکملیت کو رب تعالیٰ نے ﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ کے مختصر سے جملے میں جمع فرما دیا۔

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ خصوصی احسان فرمایا کہ ہم جیسے ناکارہ لوگوں کو ساری دنیا جہاں سے بہتر، برتر اور اونچا تر اپنا مقبول ومحبوب وحبیب نبی عطا فرمایا۔ دوسرا احسان یہ فرمایا کہ آپ کے نمونہ سیرت کو ہماری کامیابی کا ضامن ٹھہرایا۔ آپ کی جمیل صورت اور لاجواب اسوہ کو پوری انسانیت کی معراج قرار دیا۔ فرمایا: ﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾ ''اے لوگو! تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں بہترین نمونہ ہے۔'' (الاحزاب 21:33)

آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کی بے کراں وسعت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر یہ خاص الخاص انعام فرمایا کہ آپ ﷺ کو ہمارا ''متبوع ومطاع'' بنا کر بھیجا۔ اور ہماری کامیابی اور سعادت دارین کو آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے وابستہ فرما دیا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ آپ کی ذات مبارکہ کی طرح جامع واکمل ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کی ذات اقدس میں ہر خوبی جمع کر دی ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ میں ہر کمال یکجا فرما دیا ہے۔''



کورٹ میرج کی حقیقت

ضیاء اللہ زاہدی
بدین

اب وہ دور چلا گیا کہ جب ہر قسم کے رشتے کمال کے ہوتے تھے۔ دین کا رشتہ، قومیت و برادری کا رشتہ، استاد شاگرد کا رشتہ، والدین و اولاد کا رشتہ، یہ سب رشتے اب آہستہ آہستہ ختم ہوگئے ہیں۔ اب وہ وقت نہیں رہا کہ جب کسی دوسرے کے درد کو اپنا درد محسوس کیا جاتا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روزانہ سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ کئی فتنے جنم لے رہے ہیں..... یہاں تک کہ اولاد بھی والدین کے خون کی پیاسی بنتی جارہی ہے۔ ان سب فتنوں کا اہم سبب اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ ان فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ جو ہمارے روشن خیال معاشرے میں عروج کی طرف بڑھتا جارہا ہے، جس سے روزمرہ کی اخباریں بھری پڑی ہیں، وہ فتنہ (Love Marrage) محبت کی شادی یا (Court Marrage) کورٹ میرج یا (Secureat Marrage) خفیہ شادی کا ہے۔ خصوصاً جہاں بھی اس قسم کی شادیاں ہوتی ہیں وہاں نہ صرف اپنی ذلت ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ والدین سے لے کر پورے معاشرے اور برادری کو ذلت اور رسوائی کی راہ پر چلنا پڑتا ہے۔ اس کا سبب صرف اور صرف اسلامی تعلیمات سے اعراض ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ہمارے لیے ہر قسم کی بھلائی موجود ہے۔ اسلام نے ہر کسی کو اپنا اپنا حق دیا ہے۔ والدین کو حکم دیا کہ اولاد کی بلوغت کے بعد ان کی شادی میں جلدی کی جائے، خصوصاً بیٹی کے بارے میں خاص تاکید ہے کیونکہ ان پر پردے کی پابندی، غیر محرم مردوں سے ملاقات پر پابندی ہوتی ہے اور اسلام نے انھیں تجارت و کمائی کے فکرات سے بھی فارغ کردیا ہے۔ ان سب اسلامی تعلیمات کا منطقی اور لازمی فائدہ یہ ہے کہ ان کی شادی کی بھی مکمل ذمہ داری ان کے اولیاء پر ہو کہ وہی ان کے لیے مناسب رشتہ تلاش کریں اور یقیناً والدین سے زیادہ اولاد کا کوئی بھی خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے وہ ہی ان کے لیے شادی کا بہتر انتظام سر انجام دے سکتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اسلامی معاشرہ میں شادی کا مسئلہ خیر وخوبی سے حل ہوجاتا ہے۔

لیکن اسی فطری تقاضا میں کمی کا بھی اندیشہ ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ والدین لڑکی کی خواہش اور جذبات کے مقابلے میں دوسرے اسباب کو ترجیح دینا پسند کرتے ہیں۔ اور ایسے نوجوان کا مستقبل تاریکی کے گڑھے میں جاسکتا ہے۔ ایسے اگرچہ شاذ و نادر ہوتا ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس کے خاتمے کے لیے اسلام نے نہایت واضح رہنمائی دی ہے کہ والدین شادی کے وقت لڑکی کی بھی رضامندی ضرور حاصل کریں کہ اگر ایک رشتہ پسند نہ ہو تو دوسرا یا پھر تیسرا مطلب یہ کہ کسی نہ کسی طرح سے لڑکی کو قائل اور راضی کیا جائے۔ لیکن والدین کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ لڑکی کا رشتہ ایسی جگہ کرائیں جہاں یہ لڑکی خود



راضی نہ ہو۔ اگر ایسا ہوگیا اور لڑکی شادی کے بعد بھی اس کا انکار کر رہی ہے تو لڑکی کو مکمل اختیار ہے کہ کورٹ سے اپنا نکاح ختم کرواسکتی ہے جیسا کہ (صحیح بخاری، کتاب النکاح) میں ایسا ایک واقعہ ہے کہ ایک لڑکی نے شادی کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ میرے والدین نے میری شادی زبردستی ایسی جگہ کرائی ہے جہاں میں راضی نہیں ہوں تو آپ ﷺ نے اس کا نکاح ختم کرادیا۔

اسی طرح سے ایک نوجوان لڑکی کو ہرگز یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ والدین کی اجازت یا رضامندی کے بغیر گھر سے فرار ہوکر عدالت میں پیش ہوکر لو میرج، کورٹ میرج، سیکرٹ میرج کرلے..... اگرچہ یہ سب طریقے ہمارے پیارے پاکستان میں سرکاری سطح پر عروج پر ہیں، حالانکہ یہ طریقے یہودیت کے ہوسکتے ہیں جن کو ہماری عدالتیں سرعام مقام و مرتبہ اور تحفظ فراہم کر کے اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں..... فیاللعجب!!

درحقیقت یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات سے منہ موڑنا ہی ہے، جس کے اندر کتنے ہی انسانوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں، کیونکہ مذکورہ اسلامی تعلیمات میں بڑا اعتدال اور توازن ہے کیونکہ اسلام نے ہر ایک کے جذبات کا احترام کیا ہے۔ لڑکی کو حکم دیا ہے کہ والدین نے اس کی تربیت کی ہے، اس کی پرورش کی ہے، اس لیے اپنا محسن اور خیر خواہ والدین کو سمجھ کر ان کے فیصلے کو قبول کرلے۔

اور والدین کو تاکید کی ہے کہ وہ لڑکی جس نے معصومیت کے ایام آپ کی گود میں گزارے ہیں اب آپ کے علاوہ ان کا خیر خواہ کون ہوسکتا ہے؟ اس مجبور کی تمنائیں آپ کے اندر ہی ہیں اس لیے اس کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے ایک اچھے ہمسفر کی تلاش کرو اور کبھی بھی اس کی رضامندی کے بغیر نکاح نہ کراؤ۔ اور یہی اختیارات لڑکے کو دیے ہیں کہ اگر وہ قبول نہیں کرتا تو نکاح نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص لالچ میں آکر اپنی بیٹی کا رشتہ زبردستی کہیں غلط جگہ کراتا ہے تو شریعت نے ایسے لالچی باپ سے ولایت کا ہی حق چھین لیا ہے۔ ایسی صورت میں دادا، بھائی یا چچا وغیرہ ولی ہوں گے۔ لیکن اگر ان میں سے کسی پر بھی اتفاق نہ ہو سکے، اختلاف ہوجائے تو ایسی صورت میں فیصلہ قاضی (کورٹ) کرے گا جیسے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ طبرانی اوسط کی روایت ہے کہ «لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ مُّرْشِدٍ اَوْ سُلْطَانٍ» ''ولی مرشد یا سلطان کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں ہے۔'' (فتح الباری، کتاب النکاح، باب السلطان ولی) اور نبی ﷺ نے فرمایا: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ» ''اگر کوئی عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے تو نبی ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ ایسی صورت میں اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔'' (جامع الترمذی: 1102)

باقی رہی بات کہ سلطان یا قاضی (کورٹ) کب ولی بنیں گے؟ تو اس کا جواب گزر چکا ہے کہ اگر کوئی ولی متعین نہیں ہوسکتا، اختلاف ہوجاتا ہے تو ایسی صورت میں فیصلہ کورٹ کرے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهَا» (حوالہ مذکورہ بحوالہ ارواء الغلیل: 460/6-243) اس قسم کی تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کورٹ لڑکی کی شادی اس وقت کرا سکتی ہے جب اس کا کوئی بھی ولی (وارث) نہ ہو یا اولیاء میں جھگڑا ہوجائے، ورنہ ولی کی موجودگی میں کورٹ کو ذرہ برابر بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی لڑکی کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کرائے۔ پیغمبر ﷺ کی اتنی تاکید کے باوجود بھی ہمارے پیارے ملک میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ والدین جنھوں نے لڑکی کو سنبھالا۔ اس کی پرورش کی اور وہ ماں جس نے تکالیف کے پہاڑ برداشت کیے، قرآن فرماتا ہے: ﴿حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا﴾ ''اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔'' (الاحقاف 15:46)

لیکن یہ بچی جب بڑی ہوتی ہے تو اخبار میں بیان دیتی ہے کہ میں نے والدین کا گھر صرف تین کپڑوں میں چھوڑا ہے اور میرے والدین میرے دشمن ہیں، لالچی ہیں.....!!

میں عرض کرتا ہوں کہ باجی.....! جو والدین آپ کی زندگی کے 20 یا 25 سال خیر خواہ رہے وہ اچانک آپ کے دشمن کیسے ہو گئے.....؟؟ اخباروں کے اوراق گواہ ہیں کہ کورٹ میں والدین اس لڑکی کے پاؤں پر گرتے ہیں کہ ہمیں نہ چھوڑو..... ہمیں نہ چھوڑو..... لیکن وہ بے رحم باجی کچھ بھی نہیں سوچتی کہ میرے پاؤں



پر آج وہ ماں گر رہی ہے جس نے 9 ماہ میرا بوجھ اٹھایا۔ اس کے بعد یہ وہی ماں ہے جس نے سخت سردیوں کے موسم میں بھی میرے پیشاب سے گیلے کیے ہوئے بستر کو اپنے لیے راحت والا بستر سمجھا تھا۔ اسی ماں کی یہ امیدیں تھیں کہ یہ میری بیٹی بڑی ہوکر میری خدمت کرے گی۔

لیکن آج میں اسی ماں کو لاتیں مار کر ایک فحش لڑکے کے پیچھے بھاگ رہی ہوں .....! افسوس ہے ہمارے ملک کی کورٹ پر کہ اس وقت بھی یہ اعلان کرتی ہے کہ اس ماں کو عدالت کے اندر نہ آنے دو، باہر نکال دو اور اس لڑکی کو تحفظ دو.....!! افسوس صد افسوس.....!! معزز قارئین! یہ وہی ملک ہے جس کو دنیا کی تاریخ میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ ''پاکستان کا مطلب کیا.....؟ لا الہ الا اللہ۔''

لیکن اسی ملک میں نہ کسی عورت کی عزت محفوظ ہے نہ مرد کا مال محفوظ ہے اور نہ ہی اسلامی احکام کا نفاذ ہے..... افسوس کہ 1947ء سے لے کر آج تک پاکستان کو کوئی ایسا حکمران یا جج نہیں مل سکا، جو لا الہ الا اللہ کے حقیقی پرچم کو بلند کرے اور مقصدِ پاکستان کو پورا کرے..... یہ سب کچھ اسلامی تعلیمات سے تعرض کا تمغہ ہے اور ایسے امور میں یقیناً آج کل کے ہمارے جاہل مولویوں کی بھی بڑی حمایت حاصل ہے۔ وہ فتویٰ تو دیتے ہیں کہ «بغیر اذن ولیها» نکاح ہوجائے گا۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ایسا کرنے سے اس لڑکی کی تو ساری زندگی عذاب میں گزرتی ہے۔ جہاں بھی جاتی ہے تو طعنوں کے تیروں کی بارش ہوجاتی ہے۔ اس طرح پیچھے اس کے والدین اور برادری کے لوگ تو معاشرے میں اپنا سر اونچا کر کے بھی نہیں چل سکتے.....!

ان جاہلوں سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ کسی کی زندگی تباہ کرنے سے پہلے صرف قرآن کریم پر تھوڑا سا غور تو کریں کہ قرآن نے لڑکی کے نکاح کا اختیار کس کو دیا ہے؟ ولی کو یا کورٹ کو.....؟؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾ ''مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ مومنہ ہوجائیں ..... (لیکن جب مومنہ عورتوں کی شادی کا مسئلہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ورثا کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ) آپ عورتوں کی شادی مشرک مردوں سے نہ کرانا۔'' (البقرۃ 221:2) اس آیت سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ عورت کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اور دوسری یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عورت کا ولی مرد ہی بنے گا، عورت عورت کی ولی نہیں ہوسکتی۔ تفصیلی دلائل آگے آئیں گے، ان شاء اللہ۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ نے اس آیت کو ولایت کے لیے نص قرار دیا ہے، مثلاً: امام ابن حبان اندلسی رحمہ اللہ تفسیر البحر المحیط (165/2) میں، امام قرطبی رحمہ اللہ ''تفسیر قرطبی'' (49/3) طبع بیروت میں امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ ''تفسیر طبری'' میں ، امام ابن حزم رحمہ اللہ ''المحلیٰ (421/9)'' میں اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ (132/32) میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر واضح نص ہے کہ کسی بھی لڑکی کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوگا۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾ ''آپ بیواؤں کا نکاح کراؤ۔'' (النور 32:24) اس آیت کے بارے میں امام بغوی رحمہ اللہ ''معالم التنزیل المعروف تفسیر البغوی (73/3، طبع لاہور)'' میں امام قرطبی رحمہ اللہ ''تفسیر قرطبی'' (239/12) میں، قاضی ابن العربی رحمہ اللہ ''احکام القرآن'' (1364/3) میں اور امام شوکانی رحمہ اللہ ''فتح القدیر'' (41/4) طبع جدید میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب اولیاء کو ہے جس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے لیے ولی کی اجازت ضروری ہے اور امر کا صیغہ بھی مذکر کا ہے۔

اور تیسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ابراہیم نخعی، امام زہری، امام ترمذی، امام ابن جریر طبری رحمہم اللہ کے نزدیک یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنا نکاح آپ ہی کرائے، بلکہ نکاح کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: 282/1)

امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی اس آیت سے یہی استدلال لیا ہے۔ (کتاب الام، باب لانکاح الابولی: 12/5) طبع مصر۔ امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا: «وَفِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَلدَّلَالَةُ الْوَاضِحَةُ عَلٰى قَوْلِ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ» (تفسیر طبری: 488/2) قاضی ابوبکر ابن العربی رحمہ اللہ



(احکام القرآن: 201/1) میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (فتح الباری، کتاب النکاح، باب لانکاح الابولي) میں اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے (تفسیر قرطبی: 72/3) میں امام بخاری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ''سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 232 سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے اور عورت خود اپنا نکاح نہیں کرا سکتی۔''

اس آیت کے شانِ نزول کا تذکرہ کرتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری کتاب نکاح میں ایک واقعہ لائے ہیں کہ یہ آیت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کے واقعے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔جس واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔ اس لیے امام صاحب رحمہ اللہ نے باقاعدہ الگ باب قائم کیا ہے کہ «باب من قال: لانکاح الابولي» اور قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی طریقہ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کا تھا۔ مثلاً شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: ﴿اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡکِحَکَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هَاتَیۡنِ﴾ ''میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کر دوں۔'' (القصص 27:28) معلوم ہوا کہ نکاح کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے۔ یہ مسئلہ جیسے قرآن سے معلوم ہوتا ہے ایسے ہی بے شمار احادیث رسول ﷺ اور صحابہ و تابعین کے آثار بھی اس بات پر دال ہیں۔ جیسے چند احادیث گزر چکی ہیں، اور اسی طرح سے سنن ابن ماجہ اور سنن دارقطنی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا» عورت کو اپنے نکاح کا مکمل اختیار نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی مرد ہی ہوگا عورت کبھی بھی ولی نہیں ہو سکتی۔ اور سنن ابن ماجہ، سنن أبي داود اور جامع الترمذی میں روایت موجود ہے کہ نبی ﷺ نے واضح فرمایا کہ «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ» یہ تو قرآن و حدیث کے دلائل ہیں لیکن خود امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ کا بھی مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں ہو گا۔ اسی بات کا اعتراف مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمہما اللہ اور دوسرے دیوبندی علماء کے اکابرین نے کیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (فیض الباری: 283/4، فقه السنة: 114/2)

اور اسی طرح سے لڑکیوں کو اسی فیصلے پر مجبور کرنے میں کچھ ہمارا اپنا کردار بھی ہوتا ہے۔ سب سے بڑا کردار جو ہمارے ٹیکنالوجی دور اور روشن خیال سوسائٹی کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ عورت کو آزادی ملنی چاہیے تو ہم اپنی بہن، بیٹی کو اکیلا چھوڑ دیتے ہیں کہ آفس یا کالج میں اکیلی اکیلی غیر محرم مرد کے ساتھ جا رہی ہے اور ہمیں غیرت آنا تو دور کی بات ہے بلکہ ہم تو خوش ہوتے ہیں کہ ہماری جوان بہن بیٹی ڈیوٹی کر رہی ہے!! اور پھر اوپر سے موبائل فون ہاتھ میں دے دیتے ہیں.....اور پھر جو نتیجہ نکلتا ہے وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ جس سے روزمرہ کی اخباریں پر ہوئی ہوتی ہیں، حالانکہ اسلام نے عورت کو آزادی ضرور دی ہے لیکن وہ آزادی نہیں دی جو ہم نے دی ہے۔ جیسے پیغمبر کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے لیکن پھر بھی انھیں حکم دیا کہ گھر سے باہر نکلو تو باپردہ ہو کر نکلو..... ہم غور کریں کہ ''عورت'' لفظ سے ظاہر ہے کہ اسے پردے میں رکھا جائے۔ جب اسے بے پردہ کیا جائے گا تو وہ عورت عورت نہیں رہے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام میں نکاح کے لیے تین شخصیتوں کی رضامندی ضروری ہے: ① شادی کرنے والا لڑکا۔ ② شادی کرنے والی لڑکی۔ ③ لڑکی کا ولی۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی ناراض ہے تو نکاح نہیں ہو گا بلکہ ساری زندگی زنا جیسے خطرناک گناہ میں گزرے گی۔اس کو سامنے رکھتے ہوئے آج کل کے حساب سے جو کورٹ میں مفرور لڑکیوں کے نکاح ہوتے ہیں۔ یہ سرعام اسلام کی مخالفت ہے اور مسلمانوں کی عزت پر حملہ ہے۔ اگر ہم ایسے واقعات کو روکنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں اسلامی اصولوں کی پابندی کرنی ہوگی۔ اور اولاد کے مکمل حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ پردے کا بھی اہتمام کرنا پڑے گا۔ جیسے اقبال نے کہا ہے کہ

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدنظر
وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اللہ ہمیں ایسی برائیوں سے بچائے اور ہمیں قرآن و حدیث پڑھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



شام کی تحریکِ آزادی

پس منظر اور پیش منظر

ابو خالد ملک

شام دنیا کے قدیم ترین ممالک میں سے ایک اور مختلف تہذیبوں کا مرکز رہا ہے۔شام پر یکے بعد دیگرے ولید ملک کنعانیوں، عبرانیوں، اشوریوں اور بابل کے بخت نصر نے قبضہ کیا۔ بعد میں یونانیوں، رومیوں، بازنطینیوں، ایرانیوں اور عربوں نے شام پر حکومت کی۔636 عیسوی میں مسلمانوں نے اسے فتح کیا۔661ء سے 750ء تک اموی سلطنت قائم رہی ۔ پھر عباسیوں نے قبضہ کر لیا۔1260ء میں مملوکوں نے اسے تاتاریوں کی دست برد سے بچایا۔1400ء میں امیرِ تیمور نے دمشق اور گردونواح کو تباہ کر دیا اور ہر قسم کے ہنرمندوں کو اپنے ساتھ سمرقند لے گیا۔ 1517ء میں سلطان سلیم عثمانی نے شام فتح کیا۔ اس کے بعد بیسویں صدی کے شروع تک یہ سلطنتِ عثمانیہ کے تحت رہا۔

1918ء میں فرانس اور برطانیہ کے ایما پر شام میں ایک کٹھ پتلی حکومت بنائی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ عرصہ بعد شام کا زیادہ تر علاقہ فرانسیسیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔اور آخر کار1920ء میں فرانس نے شام پر مکمل قبضہ کر لیا جو لبنان ، اردن، فلسطین اور موجودہ صہیونی ریاست (اسرائیل) پر مشتمل تھا۔شام کو1921ء میں چھ صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا جن میں لبنان بھی شامل تھا۔ اس سے قبل 1917ء میں ایک بین الاقوامی صہیونی سازش کے تحت خفیہ معاہدہ (بالفور کا معاہدہ Balfour Agreement,) کیا گیا جس کی رو سے شام میں ایک یہودی (ناجائز صہیونی ریاست) کی منظوری دی گئی ، نیز پیگو سائیکس پیکٹ کے تحت فرانس، برطانیہ اور دیگر سامراجی ممالک نے مشرقِ وسطی کو آپس میں بانٹ لیا تھا۔

دو کروڑ بیس لاکھ کی آبادی والا ملک شام (Syria) ، انبیاء اور شہداء کی سرزمین ہے، وہ سرزمین جس پر مہدی علیہ السلام کا نزول ہوگا اور یہی سرزمین ان کا ہیڈ کوارٹر ہوگی جہاں دنیائے کفر کی تاریخ کے سب سے بڑے فرعون (دجال) کا پیچھا کر کے عالمِ کفر کو مغلوب کیا جائے گا اور دجال کا اُس کے پیروکاروں (یہودی ، جو اسلام اور تاریخ انسانیت کے سب سے بڑے دشمن ہیں) سمیت خاتمہ کر دیا جائے گا ، اور پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو جائے گا۔شام وہ سرزمین ہے جس کے لیے خود نبی اکرم ﷺ نے تین دفعہ دعائے خیر کی۔سرزمین شام جو مارچ 2011ء سے صہیونی مفادات کے لیے مسلمانوں کے خونِ ناحق سے رنگین کر دی گئی ہے ، اس میں غیر تو غیر اپنے بھی اس قتل و غارت میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔اب تک



مختلف آزاد صحافتی ذرائع کے مطابق نوے ہزار سے زائد مسلمان شہید ہو چکے ہیں جن میں صرف بچوں کی تعداد 4000 سے بھی زائد ہے۔اس کے علاوہ لا پتہ افراد کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ ہے اور ہمسایہ ممالک میں پناہ لینے والے شامی باشندوں کی تعداد تقریباً ایک ملین تک پہنچ چکی ہے۔یہ سرزمین آج کل وقت کی طاغوتی طاقتوں کے مفادات کا مرکز بن چکی ہے۔شام میں آمرانہ طرزِ حکومت ہے، جہاں حکومتِ وقت کے خلاف بولنا اور لکھنا ملک سے غداری کے مترادف ہے۔ یہاں اسد خاندان ستر کی دہائی سے مسلسل برسرِ اقتدار چلا آرہا ہے۔یاد رہے کہ یہ وہی خاندان ہے جس نے شام کی آزادی کی مخالفت کی تھی جب فرانسیسی استعمار یہاں قابض تھا۔شام کی آبادی میں 71% اہلِ سنت عرب، 12% علوی نصیری جو حکمراں طبقہ ہے، 10% کرد اور 7% اسماعیلی، عیسائی، دروز اور یہودی شامل ہیں۔کرد بھی اہل سنت ہیں۔

شام میں فسادات کا پس منظر

شام کا شہر درعا (سابق اذرعات شام) دمشق سے 101 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یہاں سے شروع ہونے والی جدوجہد جو جمہوری نظام کے نفاذ کے لیے شروع ہوئی تھی اب ایک بین الاقوامی تحریک کا روپ دھار چکی ہے جس میں اپنے اور غیر اپنی اپنی بساط کے مطابق حصہ ڈال رہے ہیں۔جن کا شکار بدقسمتی سے بے گناہ مسلمان ہی ہیں۔اس مزاحمتی تحریک کے دوران میں سب سے پہلی عسکری جھڑپ حکومتی سیکورٹی فورسز کے ساتھ اردن کی سرحد سے متصل ایک گاؤں بصرہ الحریرہ میں ہوئی جو درعا شہر ہی کی ایک مضافاتی بستی ہے۔ اور یہ ہنوز اس تحریک کا ایک علاقائی مرکز ہے۔ یہاں اکثر شدید جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔ درعا شہر سے اٹھنے والی پُرامن تحریک نے اُس وقت ایک نیا موڑ لیا جب حکومتی فورسز نے بشار کی تصویر کو سجدہ نہ کرنے پر طلبہ کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔اور عالمی ذرائع ابلاغ نے شامی شہریوں کے خلاف ایک پڑوسی ملک کی عسکری تنظیم حزب اللہ کے مسلح گروپ کے ملوث ہونے کے ثبوت پیش کیے۔حکومتی ظلم وتشدد اور بیرونی مداخلت کی وجہ سے شام کے پُرامن مسلمان ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہو گئے، حالانکہ اس سے قبل یہ تحریک مکمل طور پر پُرامن تھی۔یعنی حکومتی رویے کی وجہ سے شام میں بیرونی طاقتوں کو براہِ راست مداخلت کا موقع ملا۔اور یہیں سے صہیونی و عالمی طاقتوں کے مفادات کی جنگ شروع ہوئی جو تاحال جاری ہے، جس کو بند کروانے کے لیے کسی بھی مسلمان حکمران نے سنجیدہ کوشش نہیں کی۔

موجودہ صورتِ احوال

حریت پسندوں اور شامی فورسز کی لڑائی پھیلتے پھیلتے دارالحکومت دمشق، حمص، حلب، حماہ اور دیر الزور تک پہنچ گئی ہے۔ بہت سے علاقوں پر انقلابیوں کا قبضہ ہے۔اور دمشق میں بشار الاسد اپنے محل میں محصور ہو کر رہ گیا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہوئے ایرانی القدس کمانڈوز کو اپنی حفاظت پر مامور کیا ہوا ہے۔شام کا تیسرا بڑا شہر حمص (Homs) جہاں پر عالمِ اسلام کے جہادی معرکوں کی پہچان اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، ان کی اہلیہ رضی اللہ عنہا اور ان کا بیٹا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ یہ شہر دمشق سے 162 کلومیٹر شمال میں واقع ہے جہاں اہلِ سنت کی تعداد تقریباً 95% ہے۔یہ شہر اس پوری تحریک کا مرکز ہے۔اسی شہر کو سب سے پہلے معتوب ٹھہرایا گیا اور بہ یک وقت بجلی، پانی و گیس بند کی گئی۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ حمص شہر میں خاص کر الخالدیہ، البساتین، کرم الزیتون، العدیہ، بابِ عمر اور الانشات میں ہلاکو خان کی درندگی کی یاد تازہ کر دی گئی اور جامع خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اکثر حصوں کو گولہ باری کر کے شہید کر دیا گیا۔اس شہر میں اب تک سب سے زیادہ ہلاکتیں، سب سے زیادہ گرفتاریاں اور سب سے زیادہ مالی و جانی نقصان ہوا۔1982ء میں بشار کے والد حافظ الاسد نے حماہ شہر پر بمباری کر کے لگ بھگ 30 ہزار شامی مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا۔شام کا دوسرا بڑا شہر حلب (Aleppo) جو دمشق سے 355 کلومیٹر اور حمص سے 193 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ مارچ 2012ء کے وسط میں یہاں حکومتی فورسز کی وحشیانہ کارروائی نے انسانیت کے سر شرم سے جھکا دیے۔ جب سرِعام مسلمان خواتین کو عریاں کر کے اِن کے اہلِ خانہ اور والدین کے سامنے اجتماعی عصمت دری کا نشانہ بنایا گیا۔اس بدترین شیطانی کھیل کے بعد انھیں انتہائی سفاکی کے ساتھ چھریاں



مار مار کر ذبح کر دیا گیا۔ صہیونیت کی کوکھ سے جنم لینے والی حقوقِ نسواں کا ڈھنڈورا پیٹنے والی یورپی این جی اوز اس وقت کہاں تھیں؟ تاریخ انسانی کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ شامی حکومتی فورسز نے مسلمان خواتین کو بالکل برہنہ حالت میں غیر مردوں کے ساتھ جیلوں میں رکھا۔

بین الاقوامی میڈیا کی رپورٹس کے مطابق شام کی صورتِ حال گھمبیر ہوتی جا رہی ہے اور یہ پر تشدد صورتِ حال فرقہ وارانہ جنگ کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ شام کے شمالی شہر معرہ نعمان میں ایک سکول کے اندر چھپے ہوئے پناہ گزینوں پر حکومتی فضائیہ کی بمباری سے 343 افراد شہید ہوگئے تھے۔ شام کی دو اڑھائی سال سے شروع مزاحمتی تحریک کی تاریخ میں ایک دن میں یہ سب سے زیادہ خون ریزی ہے۔ اردن میں قائم شامی متاثرین کے کیمپس میں ایک ہزار سے زائد ایسے بچے دیکھے جا سکتے ہیں جو جسمانی اعضاء سے محروم ہیں۔ اس وقت شام میں سب سے بڑی لڑائی حلب شہر ہی میں لڑی جا رہی ہے، کیونکہ اس علاقے کی سٹریٹجک پوزیشن سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ عسکری ماہرین کی رائے میں جس کا حلب پر قبضہ ہوگا وہی شام کو کنٹرول کرے گا۔

شام میں موجودہ فسادات پر علماء ومشائخ کی رائے

خطے کے مسلمان فقہاء کہتے ہیں کہ کفر کی حکومت برداشت کی جا سکتی ہے لیکن ظلم کرنے والی حکومت نہیں۔ شام کے شمالی شہر اِدلب کے سرکردہ علماء پر مشتمل کونسل نے بشار کی حمایت ترک کر کے انقلابیوں کی صفوں میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حمص کے علماء کی کونسل نے بھی بشار حکومت سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے اور شام کے عوام کی جدوجہد کو جائز قرار دیا اور اُن کا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ سعودیہ کے عالمِ دین شیخ الفوزان نے شام کے مفتی اعظم الشیخ بدرالدین حسون کی جانب سے بشار اور اُس کی حکومت کے مظالم کی مسلسل حمایت کو گناہ کبیرہ قرار دیا اور کہا کہ بدرالدین بشار کی حمایت پر استغفار کریں اور شام سے نکلنے پر غور کریں۔ اسی طرح اردن کے ایک عالمِ دین حمام نے انقلابیوں کی حمایت میں جہاد کا اعلان کیا ہے۔

اس تحریک کی ابتداء سے اب تک گیارہ سو سے زائد علمائے کرام کو جیلوں اور عقوبت خانوں میں شہید کر دیا گیا ہے جبکہ ہزاروں علماء اس وقت اردن اور ترکی جا کر پناہ لیے ہوئے ہیں۔ العربیہ کے مطابق بشار نے مفتی اعظم شام کے بیٹے سار یہ خسون کو بھی خود مروایا ہے۔ اس کے علاوہ تین سو سے زائد مساجد کو مکمل طور پر شہید کر دیا گیا ہے، حالانکہ اس سے قبل یہ مذہبی جرم اسلام دشمن قوتوں سے سرزد ہوتا تھا۔

سیرین نیشنل کونسل (S.N.C)

اپنی جدوجہد کو منظم کرنے اور اپنا موقف دوسرے ممالک تک پہنچانے کے لیے شامی حزبِ اختلاف نے 12 اکتوبر 2011ء کو استنبول میں لیبیا کی طرز پر سیرین نیشنل کونسل کے قیام کا اعلان کیا۔ برُھان غلیون، جو فرانسیسی نژاد شامی باشندہ ہے، کو اس منظم کا پہلا سربراہ مقرر کیا گیا۔ اس کونسل کے چار بڑے گروپوں میں سے ایک شامی اخوان المسلمین اور مذہبی جماعتوں کا ہے۔ دوسرا گروپ فری سیرین آرمی (جیش الحر) کا ہے۔ جبکہ تیسرا گروپ لبرل و سیکولر لوگوں پر مشتمل ہے اور چوتھا گروپ شام کی اقلیتوں کا ہے۔ برُہان غلیون نے جولائی 2012ء میں اپنے خلاف تنقید کے بعد استعفاء دے دیا تھا کیونکہ وہ اس عرصہ کے دوران کونسل کے ارکان کو کسی ایک نکتے پر متحد نہیں کر سکے تھے۔ ان کی جگہ عبدالباسط کو صدر منتخب کیا گیا۔ عبدالباسط کرد ہیں۔ وہ شام کے مشرقی شہر عمودہ میں 1956ء میں پیدا ہوئے تھے اور ایک ایماندار شخص کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ وہ گزشتہ دو عشروں سے سویڈن میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے۔ جب اِس کونسل نے ہر قسم کے بیرونی دباؤ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو صہیونیوں اور استعمار کو اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل ڈولتی ہوئی نظر آئی۔ تب صہیونیوں، امریکا اور اس کے گماشتوں کے خفیہ ہاتھ حرکت میں آئے اور شامیوں کو بلیک میل کرتے ہوئے نومبر 2012ء کے پہلے ہفتے میں قطر دوحہ میں نئے قومی اتحاد کا اعلان کیا۔ جامع اموی کے سابق امام ریاض الخطیب کو اس کا پہلا سربراہ بنایا گیا۔ جس کو سب سے پہلے فرانس کے صدر نے تسلیم کیا اور نئے اتحاد کے پیرس میں مقیم نمائندہ کو سفیر کا درجہ دینے کا اعلان کیا۔ اسی طرح برطانیہ نے نئے شامی اتحاد کو تسلیم کرنے سے قبل کچھ یقین دہانیوں کی خواہش کا



اظہار کیا ہے۔ اس خطے میں صہیونی سازش کو سمجھنے کے لیے یہی ایک مثال کافی ہے۔

جیش الحر (F.S.A) اور مزاحمتی گروپ

آغاز تحریک کے چار ماہ بعد ہی حکومتی فوج سے الگ ہونے والے عناصر نے فری سیرین آرمی کی بنیاد رکھی جس کے پہلے سربراہ کا نام کرنل ریاض ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ترکی کے شہر استنبول میں واقع ہے۔ اب انھوں نے اپنی عسکری جدوجہد کو مربوط کرنے کے لیے اپنا ہیڈ کوارٹر استنبول سے دمشق منتقل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور سب سے پہلے حکومتی فورسز سے الگ ہونے والی بٹالین کا نام خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بٹالین تھا۔ فری سیرین آرمی میں بھی دو بڑے گروپ ہیں۔ ایک وہ جو سعودیہ و خلیجی ممالک سے امداد لیتے ہیں اور دوسرا گروپ امریکا و فرانس اور یورپ سے امداد لیتا ہے جن میں دونوں قسم کی امداد (مالی و عسکری) شامل ہے۔ فری سیرین آرمی کی نفری اس وقت پچاس ہزار سے اوپر ہے جن میں کم از کم 8 بریگیڈیئر جنرل اور 15 دیگر افسران شامل ہیں۔ ملک کے 65% سے زائد علاقوں میں ان کا مکمل کنٹرول رہا ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بریگیڈ کے علاوہ اسلامی جنگجوؤں کے مندرجہ ذیل گروپ حکومتی ظلم و تشدد کے خلاف برسرِ پیکار ہیں: حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بریگیڈ، ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بریگیڈ، ابودجانہ رضی اللہ عنہ بریگیڈ، البراء رضی اللہ عنہ بریگیڈ، بریگیڈ آف اسلام، التوحید بریگیڈ، الیرموک بریگیڈ، اور حمص کا الفاروق بریگیڈ جس کا سربراہ عبدالرزاق طلاس ہے جو کہ حکومت سے منحرف ہونے والے ایک جنرل مناف طلاس کا عم زاد ہے۔ جنرل مناف کے والد حافظ الاسد کے دورِ حکومت میں وزیرِ دفاع رہے ہیں۔ جنرل مناف فوجی اکیڈمی میں خود بشار کے کلاس فیلو رہے ہیں۔

یہاں اسلامی جنگجوؤں کی چند نمایاں کارروائیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے:

جنوری 2012ء کے وسط میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بریگیڈ اور فری سیرین آرمی نے ایک لڑائی کے بعد سات مقامات پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ اسی طرح 19 مارچ کو دمشق سے تعلق رکھنے والے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بریگیڈ نے دمشق کے نواحی علاقے اربعین میں فضائیہ کی انٹیلی جنس کی ایک عمارت پر میزائلوں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں متعدد حکومتی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے اس حملے میں ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

18 جون 2012ء کو دمشق کے نیشنل سیکورٹی ہیڈ کوارٹر میں جاری ایک انتہائی اعلیٰ سطح اجلاس کے دوران ''الشہداء بریگیڈ'' کے جنگجوؤں کی طرف سے خودکش بم دھماکے بشار اور اس کی سیکورٹی کے اداروں کے لیے دھچکا ثابت ہوئے۔ اس حملے میں ہلاک ہونے والوں میں وزیرِ دفاع داؤد راجحہ جو مذہباً عیسائی اور بہ یک وقت وزیرِ دفاع، ڈپٹی آرمی چیف، اور وزارتی کونسل کا نائب سربراہ بھی تھا۔ بشار کا بہنوئی و نائب وزیرِ دفاع آصف شوکت، جو حکومت مخالف تحریک کو دبانے اور شہریوں کے خلاف مسلح کارروائیوں میں سب سے اہم کردار ادا کر رہا تھا، کرائسس سیل کے سربراہ کرنل حسن الترکمانی اور شامی انٹیلی جنس ایجنسی کے شعبہ تفتیش کے سربراہ مخلوف شامل تھے۔ اس کے علاوہ وزیرِ داخلہ محمد الشعار شدید زخمی ہوا۔ اسی بریگیڈ نے شام کے شہر ادلب کے علاقے ابوظہور میں 5 ستمبر کو فضائیہ کے دو عدد مگ لڑاکا طیاروں کو مار گرایا تھا۔ اسی طرح حفید الرسول (رسول کے پوتے) نامی بٹالین نے شامی ایئر فورس انٹیلی جنس کے سربراہ جنرل جمیل حسن کو 26 اگست کو ان کے دفتر ہی میں ہلاک کر دیا۔ عسکری ذرائع جنرل حسن کو بشار کا آہنی بازو قرار دیتے تھے۔ یہ بٹالین نت نئے حملوں کے طریقوں کی وجہ سے شامی مزاحمتی حلقوں میں خاصی مشہور ہے۔

غیر ملکی خبر رساں اداروں کے مطابق مشرقی شام میں مارچ کے آخری ہفتے میں مسلح مسلمان گروپوں نے اللہ اکبر بریگیڈ کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے حکومت مخالف تحریک کو جہاد کا نام دیا ہے۔ انھوں نے اس عہد کا اظہار بھی کیا کہ وہ بشار کا تختہ الٹ کر ہی دم لیں گے۔

صہیونی اور عالمی طاقتوں کے مکروہ عزائم

آثار تو یہی نظر آتے ہیں کہ جیسے اِس خطے کو ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت عدمِ استحکام کا شکار کیا جا رہا ہے تاکہ مستقبل میں صہیونی ریاست ''اسرائیل'' کو علاقائی و فوجی برتری کا فائدہ دیا جائے اور کوئی علاقائی قوت یا گروہ اس قابل نہ رہے جو حقیقتاً صہیونی ریاست کے لیے خطرہ بنا رہے، نیز علاقے



کے مسلمان حکمران اور عسکری گروپ آپس میں الجھتے رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بین الاقوامی صہیونی سازش کے تحت پچھلے دو سال سے شام کے مسلمانوں کو اقوام متحدہ کی چھتری کے نیچے سرِ عام قتل کیا جا رہا ہے۔ اور یو این او ٹس سے مس نہیں ہو رہی، حالانکہ اُس وقت بھی یہی اقوامِ متحدہ تھی جب جزیرہ تیمور کا مسئلہ پیدا ہوا اور پھر جب سوڈان میں ایک بین الاقوامی صہیونی سازش کے تحت جنوب کی مسیحی آبادی کی آزادی کے مسئلے کو ابھارا گیا تو اقوامِ متحدہ فوراً حرکت میں آئی اور آناً فاناً ان دونوں مسئلوں کو حل کیا گیا۔ لیکن شام میں نقصان (مالی و جانی) صرف اور صرف مسلمانوں کا ہو رہا ہے اِسی لیے اقوامِ متحدہ اور اس کے سرپرستوں کے سر پر جوں تک نہیں رینگی۔

غالباً یہ کھیل اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک دونوں فریق کمزور نہیں ہو جاتے تاکہ بعد میں امریکی صہیونیوں کو اسرائیل کی سلامتی اور امریکی مفادات کے حوالے سے روس و چین کے ساتھ سودا بازی کرنے میں آسانی رہے اور خطے میں طاغوتی طاقتوں کا کنٹرول رہے۔ یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ کیا شامی مسلمانوں کا خون اس وقت تک ناحق بہتا رہے گا جب تک صہیونی و عالمی طاقتوں کی مکروہ خواہشات کی تکمیل نہیں ہو جاتی اور اسرائیل کو مکمل تحفظ نہیں مل جاتا؟

یورپ میں شام کی جنرل کونسل کے ترجمان بسام نے یکم مارچ 2012ء کو العربیہ کو ایک انٹرویو کے دوران کہا تھا کہ روس کے جنگی جہاز شام کی بندرگاہ طرطوس میں ایک معاہدہ کے تحت موجود ہیں۔ اور اِسی آڑ میں روسی اسلحہ شام میں دھڑا دھڑ جا رہا ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے جس پر امریکا نے اس کو روکنے کے لیے ابھی تک کوئی واضح پیغام نہیں دیا۔ عالمِ اسلام کے حوالے سے اس سے بڑی منافقت اور کیا ہو سکتی ہے؟ روس نے بعد میں بار بار اعلان کیا کہ وہ شامی حکومت کو ہر صورت میں اسلحہ کی ترسیل جاری رکھے گا اور شام میں کسی بھی صورت میں سنی نظام حکومت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ روس کی اس دھمکی کے پیچھے اپنے علاقائی مفادات کے ساتھ ساتھ افغانستان کی اُس شکست کا بدلہ لینا، جس میں عرب مجاہدین کا ایک بہت بڑا کردار تھا، اور سنی شیعہ فسادات کی آگ بھڑکانا ہے۔ اسلام دشمنی میں کفار کی اسی فطرت کے بارے میں کہا گیا ہے: «اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَة» ''سارا کفر ایک ہی ملت ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ روس شام کے سیاسی حل میں مسلسل رکاوٹیں ڈال رہا ہے، حالانکہ وہاں پر ایک لاکھ سے زائد بے گناہ مسلمان طاغوتی طاقتوں کی شیطانی خواہشات کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ دوسری طرف جیش الحرا اور خاص کر اسلامی جنگجوؤں کے بڑھتے ہوئے منظم حملے بھی ماسکو، واشنگٹن اور تل ابیب کے لیے پریشانی کا باعث بن رہے ہیں۔ کیونکہ دونوں حلیفوں کے ذمہ داران نے امریکا و مغرب کی ڈکٹیشن کو قبول نہیں کیا۔ ایران بھی بشار کی تائید و حمایت میں پیش پیش ہے اور لبنان کی حزب اللہ نے اپنے لڑاکا دستے شامی عسکریت پسندوں کے خلاف جنگ میں جھونک دیے ہیں۔

اردن کے سابق وزیرِ اطلاعات ونشریات صالح القلاب نے مارچ 2012ء میں العربیہ سے انٹرویو میں کہا تھا کہ روسی، شامی اور اسرائیلی انٹیلی جنس حکام کا ایک خفیہ اجلاس ہوا ہے۔ جس میں کہا گیا کہ وہ یہودی لابی کے ذریعے امریکہ پر دباؤ ڈالیں گے کہ کچھ عرصہ تک امریکا شام کے خلاف کسی فوجی کارروائی سے گریز کرے گا۔ یہ تجویز روس کی جانب سے آئی تھی اور اسرائیل نے اس کی حمایت کا عندیہ دیا تھا۔ اِس کی تصدیق یکم اگست 2012ء کو رغیدہ درغم نے U.S. PUTS ACTION ON SYRIA ON HOLD UNTIL END OF ELECTIONS- میں اپنے کالم میں کیا تھا کہ امریکہ شام کے خلاف فی الحال فرنٹ لائن پر نہیں آ رہا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا امریکا کی شام میں مداخلت براہِ راست ہو گی یا اتحادیوں کی شکل میں ہو گی؟ کیا امریکا اقوام متحدہ کا سہارا لے کر شام میں کوئی فلائی زون بنائے گا اور پابندیاں لگوائے گا جس طرح عراق میں بنایا گیا تھا یا پھر اپنے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے مستقل بنیادوں پر فتنہ و فساد پھیلا کر شام کو عدمِ استحکام سے دو چار کرتا رہے گا جس کا شکار بہرحال شام کے بے گناہ مسلمان ہی ہوں گے جس طرح کہ صہیونی مصر میں اخوانیوں کی حکومت کے خلاف کروڑوں ڈالر خرچ کر کے متواتر سیاسی ابتری کا باعث بن رہے ہیں۔



ڈاکٹر بشریٰ تسنیم
(شارجہ)

جسے دل کہیں!

یہ ہر گھر کا معاملہ ہے کہ مہمانوں کے لیے جو جگہ بنائی جاتی ہے وہ گھر کا سب سے بہترین حصہ ہوتا ہے جو صاف ستھرا، آرام دہ اور مزین ہوتا ہے۔ گھر کا باقی حصہ کمرے کے مکینوں کے ذوق کے مطابق ہوتا ہے۔ ہر کمرے میں ایک ٹوکری رکھی ہوتی ہے جس میں فالتو اور ناقابل استعمال اشیاء پھینکی جاتی ہیں۔ درازیں اور الماریاں بھی ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق یا حالات کے مطابق ترتیب و تنظیم سے رکھتا ہے۔ گھر کا ایک کونہ یا ایک کمرہ سٹور کے طور پر استعمال ہوتا ہے جہاں سے کسی مہمان کا گزر نہیں ہوتا اور نہ ہی وہاں کسی نے ٹھہرنا ہوتا ہے۔ فالتو اور بے کار اشیاء اس میں ڈال دی جاتی ہیں۔ مدتوں اس کی صفائی نہیں ہوتی۔ جالے، جھاڑ، جھنکار، مٹی، گرد اور اندھیرا اس کمرے کے حصے میں آتا ہے۔ کیونکہ نظروں سے دور ہے..... چھپا ہوا ہے..... وہاں کسی نے نہیں ٹھہرنا!

یہی معاملہ انسان کا اپنے وجود کے ساتھ ہے۔ جسم کا ہر حصہ آرائش وزیبائش کا حق دار ہے۔ ظاہری اخلاق و آداب اور ہیں باطنی اخلاق و آداب اور۔ باطن کا تعلق دل سے ہے۔ دل کا حال کسی کو نظر نہیں آتا۔ دل میں بغض و کینہ کے جالے، حسد کی گرد، منافقت کی ظلمت، ٹوٹے پھوٹے اعمال و اخلاق کے ٹکڑے، حرص و ہوس کے کیل کانٹے جمع ہوتے رہتے ہیں۔ دل نہ ہوا کاٹھ کباڑ رکھنے کی جگہ ہوگئی۔ گویا اس میں کسی کو نہیں رہنا۔ یہ ردی کی ٹوکری ہے کہ اس میں تزکیہ و تربیت کے مواقع پھینکے جاتے ہیں۔ بے کار سمجھ کر، ناقابل استعمال اشیاء سمجھ کر، جیسے پرانے مخطوطات آثارِ قدیمہ سمجھ کر ڈال دیے گئے ہوں کباڑ خانے میں۔ چونکہ اس جگہ کو اپنے جسم میں سٹور جیسی اہمیت دی ہے تو پھر دوسروں کے دل کو بھی کوڑے دان سمجھ کر اس میں نفرت، بے گانگی، طنز، استہزا اور ناقدری کا کوڑا کرکٹ پھینک دیا جاتا ہے۔ سچ کہا کسی نے کہ آئینے میں اپنی ہی شکل نظر آتی ہے۔ جیسا اپنا دل ہوگا دوسرے کا بھی ویسا ہی نظر آئے گا۔ ہر انسان جس چیز کو جس طریقے پر استعمال کرتا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ سب اس کو ایسے ہی استعمال کرتے ہوں گے۔

دل ہی تو وہ کھیتی ہے جہاں شجر طیبہ یا شجر خبیثہ کا بیج بویا جاتا ہے۔ ہر بیج کی آبیاری میں علم کا موسم یا جہالت کا موسم اپنا اپنا نتیجہ دکھانا شروع کرتا ہے۔ تزکیہ و تربیت، اس ایمان کے بیج کو نشوونما دیتا ہے یا نفاق کا پانی اس کو شجر خبیثہ بنانے میں معاون بنتا ہے۔ یہاں اعمال صالحہ کی روشنی ہے یا پھر برے اعمال کی گھٹن اور اندھیرا۔ یہ مہمان کے ٹھہرانے کی جگہ بن رہی ہے یا بھوتوں کا مسکن!

ابھی سانس باقی ہے، کچھ نہیں بگڑا۔ اس کھیتی میں ایمان کا بیج بونے کا موسم ختم نہیں ہوا۔ بھوتوں کے اس مسکن کو مقام امن بنانے کا زمانہ گزر نہیں گیا۔ اس کی صفائی کرنے کے وسائل کم نہیں ہوئے۔ اس مقدس و پاک گوشۂ بدن میں ٹھہرنے کے لیے مہمان روٹھ نہیں گئے۔ وہ مہمان منتظر ہے کہ اس جگہ سے شیطانی ڈیرہ ختم ہو تو محبت و پیار کے تحفے لے کر تشریف فرما ہو۔ چلیے پھر آج اور ابھی سے اس



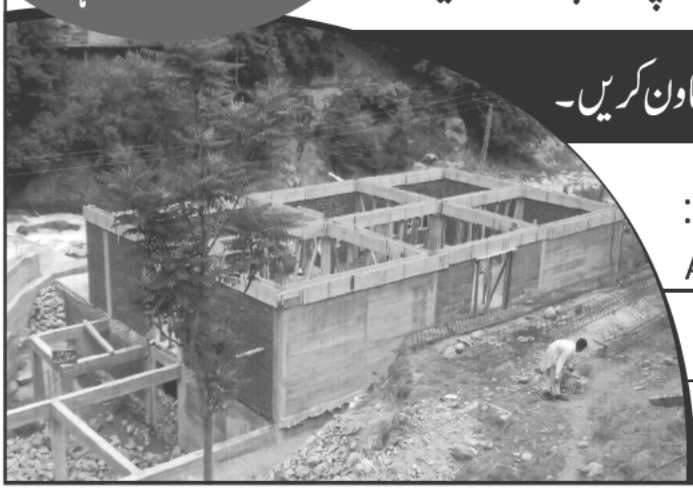
کے جھاڑ جھنکار، جالے اتارنا شروع کر دیں، اس مقام کو کاٹھ کباڑ سے صاف کریں۔ مزین کریں، صاف ستھرا کریں، اس لیے کہ کام آنے والی چیزیں وہ نہیں جن کی فکر ہمیں دن رات گھلائے دے رہی ہے، نہ رشتے نہ مال و دولت نہ اولادیں، عہدے نہ جائیدادیں۔ ﴿اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ﴾ اللہ تعالیٰ سے قلب سلیم کی دعا کریں۔ صحت مند، خوبصورت، پاکیزہ دل۔

جی ہاں.....! جب طلب اور دعا میں سچی لگن اور جذبہ ہوتا ہے تو الفاظ کی ترتیب و تدوین خود ہی سمجھ آنے لگتی ہے۔ بھلا پیٹ خالی ہو تو کوئی مانگنے کی تربیت لینے جاتا ہے؟ کاسۂ روح خالی ہو، اس کی کمی کا احساس ہو تو کاسۂ دنیا خود ہی ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ دل کی رونق بحال کرنے کا عزم پختہ ہو جائے، کاسۂ روح ایمان سے بھرنے لگ جائے تو زندگی کے تمام معاملات کا رخ بدل جاتا ہے۔ دنیا کے غم، دکھ، محرومیاں اور حسرتیں کسی اور زاویے سے نظر آنے لگتی ہیں۔ لطف و انبساط کی وہ توانائی ملتی ہے جس کو صرف پاک صاف دل والے ہی جان سکتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے دل میں ایک سراپا جمال ہستی اپنی پوری شان سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کا گھر ہوتا ہے اس کو ہی اس میں ٹھہرنا زیب دیتا ہے۔ اور ہر گھر پہ گھر والے ہی کے احکامات نافذ ہوتے ہیں۔ اسی کی مرضی چلتی ہے۔ اسی کی خوشی مطلوب ہوتی ہے۔ مکان کو مکین کی شان کے مطابق ہونا چاہیے۔ ''مکان کا جو مالک ہے'' وہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی خود ہی ہے۔ فوری کام تو یہ ہے کہ ''دشمن غاصب'' کو بے دخل کیا جائے اور جس کی جگہ ہے اس کو وہاں آباد کیا جائے۔ مالک کے آنے سے پہلے اس کی صفائی ضروری ہے نا.....! وہ پاک ہے، پاک دل والے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

''دیر'' کے علاقے میں قرآن وسنت کی روشنی

2 کنال پر مشتمل جامعہ محمدیہ اہل حدیث (دیر شہر)
تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ آپ بھی اپنا حصہ ڈالیے۔

فوری طور پر تعاون کی اشد ضرورت ہے۔



رقم یا میٹریل کی صورت میں ضرور تعاون کریں۔

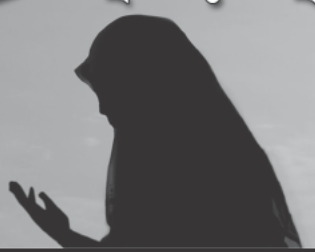
منجانب جامعہ محمدیہ اہل حدیث:
AC No: 1639-3 ABL Dir 0622

جمال منیجر: 0303-8623643، 0342-9638213

حاجی گل عارف 0334-9322582
عبدالغفار پٹواری 0302-5996989

خواتین رمضان کو کامیاب کیسے بنائیں؟

طارق جاوید عارفی
ریسرچ فیلو دارالسلام



سلف صالحین رمضان سے چھ ماہ پیشگی یہ دعا شروع کر دیتے تھے: ''یا اللہ! ہمیں رمضان المبارک کا مہینہ نصیب فرما۔'' پھر جب رمضان المبارک کا مہینہ گزر جاتا تو وہ یوں دعا کرتے: ''اے اللہ! ہم نے اس مہینے میں جو عبادات کیں، انھیں قبول فرما۔'' (لطائف المعارف، ص: 280)

رمضان کے روزوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ ''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جیسے ان لوگوں پر کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔'' (البقرۃ 2:183) روزوں کی فرضیت کا حکم دیتے ہوئے پہلی بات یہ کہی گئی ہے کہ یہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے۔

روزہ دیگر مذاہب میں

سابقہ امم کی مذہبی کتب پر ایک نظر ڈالنے سے قرآن مجید کے اس حکم کی صداقت بخوبی عیاں ہوجاتی ہے۔ سابقہ امتوں میں یہود ایک بڑا نام رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں روزہ ایک دینی فریضہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر چالیس دن بھوکے پیاسے گزارے۔ (خروج: 34-38) اسی بنا پر یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں چالیس روزے رکھنا اچھا سمجھتے تھے، لیکن چالیسویں دن کا روزہ ان پر فرض ہے جو ان کے ساتویں مہینے (تشرین) کی دسویں تاریخ کو پڑتا ہے، اسی لیے اسے عاشورہ (دسواں) کہتے ہیں۔ اسی روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کے دس احکام عنایت ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تورات میں اس دن کے روزے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ (دیکھیے: سفرالأحبار) عیسائی مذہب میں بھی روزہ فرض ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی چالیس دن تک جنگل میں روزہ رکھا۔ (متی: 4-12) حضرت یحییٰ علیہ السلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیش رو تھے، وہ بھی روزے رکھتے تھے اور ان کی امت بھی روزہ دار تھی۔ (مرقس: 2-18)

اہل عرب بھی ظہور اسلام سے قبل روزے سے ناآشنا نہ تھے۔ قریش مکہ زمانہ جاہلیت میں عاشورہ (دس محرم) کا روزہ اس لیے رکھتے تھے کہ اس دن خانہ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا۔ (مسند أحمد: 243/6) مدینہ میں یہود اپنا عاشورہ الگ مناتے تھے۔ ہندو بھی روزہ رکھتے ہیں اور وہ اسے ''برت'' کا نام دیتے ہیں۔

روزے کا مقصد

اس کے بعد دوسری بات یہ واضح کی گئی کہ روزہ کا مقصد اور غرض و غایت تقویٰ کی صفت پیدا کرنا ہے۔ تقویٰ کا لفظ بڑا بلیغ ہے۔ مختصر الفاظ میں تقویٰ کے معنی ہیں: اللہ کی محبت کے حصول کے لیے کوئی کام کرنا اور اس کی ناراضی کے خوف سے ہر ناپسندیدہ کام چھوڑ دینا۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے نفس پر صبر کرنا اور اپنے ظاہر و باطن کو بہتر سے بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کرنا۔ اس میں شک نہیں کہ تقویٰ



انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

تجربے اور مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ روزہ رکھتے ہی یہ تبدیلی تو فوراً پیدا ہوجاتی ہے کہ شدید بھوک اور شدید گرمی و حبس کے موسم میں جبکہ حلق میں کانٹے پڑ رہے ہوں، سخت پیاس کے باوجود اور مکمل تنہائی میں بھی کوئی روزے دار فریج میں رکھا ہوا ٹھنڈا اور پسندیدہ مشروب چھوتا تک نہیں ہے، اگرچہ بظاہر تو اسے دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا مگر یہ شعور اور احساس جاگ رہا ہوتا ہے کہ جس کے لیے روزہ رکھا ہے، وہ تو ہر جگہ دیکھ رہا ہے۔ یہی احساس اس سال کے باقی مہینوں میں زندہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب نفس کی ایسی تربیت ہو جائے تو پھر یہ روزہ فقط بھوکے اور پیاسے رہنے کا عنوان نہیں رہتا، بلکہ ایک ایک عضو یہاں تک کہ سوچ تک کا بھی روزہ ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی روزے کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ» ''اور روزہ ڈھال ہے۔'' (صحيح البخاري: 1904، و صحيح مسلم: 1151) جس طرح ڈھال دشمن کا وار روکنے کے کام آتی ہے، اسی طرح روزہ مومن کو اس کے ازلی دشمن شیطان کے وار سے بچاتا ہے۔

روزہ دراصل ایک ریفریشر کورس ہے۔ ایک ماہ کی اس تربیت گاہ سے گزرنے کے بعد اگر اس تربیت کے اثرات سال کے باقی مہینوں میں بھی نظر آئیں تو یقیناً ایسا روزہ دار خوش نصیب ہے اور یہ روزوں کی قبولیت کی نشانی ہے۔

خواتین اور رمضان

اعمال کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے مرد و زن سب کے لیے کھلا میدان چھوڑا ہے۔ خواتین پر کوئی قدغن نہیں لگائی۔ لہٰذا خواتین کو چاہیے کہ ماہ شعبان ہی سے اس ماہ مبارک کی منصوبہ بندی کریں۔ گھریلو کام کاج جس حد تک آسان کیے جاسکتے ہوں کر لیں۔ سحر و افطار میں کھانے پکانے کے سلسلے میں سادگی اپنائیں، نت نئی ڈشز بنانے کے تجربات کرنے کی بجائے وقت کو بچائیں اور اس وقت کو آخرت کے لیے ذخیرہ بنائیں۔ مناسب ہوگا کہ اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر عشرے میں اشیائے خورونوش کا ایک چارٹ بنالیں تاکہ کسی دن بھی یہ سوچنا نہ پڑے کہ آج افطاری میں کیا بنانا اور پکانا ہے اور سحری میں کیا کھایا جائے گا۔ پھر اس کی روشنی میں کھانے پکانے میں استعمال ہونے والی بیشتر اشیا جن پر خاصا وقت صرف ہوتا ہے، مثلاً: ادرک، لہسن اور پیاز کاٹ اور پیس کر مناسب ڈبوں میں بھر کر فریج میں رکھ لیں۔ چنے ابال کر پیکٹ بنا کر فریز کیے جاسکتے ہیں۔ قیمہ بھون کر اور کباب تیار کر کے فریزر میں رکھے جاسکتے ہیں۔ گھر کے بچے بچیاں اس کام کو پراجیکٹ سمجھ کر ہنسی خوشی ہاتھ بٹائیں گے۔ اسی طرح مناسب مقدار میں سبزیاں ابال کر اور سموسے بنا کر فریزر میں رکھ لیں تاکہ افطاری کے وقت آسانی سے فرائی کر لیے جائیں تاکہ رمضان کے ایک ایک لمحے کو خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کی یاد میں صرف کیا جاسکے۔

چاند دیکھ کر دعا

رمضان المبارک کا آغاز چاند دیکھنے سے ہوتا ہے۔ ماہ رمضان کا چاند دیکھنا ہی سعادت اور خوشی کا پیغام ہے۔ یہ اس بابرکت مہینے کا ابتدائی عمل ہے۔ اگرچہ جدید ذرائع ابلاغ کی فراوانی نے لوگوں سے چاند دیکھنے کا شوق چھین لیا ہے۔ بہرحال ہلال رمضان کو دیکھنے کی کوشش کیجیے اور جونہی چاند پر نظر پڑے، یہ دعا پڑھیں: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَتَرْضٰى، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰه» ''اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تو اسے امن، ایمان، سلامتی، اسلام اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ، جسے تو پسند کرتا ہے، ہم پر طلوع فرما، اے ہمارے رب! اور (جس سے) تو راضی ہوتا ہے۔ (اے چاند!) ہمارا اور تمھارا رب اللہ ہے۔'' (جامع الترمذي: 3451، و سنن الدارمي: 1687)

روزے کی نیت

اسی طرح سحری سے پہلے پہلے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ اگر اس طرح روزے کی نیت نہ کی اور روزہ جیسی پابندیاں خود پر عائد کرلیں تو روزہ نہیں بلکہ فاقہ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی ہے: «مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ» ''جس



نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی، اس کا روزہ نہیں ہے۔'' (سنن أبي داود: 2454، و جامع الترمذي:730)

نیت کے لیے زبان سے الفاظ کی ادائیگی قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔ یہ دل کا فعل ہے۔ کچھ لوگوں نے روزے کی نیت کے یہ الفاظ گھڑ رکھے ہیں:«وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ» ''میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔'' یہ الفاظ جس طرح شرعاً غیر مستند ہیں اسی طرح معنوی اعتبار سے بھی غیر درست ہیں کہ آدمی تو آج کے دن کا روزہ رکھ رہا ہے اور نیت کل آنے والے دن کی کر رہا ہے! یاللعجب!

سحری کا اہتمام

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سحری کھانے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے سحری کے کھانا کو بابرکت قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے: ''سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔'' (صحيح البخاري: 1923، و صحيح مسلم: 1095) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «تَسَحَّرُوا وَلَوْ بِجُرْعَةٍ مِّنْ مَّاءٍ» ''سحری کرو چاہے پانی کا ایک گھونٹ ہی ہو۔'' (صحيح ابن حبان: 5476) ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق سحری کا کھانا ہے۔'' (صحيح مسلم: 1096)

ان احادیث کے پیش نظر سحری کھانے کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔

سحری کھانے کے بعد اب آپ روزے دار ہو گئے ہیں اور روزے کی پابندیاں آپ پر عائد ہو چکی ہیں، لہٰذا اپنے روزے کی حفاظت کریں اور ان تمام امور سے اجتناب کریں جو آپ کے روزے کو فاسد یا ختم کر سکتے ہیں۔ روزے کو فاسد کرنے والے امور یہ ہیں: قصداً قے کرنا، جان بوجھ کر کھانا پینا۔ ازدواجی تعلقات قائم کرنا اور حیض و نفاس کا آجانا۔ دورانِ روزہ یہ اعمال ممنوع ہیں: جھوٹ بولنا اور دیگر برے اعمال بجالانا۔ مبالغے سے ناک میں پانی چڑھانا، شہوت انگیز گفتگو کرنا اور شوروغوغا کرنا۔

درج ذیل امور روزے کی حالت میں جائز ہیں۔ ان کے کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا: مسواک کرنا، غسل کرنا، بھول کر کھا پی لینا، سحری کے بعد غسل جنابت کرنا، سینگھی لگوانا، یعنی بطور علاج جسم سے خون نکلوانا، قے آجانا، کنگھی کرنا اور تیل لگانا، سرمہ لگانا، بھیگا ہوا کپڑا سر پر ڈالنا، ہنڈیا سے نمک وغیرہ چکھنا، حلق میں مکھی وغیرہ داخل ہو جانا۔

نماز فجر کے بعد

نماز فجر ادا کریں اور اپنے مصلے ہی پر ذکر اذکار میں مشغول رہیں۔ جب سورج نکل کر کچھ بلند ہو جائے تو دو رکعت ادا کریں۔ اس کا بڑا اجروثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جس شخص نے نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی، پھر طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اسے یقینی طور پر مکمل حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ (جامع الترمذي: 586)

نماز اشراق کے بعد کچھ دیر آرام کریں تاکہ رات کو تراویح پڑھنے میں سہولت رہے۔ بیدار ہونے کے بعد وضو کیجیے اور حسب رغبت قرآن مجید کی تلاوت کیجیے۔ اس کے بعد گھریلو کام کاج نپٹالیں، فراغت کے بعد دل آمادہ ہو تو قرآن مجید کی تلاوت کریں وگرنہ دینی کتب، مثلاً: قرآن مجید کی تفسیر، احادیث اور سیرت و تواریخ کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔ نماز ظہر کے بعد کچھ دیر آرام کرلیں۔ اسے قیلولہ کہتے ہیں۔ احادیث میں قیلولہ کرنے کی بڑی اہمیت آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «قِيلُوا فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا تَقِيلُ» ''قیلولہ کیا کرو، اس لیے کہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔'' (سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث: 1647)

رمضان اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں روزوں کی فرضیت ذکر کی ہے، وہاں ماہ رمضان المبارک کی ایک خصوصیت یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ اس نے اس ماہ میں قرآن مجید کو نازل فرمایا جو لوگوں کے لیے باعث ہدایت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا رمضان المبارک کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس لیے اس مبارک مہینے میں قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہیے۔ خود رسول اللہ ﷺ بھی اس ماہ میں اس کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اور رمضان کی ہر رات حضرت جبریل علیہ السلام سے قرآن مجید کا دَور کیا کرتے تھے۔ (صحيح البخاري: 1902)



قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس میں تدبر اور غور وفکر بھی کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اسی لیے اتاری ہے کہ اس کو پڑھا جائے، اس میں غور وفکر کیا جائے اور اسے اپنا دستور حیات بنایا جائے۔ لہٰذا افطاری تک روزے کی حالت میں جس قدر کثرت سے تلاوت قرآن ہو سکے، کرنی چاہیے۔

افطاری کا طریقہ اور احتیاط

افطار کے وقت افطاری پر ٹوٹ پڑنے کی بجائے شائستگی، وقار اور ایثار کا مظاہرہ کیجیے۔ افطار سے قبل کے لمحات قبولیت دعا کے اعتبار سے نہایت اہم ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''تین دعائیں رد نہیں کی جاتیں: والد کی اپنی اولاد کے لیے دعا، روزے دار کی دعا اور مسافر کی دعا۔'' (صحیح الجامع: 3032) اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ روزے دار کی افطاری کے وقت ایک دعا ایسی ہوتی ہے جسے رد نہیں کیا جاتا۔'' (سنن ابن ماجه: 1753) لہٰذا افطاری سے قبل دعائیں کیجیے۔ امت مسلمہ کی سلامتی، قوت و اخوت اور اتحاد کی دعا کیجیے۔ بدعنوان و بدکردار حکمرانوں کی اصلاح یا پھر ان سے نجات حاصل کرنے کی دعا کیجیے۔ اسی طرح اپنے عزیزو اقارب کی بھلائی، اتحاد و اخوت میں بڑھوتری اور گناہوں سے بخشش اور رحمت کی دعا کیجیے۔ سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کریں اور یہ دعا پڑھیں: «ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰه» ''پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہوگیا۔''

(سنن أبی داود: 2357)

افطاری کے وقت زیادہ کھانے سے اجتناب کریں۔ اس وقت زیادہ کھانا جہاں اکثر اوقات صحت کے لیے مضر ہوتا ہے وہاں قیام اللیل میں سستی اور بے رغبتی کا باعث بھی بنتا ہے۔ لہٰذا مناسب انداز سے کھائیے۔

نمازِ تراویح کا اہتمام

عشاء کی نماز کسی قریبی مسجد میں ادا کریں جہاں خواتین کے لیے علیحدہ باپردہ انتظام ہو اور باجماعت نماز تراویح ادا کریں۔ مسجد میں تراویح ادا کرنا اچھی بات ہے لیکن عورت کے لیے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ اجروثواب کا باعث ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اپنی عورتوں کو مسجدوں سے مت روکو، مگر ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔'' (سنن أبي داود: 567) اس حدیث کی رو سے خواتین کو مسجدوں میں جانے کی اجازت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ باپردہ ہوں، خوشبو اور دیگر زیب و زینت سے مبرا ہوں۔ رمضان المبارک میں تراویح کی ادائیگی بڑا فضیلت والا عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ» ''جس نے ایمان کے ساتھ اور اللہ کی رضا کو طلب کرتے ہوئے رمضان کا قیام کیا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (صحیح البخاري: 2008، و صحیح مسلم: 759) تراویح کا وقت عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سے لے کر فجر تک ہے، اس دوران کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے۔ یہ نماز گیارہ رکعات مسنون ہے۔ نبی کریم ﷺ کا عام معمول یہی تھا۔ (صحیح البخاری: 2013) کبھی کبھار تعداد رکعات میں اضافہ یا کمی بھی ہوتی تھی۔

اعتکاف

تقویٰ کے حصول کی 20 دن کی محنت کے بعد روحِ مومن اتنی صیقل ہوچکی ہوتی ہے کہ وہ قرب الٰہی کے لیے بے قرار ہوکر، تڑپ کر اپنے والہانہ پن کا اظہار کرنا چاہتی ہے۔ اس کے لیے رب کریم نے آخری عشرے میں اعتکاف کا موقع فراہم کیا ہے اور شب قدر کی جستجو میں لگا کر مزید نکھار، محبت وشوق اور وارفتگی کا جذبہ عطا کر دیا ہے۔ اعتکاف کا مطلب ہے کسی چیز پر جم کر بیٹھ جانا اور نفس کو اس کے ساتھ لگائے رکھنا۔ شرعاً اس سے مراد تمام دنیاوی معاملات ترک کر کے عبادت کی نیت سے اللہ کو راضی کرنے کی خاطر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف سال کے دوران کسی بھی وقت ہوسکتا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ ہمیشہ رمضان کے آخری اور افضل عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ فوت ہوگئے، پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔'' (صحیح البخاري: 2026)



خواتین بھی اگر اعتکاف کرنا چاہیں تو وہ بھی مسجد ہی میں اعتکاف کر سکتی ہیں۔ گھر میں خواتین کا اعتکاف کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، مزید یہ کہ قرآن مجید نے اعتکاف کی جگہ مسجد ہی بتائی ہے۔ (البقرة 2:187) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مسجد ہی میں اعتکاف کیا کرتی تھیں جیسا کہ ابھی حدیث میں گزرا ہے۔ دیگر عبادات کی طرح اعتکاف بھی ایک عبادت ہے، لہٰذا اس کے لیے بھی نیت کا کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس کے لیے بھی زبان سے الفاظ کی ادائیگی ثابت نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے نیت کے جو یہ الفاظ بتائے ہیں: نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَاف ''میں نے اعتکاف کی سنت کی نیت کی ہے۔'' خود ساختہ اور من گھڑت ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ نیت کرنے کی بجائے دل میں نیت کی جائے۔

اعتکاف بہت اعلیٰ و ارفع اور پر مشقت عبادت ہے۔ اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے رمضان کی آمد سے قبل ہی منصوبہ بندی کرلیں، مثلاً آپ اپنے عزیز و اقارب جن سے آپ کا ملنا ضروری ہے، ان کی لسٹ تیار کریں اوران سے ملاقات کرلیں۔ اپنے ضروری کاموں پر نظر دوڑائیں، ان میں سے جو کام دوسروں سے وابستہ ہیں، ان کی مدد سے وہ کام بھی سر انجام دے لیں تاکہ دوران اعتکاف آپ کو ڈسٹرب نہ ہونا پڑے۔

اعتکاف کے دوران شب و روز کے 24 گھنٹوں کا شیڈول بنائیں اوراس کے مطابق عبادت کریں۔ یہ پروگرام ایسا ہونا چاہیے کہ زیادہ وقت سونے اور آرام کرنے ہی میں نہ گزرے بلکہ زیادہ سے زیادہ وقت اس ماہِ مبارک میں ساعاتِ اعتکاف میں زیادہ سے زیادہ خیروبرکات سمیٹنے میں گزرے۔ دوران اعتکاف ممنوعات اعتکاف سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ ممنوعات اعتکاف یہ ہیں: ازدواجی تعلقات قائم کرنا۔ کسی کی بیمار پرسی کرنا، جنازے میں شریک ہونا اور شدید حاجت کے بغیر مسجد سے باہر نکلنا۔ دوران اعتکاف یہ امور جائز ہیں: حاجات ضروریہ کے لیے مسجد سے نکلنا، مسجد میں خیمہ لگانا۔ بیوی اپنے خاوند سے ملاقات کرسکتی ہے۔ استحاضہ والی عورت کا اعتکاف بھی درست ہے۔

لیلۃ القدر کی تلاش اور دعا

لیلۃ القدر کی نعمت بھی اسی مبارک عشرے میں ہے، لہٰذا اسے تلاش کیجیے۔ اس کا بہترین ذریعہ قیام اللیل اور تلاوت قرآن ہے۔ شب قدر میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔ روح الامین علیہ السلام اور دیگر فرشتے اسی رات زمین پر اترتے ہیں۔ اسی رات میں سارے سال میں ہونے والے معاملات کا فیصلہ کردیا جاتا ہے۔ اوراس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ عبادات میں جس قدر محنت اس عشرے میں کرتے تھے، بقیہ ایام میں نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: ''جس شخص نے شب قدر کا قیام ایمان کے ساتھ اور ثواب سمجھ کر کیا، اس کے سابقہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔'' (صحيح البخاري: 2014)

یہ واضح رہے کہ لیلۃ القدر کوئی مخصوص رات نہیں ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں ستائیسویں رات ہی کو لیلۃ القدر قرار دے لیا گیا ہے بلکہ یہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اس رات کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے: ''شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔'' (صحيح البخاري: 2017)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر کی ہے تو میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے انھیں یہ دعا پڑھنے کی ہدایت کی تھی: «اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي» ''اے اللہ! تو معاف کرنے والا، بڑا سخی ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، لہٰذا تو مجھے معاف کردے۔'' (جامع الترمذي: 3513)

اس منصوبہ بندی کے ساتھ اگر ہم نے رمضان المبارک گزارا تو یقیناً ہماری محنت رائیگاں نہیں جائے گی اورامید ہے کہ روزِ قیامت ہمیں جنت کے ''باب ریّان'' (سیراب کرنے کا دروازہ) سے ندا دی جائے گی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ، آمین!

❀❀❀



ایران

سرزمینِ فارس میں خیر و شر کی آویزش کے 3000 برس

محسن فارانی

ایران خلیج فارس اور کوہ قاف و بحیرۂ کیسپین کے درمیان واقع اسلامی ملک ہے۔ ایران کا شمار دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ عرب ایران کو عجم کہہ کر پکارتے تھے، چنانچہ دریائے دجلہ کے مشرق میں وسطی ایران تک کا علاقہ ''عراق عجم'' کہلاتا تھا اور دجلہ کے مغرب میں عراق کو ''عراق عرب'' کہا جاتا تھا۔ مشرقی ایران خراسان میں شامل تھا۔ اس وقت ایران درج ذیل صوبوں (استانوں) میں بٹا ہوا ہے:

① شمالی خراسان ② خراسان رضاوی ③ جنوبی خراسان ④ سیستان و بلوچستان ⑤ گلستان ⑥ سمنان ⑦ یزد ⑧ کرمان ⑨ ہرمزگان ⑩ مازندران ⑪ تہران ⑫ قم ⑬ اصفہان ⑭ فارس ⑮ گیلان ⑯ قزوین ⑰ استان مرکزی ⑱ چہارمحل و بختیاری ⑲ کوہ گیلویہ و بُویر احمد ⑳ بوشہر ㉑ اردبیل ㉒ زنجان ㉓ ہمدان ㉔ لُرستان ㉕ خوزستان ㉖ مشرقی آذر بائیجان ㉗ مغربی آذربائیجان ㉘ کردستان ㉙ کرمان شاہ ㉚ ایلام۔

مازندران کو ماضی میں طبرستان بھی کہا جاتا تھا۔ گلستان گُرگان یا جرجان کے نام سے معروف تھا جبکہ اوائل اسلام میں کرمان شاہ کو قرمیسین کہتے تھے۔ 1979ء میں انقلاب کے بعد اس کا نام پہلے قہرمان شہر اور پھر شہر وصوبہ کا نام باختران رکھ دیا گیا۔ لیکن ایران عراق جنگ کے بعد اسے دوبارہ کرمان شاہ کہا جانے لگا۔ خوزستان جس کا دارالحکومت اہواز ہے، اسے عربستان بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں عربی بولنے والوں کی اکثریت ہے۔ موجودہ صوبہ فارس کا دارالحکومت شیراز ہے جس کے شمال مشرق میں قدیم ایرانی دارالحکومتوں تخت جمشید (پرسی پولس) اور اصطخر کے کھنڈر ہیں۔

ایران اور فارس

ایران کا پرانا نام پارس ہے جسے عربی میں فارس کہا جاتا ہے۔ جنوب مغربی ایران کا ایک علاقہ پرسس (Persis) کہلاتا تھا جس سے پورے ملک کا نام پارس یا فارس مشہور ہوا۔ ان دنوں فارس ملک کا ایک صوبہ ہے جبکہ 1935ء سے ملک کا نام ایران ہے۔ لفظ ایران کے معنی ہیں آریاؤں کی سرزمین۔ ساسانی بادشاہ خود کو ''شاہانِ ایران وانیران'' کہلاتے تھے۔ قدیم پارس سے آتش پرست پارسی (مجوسی) منسوب ہیں جبکہ اہل ایران کی زبان اب فارسی کہلاتی ہے۔ ایران کی تہذیب کا شمار دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔

ایران ایک نظر میں

سرکاری نام: اسلامی جمہوری ایران
دارالحکومت: تہران
رقبہ: 1,648,000 مربع کلومیٹر
آبادی: 76,923,300
زبانیں: آذری، کردی، لوری، بلوچی، عربی
قومی زبان: فارسی
سرکاری زبان: فارسی
طرز حکومت: پارلیمانی
سکہ (Currency): ایرانی ریال
1 ڈالر = 12109 ریال
فی کس آمدنی = 6445 ڈالر

ایران کا حدود اربعہ

ایران کی سرحدیں شمال میں آرمینیا،



آذربائی جان، مشرق میں ترکمانستان، افغانستان، پاکستان، شمال مغرب میں ترکی اور مغرب میں عراق سے ملتی ہیں۔ ایران کے شمال میں بحیرۂ کیسپین (بحیرۂ قزوین یا خزر)، جنوب مغرب میں خلیج فارس اور جنوب میں آبنائے ہرمز اور خلیج عُمان ہیں۔ آبنائے ہرمز اور خلیج عمان کے پار عُمان اور متحدہ عرب امارات واقع ہیں۔ ملک کا وسطی و مشرقی علاقہ بے آب و گیاہ صحراؤں پر مشتمل ہے، البتہ کہیں کہیں نخلستان بھی موجود ہیں۔ دشت کویر اور دشت لوط ایران کے مشہور صحرا ہیں۔

ایران کی قدیم تاریخ

2000 ق م کے لگ بھگ آریانسل کے لوگوں نے ایران پر تسلط جما لیا۔ پھر یہاں کیانی خاندان کی حکومت رہی جس کے مشہور حکمران کیقباد، کیخسرو، کیکاؤس، لہراسپ، گشتاسپ اور اسفندیار تھے۔ رستم کیکاؤس کے عہد کا مشہور پہلوان تھا۔ اس کا بیٹا سہراب دربارِ توران سے وابستہ تھا جو ایران توران جنگ میں باپ کے ہاتھوں نادانستگی میں مارا گیا۔ 837 ق م میں عراق و شام کے اشوری بادشاہ شلما نسر سوم نے ایران پر حملہ کیا، اس وقت ایرانی کردستان میں پارسوا ریاست قائم تھی۔ پھر یہاں سلطنتِ ماد نے عروج پایا۔

کوروش کبیر (ذوالقرنین)

550 ق م میں کوروش کبیر یا سائرس اعظم (Cyrus The Great) نے مادسلطنت (میڈیا) کو شکست دے کر ہخامنشی حکومت قائم کی اور جلد ہی پورا ایران اس کے ماتحت آ گیا۔ 538 ق م میں بابل (عراق) اور پھر لیڈیا (ترکی) بھی اس نے فتح کر لیے۔ قرآن میں اس کا ذکر ذوالقرنین (دو سینگوں والا) کے نام سے ہوا ہے کیونکہ اس کے تاج پر دو سینگوں والے مینڈھے کی شبیہ بنی ہوئی تھی۔ ذوالقرنین موحد بادشاہ تھا۔ اس نے شمال میں کوہ قاف کے درے میں تانبے اور سیسے کی ایک دیوار تعمیر کر دی تا کہ شمال سے حملہ آور ہونے والی وحشی اقوام یاجوج ماجوج آذربائیجان اور ایران میں داخل نہ ہو سکیں۔ قرآن میں اس کی مادر (میڈیا) اور لیڈیا کی مہمات کے علاوہ سدِّ ذوالقرنین کی تعمیر کا بھی ذکر ہے۔ اس نے ان یہودیوں کو فلسطین واپسی کی اجازت دے دی جنھیں بخت نصر 586 ق م میں بابل ہانک لایا تھا۔

بادشاہ کے ظلم کا تیر

کوروش کبیر کا جانشین کمبوجیہ تھا جس کے متعلق یونانی مورخ ہیروڈوٹس نے ایک عجیب واقعہ لکھا ہے: ''کمبوجیہ نے ایک روز اپنے ایک درباری پراکساپس سے پوچھا کہ ایرانی رعایا کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اس نے جواب دیا: سب لوگ جہاں پناہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، البتہ یہ کہتے ہیں کہ جہاں پناہ شراب بہت پیتے ہیں۔ اس پر کمبوجیہ آگ بگولا ہو کر بولا: دیکھو، تمھارا بیٹا سامنے کھڑا ہے۔ اگر میں ایسا تیر ماروں جو اس کے دل میں ترازو ہو جائے تو ایرانیوں کا یہ خیال صحیح نہیں ہوگا اور اگر میرا نشانہ چوک گیا، تب وہ ٹھیک کہتے ہیں کہ شراب نے میرے حواس مختل کر دیے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے ایک تیر چلّے میں رکھا اور نشانے پر پھینکا۔ پراکساپس کا جوان بیٹا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

کمبوجیہ نے حکم دیا کہ اس کا سینہ چاک کیا جائے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی اور زخم کو جانچا گیا تو معلوم ہوا کہ تیر مقتول کے عین دل میں پیوست تھا۔ یہ دیکھ کر کمبوجیہ باغ باغ ہو گیا اور پراکساپس سے بولا: ''یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایرانیوں کے اپنے حواس بجا نہیں۔'' خوفزدہ پراکساپس نے سنجیدگی سے کہا: ''ایسا بے خطا نشانہ صرف جہاں پناہ کا ہو سکتا ہے۔''

دارا اول یونان میں

کمبوجیہ کے جانشین داریوش یا دارا اول (Darius I) نے گندھارا (شمالی پنجاب اور سرحد)، سندھ، تھریس، مقدونیہ اور یونان فتح کیے، تاہم کچھ عرصہ بعد جنگ میراتھون (490 ق م) میں یونانیوں سے شکست کھائی۔ داریوش اول کا ایک کارنامہ یہ تھا کہ اس نے دریائے نیل سے بحیرۂ احمر تک ایک نہر کھدوائی۔ یوں بحیرۂ روم سے دریائے نیل کے راستے خلیج فارس تک کشتیاں چلنے لگیں۔ اس کے بعد خشیارشاہ (Xerxes)، اردشیر (Artaxerxes) درازدست، داریوش دوم، اردشیر دوم، اردشیر سوم اور داریوش سوم حکمران رہے۔

کشتیوں کا عذاب

شاہانِ ایران اپنی توہین و تضحیک پر موت کی سزا دیتے تھے۔ بعض سزائیں نہایت وحشیانہ تھیں، جیسے مجرموں کو دیوار میں زندہ گاڑنا،



زندہ کھال کھنچوانا، چومیخہ کرنا وغیرہ۔ ان میں سے کشتیوں کا عذاب سب سے خوفناک تھا۔ اردشیر سوم ہخامنشی کے چھوٹے بھائی کوروش نے اس کے خلاف بغاوت کی۔ دونوں کی فوجوں میں گھمسان کا رن پڑا۔ کوروش لڑتا ہوا بادشاہ کے پاس پہنچ گیا اور اس پر حملہ کر دیا لیکن ایک سپاہی مہرداد کے ہاتھوں مارا گیا۔ بادشاہ نے اعلان کیا کہ اُس نے اپنے ہاتھ سے باغی کو قتل کیا ہے۔

ایک دن مہرداد شراب کے نشے میں بنکارنے لگا کہ بادشاہ خواہ مخواہ جوانمرد بنا پھرتا ہے، کوروش کو میں نے قتل کیا تھا۔ اردشیر کو خبر ملی تو اس نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس گستاخی پر مہرداد کو کشتیوں کا عذاب دیا جائے، چنانچہ دو کشتیاں اس طرح بنوائی گئیں کہ ایک دوسری پر ٹھیک جفت ہوتی تھی۔ ایک کشتی میں مہرداد کو لٹا کر دوسری اس پر مضبوطی سے جڑ دی گئی۔ اس کے ہاتھ پاؤں اور منہ کشتی سے باہر رہے۔ پھر اسے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا اور ساتھ ہی مسہل بھی دیا گیا۔ اس کے چہرے پر شہد مل دیا گیا جس سے کیڑے مکوڑے اور مکھیاں ہجوم کر آئیں اور اس کے لب و رخسار کو کاٹنے لگیں۔ ادھر مسہل نے اپنا کام کیا تو نچلی کشتی غلاظت سے بھر گئی۔ دن گزرنے کے ساتھ اس میں کِرم (کیڑے) پیدا ہوگئے جو مہرداد کی انتڑیوں، دل اور جگر کو چاٹنے لگے۔ وہ بدنصیب سترہ دن اس عذاب میں تڑپتا رہا اور مر گیا۔

ہخامنشیوں کے دور میں سلطنتِ فارس کا دارالحکومت پرسی پولس (تختِ جمشید) تھا جس کے کھنڈر شیراز کے قریب شمال مشرق میں واقع ہیں۔ اس کے بعد سوس یا شوش (Susa) دارالحکومت بنا۔ ہخامنشی سلطنت اپنے عہدِ عروج میں 21 صوبوں اور 46 اقوام پر مشتمل تھی۔

سلیوکی اور اشکانی سلطنتیں

داریوش (دارا) سوم آخری ہخامنشی بادشاہ ثابت ہوا۔ اس نے 330 ق م میں یونانی فاتح سکندر اعظم سے شکست کھائی اور مارا گیا۔ سکندر کے بعد ایران اس کے جرنیل سلیوکس (Seleucus) کے تسلط میں آیا۔ وہاں 185 ق م تک سلیوکی (Seleucid) حکومت قائم رہی۔ 249 ق م میں سلیوکیوں سے حکومت پارتھیوں (اشکانیوں) کے ہاتھ آئی۔ پارتھی سلطنت اپنے عہدِ عروج میں دریائے سندھ سے دریائے فرات تک پھیلی ہوئی تھی۔

ایران عہدِ ساسانیاں میں

226ء میں اردشیر بابکان نے اشکانی بادشاہ اردوان کو شکست دے کر ساسانی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اردشیر بابکان کے دادا کا نام ساسان تھا اور وہ خود کو ہخامنشی خانوادے سے منسوب کرتا تھا۔ اردشیر کے بیٹے شاپور اول نے 258ء میں ایشیائے کوچک پر چڑھائی کر کے انطاکیہ فتح کیا اور رومی قیصر ولیرین کو ہزاروں یونانیوں سمیت گرفتار کر لیا۔ کیا عبرت انگیز تماشا تھا کہ شاپور ہر بار اپنے گھوڑے پر سوار ہونے سے پہلے قیدی بادشاہ ولیرین کی گردن پر قدم رکھتا تھا۔ ولیرین کی موت پر شاپور نے اس کی کھال کھنچوا کر اس میں بھُس بھروایا اور اسے ایران کے سب سے بڑے آتش کدہ میں بطور یادگار رکھوا دیا۔ شاپور اول کے بعد ہرمز اول، بہرام اول، بہرام دوم، بہرام سوم، نرسی، ہرمز دوم اور آذر نرسی برسرِ اقتدار رہے۔

ساسانیوں کے اُلوہی دعوے

ساسانی تاجدار اپنے آپ کو پیکرِ الوہیت سمجھتے تھے۔ حاجی آباد کے پہلوی کتبے میں شاپور (اول) ساسانی کے القاب یوں درج ہیں: ''پرستارِ ارمزد، پیکرِ الوہیت، شاپور شہنشاہ ایران و ماورائے ایران ازنسل آفرید گار، پسر پرستارِ ارمزد، پیکرِ الوہیت ارتخشتر شہنشاہ ایران ازنسل آفریدگار، نبیرۂ پیکرِ الوہیت شاہ بابک۔''

شاہ بابک سے مراد اردشیر بابکان (ارتخشتر) کا باپ بابک ہے جس کا نبیرہ (پوتا) شاپور تھا، اور ''ارمزد'' دراصل ''اہورمزدا'' یعنی خدائے واحد ہے۔ شاپور نے خود کو اور اپنے باپ دادا کو ''پیکرِ اُلوہیت'' اور اہورمزدا کے پرستار لکھوایا۔

شاپور اعظم اور بہرام گور

ہرمز دوم کے بیٹے شاپور ثانی (309ء تا 379ء) نے، جو شاپور اعظم کہلاتا تھا، رومیوں سے دوسری جنگ میں دجلہ پار کے وہ تمام صوبے واپس لے لیے جو نرسی کے عہد میں چھن گئے تھے۔ اس نے آرمینیا بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد اردشیر دوم، شاپور سوم، بہرام



چہارم اور یزدگرد اول نے حکمرانی کی۔ گورخر (جنگلی گدھا) کے شکار کا شوقین بہرام گوریا بہرام پنجم (420ء تا 440ء) یزدگرد اول کا بیٹا تھا۔ وہ رومیوں سے شکست کھا کر صلح پر مجبور ہوا، تاہم اس نے ماوراء النہر سے حملہ آور سفید ہنوں کو شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ پھر یزدگرد دوم، ہرمز سوم، فیروز، بلاش اور قباد یکے بعد دیگرے بادشاہ بنے۔

نوشیرواں عادل کا ''عدل''

قباد کے بیٹے خسرو اول یا نوشیرواں عادل (531ء تا 579ء) کا وزیر بزرگ مہر (عربی میں ''بزرجمہر'') بہت اچھا منتظم تھا۔ نوشیرواں کے عہد میں نبی ﷺ کی ولادت ہوئی۔ رومی قیصر جسٹینین کے زمانے میں ایرانیوں سے تین خونریز جنگیں ہوئیں۔ نوشیرواں نے سارا شام پامال کر ڈالا اور جسٹینین کے جانشین جسٹن ثانی (565ء-573ء) نے تاوان دے کر صلح کی۔ جندی شاپور (جندی سابور) کا دارالعلم نوشیرواں ہی کے عہد کی یادگار تھا۔

نوشیرواں کا ''عدل'' دنیا میں بہت مشہور ہے، تاہم یہ سارا عدل رعایا کے درمیان ہوتا تھا۔ جب معاملہ بادشاہ اور رعایا کے درمیان ہوتا تو بعض اوقات وہ ظلم پر بھی اتر آتا۔

اس سلسلے میں ایک دلچسپ حکایت بیان کی جاتی ہے: ''بادشاہ نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی اور دبیرِ خراج کو حکم دیا کہ لگان کی نئی شرحیں بآوازِ بلند پڑھ کر سنائے۔ جب وہ پڑھ چکا تو خسرو نے تین بار حاضرین سے پوچھا کہ کسی کو اعتراض تو نہیں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور تعظیم کے ساتھ پوچھنے لگا کہ آیا بادشاہ کا منشا یہ ہے کہ ناپائیدار چیزوں پر دائمی ٹیکس لگائے جو مرورِ ایام سے ناانصافی پر منتج ہوگا۔ اس پر بادشاہ نے گرج کر کہا: اے مردِ ملعون! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں دبیر (منشی) ہوں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے قلمدانوں سے پیٹ پیٹ کر مار ڈالو۔ اس پر ہر دبیر نے اپنے قلمدان سے اسے مارنا شروع کیا حتی کہ وہ بیچارہ مرگیا۔ اس کے بعد سب نے کہا: عالی جاہ! جتنے ٹیکس آپ نے ہم پر لگائے ہیں، وہ ہمارے نزدیک سب انصاف پر مبنی ہیں۔''

ہرمز چہارم کے مظالم

نوشیرواں کے جانشین ہرمز چہارم کے عہد میں رعایا کے درمیان ہونے والا عدلِ نوشیروانی خواب و خیال ہوگیا۔ بادشاہ ظلم پر اُتر آیا۔ شکایت کرنے والوں کو باغی قرار دے کر اُن کی گردنیں اڑا دی جاتیں، چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں 13 ہزار ناکردہ گناہوں کی گردنیں تیغۂ جلاّد کی نذر ہوگئیں۔ اس پر بابل، سوس (خوزستان) اور کرمان کے صوبوں میں لوگوں نے علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ اس سے فائدہ اُٹھا کر رومیوں نے ایران کے مغربی صوبوں پر حملے شروع کر دیے۔ دوسری طرف چار لاکھ ترکوں کے لشکرِ عظیم نے یورش کی جسے ایرانی سپہ سالار بہرام چوبیں کے 12 ہزار سورماؤں نے درۂ مازندران میں شکستِ فاش دی مگر جب اسی بہرام چوبیں نے رُودِ ارس (دریائے اراس Araks) کے کنارے رومیوں سے شکست کھائی تو بادشاہ نے اسے زنانہ لباس پہن کر ہاتھ میں چرخہ لیے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اس تذلیل پر بہرام نے بغاوت کر دی، ہرمز کے قاصد کو ہاتھی کے پاؤں تلے کچلوا دیا اور خود ہرمز کو اس کے محل میں گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

خسرو پرویز کی حکمرانی

ہرمز چہارم کے قتل کے بعد اس کا بڑا بیٹا خسرو پرویز، یعنی خسرو ثانی (589ء تا 628ء) تخت نشین ہوا مگر جلد ہی بہرام چوبیں سے شکست کھا کر اسے دشمن رومیوں کے ہاں پناہ لینی پڑی۔ قیصر ماریس نے دونوں سلطنتوں میں قیام امن کے امکان کے پیش نظر کسریٰ (خسرو) کی درخواست پر ایک فوج اس کے ساتھ کر دی جس کی مدد سے اس نے کھویا ہوا اقتدار حاصل کر لیا۔ بہرام شکست کھا کر ترکستان کی طرف فرار ہوگیا۔ اس کرم فرمائی پر خسرو پرویز، ماریس کو از رہِ احترام باپ کہہ کر پکارتا تھا، چنانچہ جب فوکاس نامی غاصب جرنیل نے رومی تخت پر قبضہ کر کے قیصر ماریس اور اس کی آل اولاد کو وحشیانہ طریقوں سے قتل کر دیا تو خسرو پرویز نے روم کے خلاف وہ جنگ چھیڑ دی جس کا سلسلہ بیس برس تک چلتا رہا۔ یہ جنگ آخر کار ایرانیوں کی شکست پر منتج ہوئی۔

کسریٰ کا تکبر اور عبرتناک انجام

خسرو پرویز اپنے نام کے ساتھ حسب ذیل



القاب لکھتا تھا:

''خداؤں میں انسانِ غیر فانی اور انسانوں میں خدائے لاثانی، اس کے نام کا بول بالا، آفتاب کے ساتھ طلوع ہونے والا، شب کی آنکھوں کا اجالا۔''

6ھ (628ء) میں متکبر خسرو پرویز نے رسول کریم ﷺ کا دعوتی مکتوب چاک کرنے کی جسارت کی اور پھر وہ اپنے سوتیلے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں کیفرِ کردار کو پہنچا۔

ساسانی دربار کے عجوبے

ملک کی تمام دولت اور آمدنی کے تمام وسائل ساسانی بادشاہوں کی ملکیت سمجھے جاتے تھے۔ دارالحکومت مدائن (عراق) میں ایوانِ کسریٰ، بہارِ کسریٰ (وہ قالین جس پر موسم بہار میں شاہانِ ایران شراب نوشی کیا کرتے تھے)، تاجِ کسریٰ اور دربار سے وابستہ خدم و حشم، بیویوں اور لونڈیوں، خدمت گار لڑکوں، باورچیوں اور خانساماؤں، پرندوں اور درندوں کے سدھانے والوں اور سامانِ شکار اور شاہی ظروف کی افسانوی تفصیلات و جزئیات حیرت انگیز ہیں۔ جب عہدِ فاروقی میں اسلامی فتوحات کے نتیجے میں ایران کا آخری تاجدار یزدگرد سوم اپنے دارالحکومت مدائن سے فرار ہوا تو اس حالت میں بھی اس کے ساتھ ایک ہزار باورچی، ایک ہزار مغنی اور ایک ہزار چیتوں کے منتظم تھے اور شکروں کی دیکھ بھال کرنے والے ایک ہزار ماہروں اور خدم و حشم اور مصاحبین کی ایک بڑی تعداد تھی۔

ایران میں ''سچے رسول''

ایران کی معلوم تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ وہاں بھی اللہ تعالیٰ ہمیشہ توحید کا پرچار کرنے والوں کو مبعوث فرماتا رہا۔ اُن کے ذریعے سے اپنی حجت قائم کرتا رہا۔ قدیم ایران کی مذہبی کتابوں میں اللہ کے اِن برگزیدہ بندوں کو 'وخشور' یا 'شت وخشور' کہا گیا ہے۔ اس کے معنی 'رسول' یا 'سچا رسول' کے ہیں۔

ایرانیوں کے ہاں مروجہ روایات کے مطابق مہ ابد، آزر ابد، جے افرام اور جے ابد اوّلیں وخشور تھے۔ مہ ابد نے اپنی قوم میں توحید الٰہی کا پرچار کیا تھا لیکن تیرہ پشتوں کے بعد لوگ پھر گمراہ ہوگئے۔

ہیپاٹائٹس B/C

اور تمام امراضِ جگر کا مستقل علاج (ان شاء اللہ)

- LFT 10 سے 15 روز میں رپورٹ کلیئر
- یورک ایسڈ۔کولیسٹرول۔مردانہ جراثیم پرابلم (مردانہ تولیدی جراثیم کا مردہ یا کم ہونا)
- گردہ۔مثانہ اور پتہ کی پتھری کا بغیر آپریشن علاج
- امراضِ دل کا بغیر آپریشن مستقل علاج

دل کا بڑھ جانا | والوز کا بند ہونا | شریانوں کا بند ہونا

ہربل فزیشن
شاہد سجاد
0333 69 68 843
0301 69 31 632
ٹائم لے کر تشریف لائیں

تمام امراض کا ہربل ادویات سے بغیر کسی سائیڈ ایفیکٹ کے علاج کیا جاتا ہے

مطب شفاء الخیر
24- علامہ اقبال روڈ نزد ریلوے کیرن ہسپتال لاہور (بروز سوموار تا جمعہ)
عقب مسجد رحمانیہ اہل حدیث کچہری روڈ نزد دفتر جماعت اسلامی چیچہ وطنی (بروز اتوار)

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے
(الحدیث)

اعلان داخلہ

دینی و دنیاوی علوم کی عظیم دانش گاہ

ملک بھر کے یتیم بچوں کے لیے تعلیم حاصل کرنے کا بہترین موقع

المدرسة المحمدية

کے شعبہ علوم اسلامیہ (درس نظامی) اور تحفیظ القرآن میں 15 شوال سے باقاعدہ کلاسز کا اجراء

شیڈول داخلہ

☆ یتیم طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ 20 رمضان تک اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست کے علاوہ اپنے یا سرپرست کے شناختی کارڈ کی نقل 2 عدد رنگین پاسپورٹ سائز تصاویر، اپنے والد کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ اور تعلیمی اسناد کی نقول ارسال کرے

☆ داخلہ کیلئے تحریری ٹیسٹ 10 شوال صبح 9 بجے مدرسہ ہذا میں منعقد ہوگا

☆ تحریری ٹیسٹ پاس کرنے والے امیدواران کا زبانی امتحان 11 شوال صبح 9 بجے سے 2 بجے تک ہوگا

☆ تعلیمی اسناد، تحریری ٹیسٹ اور زبانی ٹیسٹ میں مجموعی طور پر 60 فیصد نمبر حاصل کرنے والے طلباء داخلہ کے اہل ہوں گے

☆ کامیاب طلباء کی کلاس کا آغاز 15 شوال صبح 7 بجے سے ہوگا

مدت کورس
- علوم اسلامیہ (درس نظامی) کا دورانیہ 6 سال
- تحفیظ القرآن کا دورانیہ 2 سال

نوٹ
یتیم طلبا کے علاوہ بھی تشنگان علم ادارہ کی تعلیم و تربیت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں

خصوصیات

☆ جہاں تعلیم و تربیت ایک ساتھ یعنی پڑھایا ہی نہیں جاتا بلکہ سکھایا بھی جاتا ہے
☆ یتیم طلباء کی پوری کفالت (لباس، خوراک، تعلیمی اخراجات) بذمہ ادارہ
☆ جدید دور کے تقاضوں کے عین مطابق عصری علوم اور کمپیوٹر سائنس بطور لازمی
☆ آموں کے باغ کے دامن اور نہر کے کنارے پرفضاء ہوادار، پاکیزہ ماحول
☆ شاندار عمارت اور وسیع گراسی پلاٹ
☆ جدید سہولیات سے مزین ہاسٹل کی سہولت
☆ مستند اور راسخ العلم اساتذہ کی خدمات تدریس
☆ تمام طلباء کیلئے معیاری قیام و طعام اور علاج معالجہ کی سہولت

شرائط داخلہ

☆ امیدوار ذہین، محنتی اور بلند اخلاق کا حامل اور اسلامی شعائر کا پابند ہو
☆ علوم اسلامیہ (درس نظامی) میں داخلہ کیلئے مڈل پاس یا حافظ قرآن ہونا ضروری ہے
☆ تحفیظ القرآن کیلئے پرائمری پاس ہونا ضروری ہے
☆ ادارے کے قواعد و ضوابط کا پابند ہونا ضروری ہے
☆ علوم اسلامیہ کیلئے میٹرک اور ایف اے پاس طلباء کو ترجیح دی جائے گی
☆ 6 سالہ مدت تعلیم مکمل کرنے کا عہد کرے

داخلہ محدود اور انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا

الداعی الی الفوز والفلاح: المدرسة المحمدية کوٹ گوہر محمد سرائے سدھو تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال۔ پنجاب، پاکستان

0333-6553970, 0301-4272412

Zia-e-Hadith Lahore CPL NO: 151 دارالسلام کی تحقیق کا آئینہ دار

القلم القاری للقرآن

Pen Qur'ān



اب
صحیح بخاری
(اردو) کے ساتھ

15 معروف قراء کرام کی آواز میں تلاوت سماعت فرمائیں

کتب ▪ صحیح البخاری ▪ ریاض الصالحین ▪ نورانی قاعدہ ▪ ٹاکنگ ڈکشنری

تفاسیر ▪ تفسیر تفہیم القرآن ▪ تفسیر فرحت ہاشمی ▪ تفسیر بیان القرآن ▪ تفسیر معارف القرآن

تراجم ▪ اردو ▪ انگلش ▪ سندھی ▪ پشتو ▪ پنجابی ▪ سرائیکی ▪ کشمیری ▪ بلوچی ▪ فارسی

PAKISTAN | U.A.E | SAUDI ARABIA | FRANCE | U.S.A | U.K

ہیڈ آفس B-36 لوئر مال سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 042-37313738

www.darussalampk.com | info@darussalampk.com

www.facebook.com/darussalam.sns